

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, May 17, 1994

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at six minutes past eleven in the morning with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم الله الرحمن الرحيم

ان الذين امنوا وعملوا الصلحت يهديهم ربهم بايمانهم
تجرى من تحتهم الانهر فى جنت النعيم ۝ دعواهم
فيها سبحنك اللهم تحيتهم فيها سلم ۝

ترجمہ۔ بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کا رب ان کے ایمان کے سبب انہیں راہ دے گا۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی نعمت کے باغوں میں۔ ان کی دعا اس میں یہ ہوگی کہ اللہ تجھے پاکی ہے۔ اور ان کے متے وقت خوشی کا پہلا بول سلام ہے۔ اور ان کی دعا کا خاتمہ یہ ہے کہ سب خوبیوں سرِ اِلا اللہ جو رب ہے سارے جہان کا۔

جناب چیئرمین۔ سب سے پہلے جو تاثر ہوئی ہے اس کے لئے میں مسذرت کرنا چاہتا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم 'میں' ذہنی چیئرمین صاحب ' وزیر قانون صاحب ' راجہ محمد ظفر

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, May 17, 1994

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at six minutes past eleven in the morning with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم الله الرحمن الرحيم

ان الذين امنوا وعملوا الصلحت يهديهم ربهم بايمانهم
تجرى من تحتهم الانهر فى جنت النعيم ۝ دعواهم
فيها سبحنك اللهم تحيتهم فيها سلم ۝

ترجمہ۔ بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کا رب ان کے ایمان کے سبب انہیں راہ دے گا۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی نعمت کے باغوں میں۔ ان کی دعا اس میں یہ ہوگی کہ اللہ تجھے پاکی ہے۔ اور ان کے متے وقت خوشی کا پہلا بول سلام ہے۔ اور ان کی دعا کا خاتمہ یہ ہے کہ سب خوبیوں سرِ اِلا اللہ جو رب ہے سارے جہان کا۔

جناب چیئرمین۔ سب سے پہلے جو تاثر ہوئی ہے اس کے لئے میں مسذرت کرنا چاہتا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم 'میں' ذہنی چیئرمین صاحب ' وزیر قانون صاحب ' راجہ محمد ظفر

الحق صاحب اور مولانا عبدالستار خان نیازی صاحب ' پیر برکت شاہ صاحب کے جنازے پر گئے تھے تو وہاں دیر ہو گئی۔ اس کے لئے میں معذرت کرنا چاہتا ہوں۔ حافظ صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

حافظ حسین احمد۔ جناب والا! اگر ہمیں اور دیگر ارکان کو بھی اطلاع مل جاتی تو ہم بھی پیر صاحب کے جنازے میں شریک ہو جاتے۔

جناب چیئرمین۔ وہ شاید ممکن نہیں تھا کیونکہ ہیلی کاپٹر میں ہم گئے تھے اور اس میں صرف ۶ نشستیں تھیں۔ اس لئے ناممکن تھا۔

Point of order Re: alleged sad incidence at Buner.

حافظ حسین احمد۔ جناب والا! میں نے ایک تحریک التوا بھی دی تھی۔ میں ایک اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراتا ہوں۔ جناب جو کچھ کل ملائہ اور بوہیر میں ہوا ہے جس میں گیارہ افراد شہید ہو گئے ہیں یہ انتہائی اہم معاملہ ہے اور انتہائی افسوسناک بھی اور ایک ایسے علاقے میں واقع ہوا ہے جہاں پر پہلے بھی امن و امان اور law and order کے مسائل رہے ہیں۔ لہذا اس مسئلے کو آپ روزِ مظل کر کے پہلے لیا جائے تاکہ اس پر بحث ہو سکے۔

ڈاکٹر محمد رحمان۔ جناب والا! آج پوری دنیا میں عالمی سطح پر اور پاکستان میں بھی انٹرنیشنل میس کمیونیکیشن یونین کا دن منایا جا رہا ہے۔ اخبارات نے خصوصی ایڈیشن چھاپے ہیں اور میرے خیال میں دفاتر کو بھی رنگ رنگ جھنڈیوں سے آراستہ کیا گیا ہو گا۔ اس کے ساتھ ساتھ میرینٹ اور دوسرے بڑے ہوٹلوں میں receptions اور dinner/lunches بھی ہوں گے۔ لیکن جناب والا! میں کمیونیکیشن کی کارکردگی کی حالت بہت خراب ہے پہلے عام طور پر ڈائریکٹریاں جنوری کے مہینے میں مل جایا کرتی تھیں۔ جناب والا! ہر سال نمبر تبدیل ہوتے ہیں نئے نمبر آ جاتے ہیں کچھ نمبر تبدیل ہو جاتے ہیں اب تو مئی کا مہینہ بھی ختم ہونے والا ہے لیکن ڈائریکٹری کسی subscriber کو نہیں ملتی۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک اور عذاب ۱۴ اور ۱۸ کا ہے۔ آپ کا بھی ان سے سامنا ہوا ہو گا۔ جناب والا! ۱۴ اور ۱۸ نے تو قسم کھا رکھی ہے کہ انہوں نے کبھی کسی کو جواب نہیں دینا۔ جناب والا! جیسے وہ بعض games کھیلتے ہیں unlucky for some No. 13 تو میری تجویز یہ ہے کہ یہ بھی ساتھ شامل ہو جائے کہ for everybody No. 17 منہوس for everyone No. 18 منہوس ہو جانے اور جناب والا! ساتھ ساتھ inflated bill آ جاتے

ہیں۔ فون خراب ہو جانے تو ہفتوں وہ ٹھیک نہیں کرتے۔ آپ سے گزارش ہے اور آپ سے رہنمائی چاہتے ہیں کہ اس عذاب سے کیسے چھٹکارا حاصل کریں

جناب چیئرمین۔ آپ اس مسئلے کے متعلق رول ۱۹۴ کے تحت باقاعدہ motion دے دیں کیونکہ ایسی بات ہے اور آج کل شاید کمیونیکیشن کا شاید وزیر بھی کوئی نہیں ہے۔

جناب محمد طارق چوہدری۔ پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا ڈاکٹر ریحان صاحب ٹھیک کہتے ہیں بونیر کے مسئلے سے یہ زیادہ اہم مسئلہ ہے۔ پہلے رولز کو مٹل کر کے اس مسئلے کو لے لیا جائے۔

جناب چیئرمین۔ حافظ صاحب، وزیر قانون ایسی آہی رہے ہوں گے وہ میرے ساتھ ہی گئے تھے۔ ان سے بات کر لیں اگر ان کو کوئی اعتراض نہیں ہے تو میرے خیال میں کوئی دقت نہیں ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب والا میری بھی تحریک اتوا ہے اور وہ مستونگ شہر میں ایف سی کی زیادتیوں کے بارے میں ہے۔ وہ بڑا اہم مسئلہ ہے اس پر بحث ہونی چاہیئے۔

QUESTIONS AND ANSWERS

جناب چیئرمین۔ آپ کی تحریک اتوا اپنے نمبر پر آ جائے گی۔ اب ہم پہلے question hour لیتے ہیں۔ کسی سوال پر تین سے زیادہ ضمنی سوال نہ ہوں تو کافی سوال نکل جائیں گے۔ سوال نمبر ۷، جناب منظور احمد خان گچکی۔

7 *Mr. Manzoor Ahmed Gichki: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state:

- (a) the date when United Bank Financial Services (Pvt.) Limited was established with details of objectives, indicating also the number of its employees.
- (b) whether the institution is affiliated with UBL, if so, the total number of UBL affiliated institution established so far with their

locations;and

- (c) whether the employees of UBL can be transferred to these institutions?

Makhdoom Shabuddin: (a) United Bank Financial Services (Pvt.) Limited a fully owned subsidiary of UBL was established on 22-2-1994. The objective of the company is to undertake the following business:

1. Modarabas.
2. Working Capital Finance.
3. Money Market Operations.
4. Capital Market Operations.
5. Project Financing.
6. Export Financing.
7. Leasing and
8. Trading.

The number of its employees is three

- (b) Yes. The other subsidiaries and joint ventures affiliated with UBL are as under:-

- (i) United Bank Ag Zurich (wholly owned subsidiary) Zurich, Switzerland.
- (ii) United Saudi Commercial Bank, Riyadh (joint Venture) Saudi Arabia.
- (iii) Commercial Bank of Oman Limited Muscat (Joint Venture) Sultannate of Oman.
- (iv) Oman United Exchange Company, Muscat (Joint Venture) Sultannate of Oman.

- (v) United Executors Trustees Karachi (wholly owned subsidiary), Pakistan.
- (c) The employees of U.B.L can be transferred to the institutions at serial No.(i),iv) and (v) above.

جناب چئیرمین۔ سوال نمبر ۸۔ جناب منظور احمد خان کیجی۔

8 *Mr. Manzoor Ahmed Gichki: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state whether it is a fact that the United Banki Limited has directed all circle executives in Karachi to terminate the services of all casual labourers working in their circles, if so, whether these employees have been removed, if not, its reasons.

Makhdoom Shahabuddin: No, it is not a fact.

Mr. Chairman: Supplementary question.

(Pause)

Mr. Chairman: No supplementary question. Next Question No. 9
Manzoor Ahmad Gichki.

9 *Mr. Manzoor Ahmed Gichki: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state:

- (a) the number of employees of United Bank Limited dismissed or suspended from service after October, 1993 indicating also the reasons in each case;
- (b) the number of such staff who was served with charge sheets after October, 1993 indicating also the charges levelled in each case;

- (c) the Rules or laws under which the punishment of suspension can be awarded without giving them a chance to explain their position; and
- (d) whether the suspension from service under the Rules laws of United Bank Limited is considered as punishment.

Makhdoom Shahabuddin: (a) 5 employees of the United Bank Limited were terminated/dismissed from service after October, 1993, on the ground of long unauthorised absence from duties. (Details in Annex-I)

13 employees of UBL were suspended after October, 1993. (Details in Annex-II).

- (b) 37 employees of UBL were served with charge sheets after October, 1993. (Details in Annex-III).
- (c) Suspension of an employee is not a punishment. An employee of UBL is suspended under Rule 38 of the United Bank Limited Staff Service Rules which reads as under:

"38. *Power of suspension.*--- The competent authority may, if it thinks fit, suspend the employee, pending inquiry, by order in writing. While under suspension, the employee shall be entitled to one half of his basic pay as subsistence grant in addition to the house rent allowance/rent ceiling which he may be in receipt of at the time of suspension and the usual medical facilities. During suspension the employee shall not leave headquarters without the permission of the competent authority. The employee gets an opportunity to explain his position during

inquiry proceedings.

(d) No.

LIST OF EMPLOYEES TERMINATED/DISMISSED AFTER OCTOBER 1993.

Annex-I

Sr. No.	Name	Designation	Posting	Reasons
1.	Farman Ali Khan	Cashier	Saddar & Society	Long Un-authorised Circle Karachi absence.
2.	Tariq Haleem	O. Gr. II	Small & Agri. Finance	-----do----- Wing PHQ Sind.
3.	Mukhtar Ahmed	Assistant	Peshawar	-----do-----
4.	Zafar Hussaing	O.Gr.III	Market Zone, Lahore	-----do-----
5.	Shahid Ahmed	Assistant	Lahore 'A'	-----do-----

LIST OF SUSPENDED EMPLOYEES AFTER OCTOBER,1993.

Annex-II

Sr.No	Name	Designation	Posting	Reasons
1.	Mr. Zulqarnain	O.G.II	Patrala Ground	Fraud Issued Fictitious Lahore Bank guarantees.
2.	Mr. Mumtaz Hussain	Cashier	Saddar Zone	Tempring Record.
3.	Mr. Habib Ahmed	Cashier	Dehli Gate Multan	Misbehaviour/misconduct Manhandling.
4.	Mr. Jamil Ahmed	Cashier	Sialkot SITE	Fraud/Emezzlement.
5.	Mr. Nisar Ahmed	Cashier	Sialkot Dinga	-----do-----
6.	Mr. Ishtiaq A. Shaikh	AVP	Katchery Bazar Fbd	Banking Irregularities.
7.	Mr. M. Naeem Sheikh	O.G.I	-----do-----	-----do-----
8.	Mr. M. Sarwar Chaudhry	VP	Bank Square Lahore	-----do-----
9.	Mr. M. Yousaf Qureshi	AVP	-----do-----	-----do-----
10.	Mr. Muhammad Khan	O.G.II	Gharo Br.	-----do-----

11	Mr. Aftab Ahmed Kamali	O.G.II	Mirpurhas Sindh	-----do-----
12	Mr. Nawaz Mehar	R.C.	Road Sindh	Misbehaviour/Misconduct Manhandling
13	Mr. Muhammad Tariq	Assistant	Jodia Bazar Karachi	Banking Irregularities

Annex-III

LIST OF CHARGE SHEETED EMPLOYEES AFTER OCTOBER, 1993

S.No	Name	Grade	Place of Posting	Reasons
1.	Muhammad Ali	Watchman	Sadar Zone Multan	Long Un-authorised absence
2.	Mumtaz Hussain	Cashier	Sadda Zone Multan	Record Tempering.
3.	Musarat Hussain	Cashier	Multan	Long Un authorised absence.
4.	Habib Ahmed	Cashier	Della Gate Multan	Misbehaviour/Misconduct/ Manhandling.
5.	Zahid Hussain	Cashier	Pindi Rampar Guganwala	-----do-----
6.	Khan Aslam Shahid	OG-I	Karachi	Bad Audit/Banking Irregularities
7.	Nasim Ahmed	OG-I	Seraf Alagir	----do-----
8.	Anwar-ur-Rehman	Assistant	Dinga (Gujrat)	Long Un-authorised absence
9.	Jamil Ahmed	Cashier	SITE Sialkot	Embezzlement.
10.	Nasir Ahmed	Cashier	Basirpur Sialkot	Embezzlement.
11.	Mirza Awais Muhammad	Typist	Lahore 'A'	Long Un-authorised absence.
12.	Abdul Manan	AVP	Market Zone Lahore 'b'	Long Un-authorised absence.
13.	Fazal Kamal	OG-I	Sialkot	Bad Audit/Banking Irregularities
14.	M. Javaid Akhtar	OG-II	Central Zone	Banking Irregularities.

S.No	Name	Grade	Place of Posting	Reasons
			Lahore 'B'	
15.	Mansoor Ahmed	Asstt.	Macleod Road	Fraud/Forgery/Misappropriate
			Lahore 'B'	
16.	A. Rashid	Cashier	Super Market	Long Un-authorised absence
			Islamabad	
17.	Muhammad Shafi	Officer	Daggar Bachar	Banking Irregularities
			Sargodha	
18.	Muhammad Bashir	--do--	--do--	--do--
19.	Zafar Iqbal	--do--	Radham Sargodha	Bad Audit/Banknig
				Irregularities
20.	Wajid Ali Shah	OG-III	Shaheed Rd. Jahng	--do--
21.	Muhammad Iqbal	OG-III	--do--	--do--
22.	Muhammad Nawaz	OG-II	Wazirabad	--do--
23.	Mst. Rafia Munir	OG-III	Nasira Branch Gujrat	Misbehaviour/Misconduct
24.	Ghulam Shabir	OG-I	Grain Market	Fraud Misappropriation.
			Shaikhupura	
25.	Syed Iqbal Kazmi	OG-II	Grain Market	Fraud/Misappropriation.
			Shaikhupura	
26.	Rafique	Cashier	Nasira Branch	Long Un-authorised absence.
27.	Sakindar Hayat	Asstt.	Sargodha	--do--
28.	Nazer Hayat	Gunman Manhandling	--do--	Misbehaviour/misconduct
29.	Muhammad Rafique	Gunman	Sahiwal	Bogus Medical Bill.
30.	Muhammad Ramzan	--do--	Sahiwal	Misbehaviour/Misconduct
				Manhandling.
31.	Muhammad Khan Chang	Officer	Gharo Branch	Banking Irregularities.

32.	Aftab Ahmed Khan Kamali	--do--	Mirpur Khas	--do--
33.	Nawaz Mehari	--do--	R.C. Road	Misbehaviour/Misconduct/ Manhandling.
34.	Muhammad Tahir	Asstt.	Jodia Bazar. Br. Kye	Banking Irregularities.
35.	Muhammad Azam Gohar	Cashier	Nowshera Cantt.	Misconduct Un-authorisedly taking cash Keys.
36.	Juma Khan	Typist	PHQ Quetta	Misconduct Indiscipline.
37.	Fazal Qadir	Messenger	Head Office	Long Un-authorised absence.

Mr. Chairman: Supplementary question.

جناب منظور احمد گچھی۔ جناب والا۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ بقول ان کے مطلب سزا نہیں ہے لیکن میرے خیال میں یہ صحیح نہیں ہے۔ یہ سزا تو ہے کیونکہ جب کوئی مطلب ہو جاتا ہے تو اس کے تمام rights لے لئے جاتے ہیں۔ جناب والا۔ میں پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ آیا جن لوگوں کو مطلب کیا گیا ہے ان کو یونین کی activities کی وجہ سے مطلب کیا گیا ہے یا اس کی کوئی اور وجوہات ہیں؟

جناب چیئرمین۔ جی جناب ڈاکٹر شیر افگن صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جناب اس کی کئی وجوہات ہیں۔ کوئی بینک کی irregularities کی وجہ سے، کوئی اور وجہ سے اور یہ جو فرما رہے تھے کہ suspension سزا ہے۔ suspension بنیادی طور پر کوئی punishment نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کوئی انکوائری ہو جاتی ہے اور اگر اس میں کوئی آدمی بے گناہ ثابت ہو جاتا ہے تو اس کو اس دن سے بحال کر دیا جاتا ہے اور اس کو تمام مراعات مل جاتی ہیں۔ اگر سزا ہو تو پھر اس کیلئے اپیل کرنی پڑتی ہے۔ conceptually جو suspension کی جاتی ہے وہ اس لئے کی جاتی ہے تاکہ صورتحال کو نمایاں کیا جاسکے اور انکوائری کی جاسکے۔ مختلف irregularities کی بنیاد پر جو suspend کئے جاتے ہیں اور enquiries ہوتی ہیں اس میں بہت ساری وجوہات ہو سکتی ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ mal-activity ہو جس کے ضمن میں اس کو suspend کیا جاتا ہے۔

جناب منظور احمد گچکی۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ یونین کے مسئلے پر 'بند میں جو لوگ elect ہو گئے ہیں' ان کو victimize کرنے کیلئے suspend تو نہیں کیا گیا۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ نہیں ایسی بات نہیں ہے۔

جناب منظور احمد گچکی۔ جناب والا۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان کی جو newly elected body ہے 'ان کے تمام لوگوں کو باقاعدہ طور پر اغوا کیا گیا اور پورے ڈیڑھ مہینے تک انہیں custody میں رکھا گیا اور ہر قسمی' اس میں ایک M.N.A بھی invol ہے جن کا میں نام نہیں لینا چاہتا۔ مٹتے بھی لوگوں کو suspend کیا گیا ہے ان کی تعداد more than 200 or 300 ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ victimization ہے کیونکہ مٹتے بھی یہ لوگ suspend ہونے ہیں ان کو union activities کی وجہ سے suspend کیا گیا ہے۔ آیا یہ حقیقت ہے کہ وہاں پر موجودہ یونین کے علاوہ کوئی دوسری parallel union بھی کام کر رہی ہے یا نہیں؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ ویسے تو elected ہی کام کرتی ہے اور جو defeated groups ہوتے ہیں وہ اپنی جگہ پر خود کام کرتے رہتے ہیں۔ لیکن legally جو elected ہوتے ہیں وہی کام کرتے ہیں۔ اگر کوئی ایسی صورت آپ کے خیال میں ہے تو میں honourable Senator کو یقین دلاتا ہوں کہ میں منسٹری سے اندامیشن لے کر اس ہاؤس کو پیش کر دوں گا۔

ڈاکٹر عبدالکئی بلوچ۔ میرا سوال وزیر موصوف سے یہ ہے کہ میری معلومات کے مطابق ۱۴ فیصد منافع United Bank کو بلوچستان میں ہو رہا ہے۔ جناب چیئر مین۔ اس کا اس سوال سے کیا تعلق ہے؟

ڈاکٹر عبدالکئی بلوچ۔ میرا سوال یہ ہے کہ وہاں بلوچستان کے ملازمین کی 2 فیصدی بھی فائدگی نہیں ہے اور جو ہیں بھی وہ بھی daily wages پر ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اتنے بڑے منافع کے باوجود کیا وہ یقین دہانی اس ایوان کو کرائیں گے کہ

یونائیٹڈ بینک یا پاکستان میں جتنے بھی بینک ہیں ان میں بلوچستان کے لوگوں کو صحیح نمائندگی دی جانے کی اور وہ جو daily wages پر کام کر رہے ہیں ان کو باقاعدہ regular ملازم کیا جائے گا۔ اور یہ جو بے انصافی ہے اس کا ازالہ کیا جائے گا؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جناب آپ جانتے ہیں کہ ہر ملازمت کے کچھ قواعد ہوتے ہیں اور daily wages پر بہت قلیل ملازم ہوتے ہیں جو ضرورت کے مطابق رکھے جاتے ہیں اور جب regularization ہوتی ہے تو ان کو priority دی جاتی ہے اور اگر ایسے ملازمین وہاں موجود ہیں تو جب permanent confirmation کے لئے بات آنے کی تو ان کو consider کیا جانے گا اور ان کو priority دی جائے گی۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ۔ آخری سوال صاحب حافظ صاحب آپ پوچھنا چاہ رہے ہیں؟
حافظ حسین احمد۔ کیا وزیر موصوف یقین دہانی کرائیں گے کہ حکومتی پارٹی کے ایک MNA کو UBL کے معاملات میں جائز اور ناجائز مداخلت سے روکا جائے گا؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ یہ یقین دہانی نہیں کرائی جاسکتی ہونکہ وہ MNA بننے سے قبل ہی President ہیں All Pakistan Union کے اور جو MNA کا کہنا چاہتے ہیں تو وہ صرف صدر تھے Union کے اور بعد میں MNA بنے ہیں۔ Legally he is right اب ایک illegal act کے لئے ہم کیسے یقین دہانی کرا سکتے ہیں کہ ہم اس کو نکالیں گے یا یہ کریں گے۔

جناب چیئرمین۔ جی گنجی صاحب۔

جناب منظور احمد گنجی۔ جناب والا! باقاعدہ UBL کو ایک فرد نے ہانی جیک کیا ہے اور اس میں یونین کے لوگوں کی victimization کی جا رہی ہے یہ کہہ رہے ہیں کہ جی President ہے جب کہ President elect ہوا ہے elect ہونے کے باوجود بھی آج بھی تمام offices اور تمام facilities کو وہ particular MNA استعمال کرتا ہے اور انہیں مختلف cases میں ایک روپیہ کے FIR ان کے خلاف جناب والا! درج ہوئی ہیں۔ پانچ روپیہ کے۔

جناب چیئرمین۔ وہ ڈاکٹر صاحب نے کہا ہے کہ میں اس کو دیکھوں گا اور جو بھی کوئی غلط بات ہوئی اس کو دور کریں گے۔

ڈاکٹر شیر انگن خان نیازی۔ جناب اس ضمن میں میں نے یہ بات نہیں کہی، میں

نے صاف کہا ہے کہ وہ elected President ہیں اب legally وہ President ہے۔ Under law, he regulates and he acts ایک قانونی چیز ہے ہم اس کو کیسے کہیں؟

جناب چیئرمین۔ نہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ victimization ہو رہی ہے اور یہ ہو رہا ہے وہ ہو رہا ہے۔

ڈاکٹر شیر انگن خان نیازی۔ کوئی بات نہیں ہو رہی اگر کوئی particular

incident ہے واقعہ ہوا ہے یا ان کے knowledge میں ہے تو وہ اس ہاؤس کے نوٹس میں لائیں۔ وہ مجھے دیں تاکہ it should be looked into

جناب منظور احمد گلچکی۔ دیکھیں جی، میرے خیال میں ادھر اکثر ممبران کے پاس وہ

delegation کی صورت میں آنے ہیں حافظ صاحب کے پاس آئے ہوں مے، اکبر لاسی صاحب کے پاس وہ آئے ہیں، آپ کے پاس بھی شاید آئیں ہیں وہ؟

جناب چیئرمین۔ نہیں ابھی تک نہیں آئے، اب آجائیں مے، میرے خیال میں آپ نے کہہ دیا ہے تو۔

جناب منظور احمد گلچکی۔ جی ہاں وہ آئے ہیں اور ان کا stand یہ ہے کہ elected

union کو وہاں پر اس premises میں داخل ہونے کی اجازت بھی نہیں ہے اور ان کے خلاف cases بنے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ تو اس کو اس طرح کریں کہ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس پر زیادہ

بحث کی ضرورت ہے تو اس کو وہ جو رول ہے اس کے تحت نوٹس دے دیں۔ اس کے تحت اس کو examine کر لیں مے۔

جی آخری سوال آفتاب شیخ صاحب کا۔ بہت سارے ہو گئے ہیں۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جناب چیئرمین، یہ ایک رول انہوں نے اس میں quote کیا

ہے۔ - Power of suspension -

"The competent authority may, if it thinks fit, suspend the

employee pending enquiry by order in writing."

Let the orders be produced here in this House, so that we may know the reason of suspension.

جناب چیئرمین۔ کیوں جناب ڈاکٹر صاحب وہ فرما رہے ہیں کہ جو آرڈر کیا ہے وہ ہاؤس میں پیش کر دیں تاکہ پتہ چل سکے۔
ڈاکٹر شیر انگن خان نیازی۔

Whether honourable Senator seeks a particular case or of all the persons who have been suspended?

جناب چیئرمین۔ ہمیں بیچ میں سے چار پانچ کے منگوا لیتے ہیں۔
جناب آفتاب احمد شیخ۔ نہیں، کیوں سر؟

I would rather like that all the orders that have been quoted here, passed here they must be produced for examination here as to whether they have been passed legally and whether the rules have been complied with?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: It is not the court, I beg to differ.

جناب چیئرمین۔ نہیں نہیں۔ کورٹ کی بات نہیں ہے۔
examine something اور آپ کو کوئی ایسی یعنی کوئی غاص۔

ڈاکٹر شیر انگن خان نیازی۔ ہاؤس examine کرنا چاہتا ہے یا اس کی کوئی کمیٹی

But it is not a court. تو وہ انٹارمیشن میں لا دوں گا۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے تو کمیٹی میں کر لیں۔

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: The subjective satisfaction of the authority which has passed the order, this subjective satisfaction may kindly be examined by the House.

Mr. Chairman: I think it is a fair offer by the Minister

کہ یہ کمیشن منگوا کر دیکھ لے، بجائے اس کے کہ ہاؤس میں یہ چیز آئے۔

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: O.K., Sir.

جناب چیئرمین - تو سینٹ کی جو Finance Committee کے چیئرمین ہیں وہ اس معاملے کو دیکھ لیں۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Mr. Chairman, I have one objection.

Mr. Chairman: Please.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: If there is some illegality committed or something is going on according to the permanent law of UBL, they have carried out the thing, it is not the court, it is the job of the court, if anybody has got any grievance against this that the thing has been done illegally, they should go to the court. And second thing, Sir

جناب چیئرمین - ڈاکٹر صاحب آپ صحیح کہہ رہے ہیں، فیصد عدالت کرے گی لیکن ہاؤس کو یہ تو حق ہے ناں کہ وہ دیکھ لے کہ کیا بات ہے۔

ڈاکٹر شیر افغن خان نیازی - انٹرمیشن کا حق ہے - I do agree کہ آپ کو یہ حق ہے اور میں اس کے لئے تیار ہوں۔

جناب چیئرمین - نہیں، فیصد تو عدالت ہی کرے گی۔ لیکن ہاؤس کو یہ حق تو ہے کہ دیکھ لے۔

ڈاکٹر شیر افغن - انٹرمیشن کا حق ہے - I do agree کہ ہاؤس کو یہ حق ہے۔ میں اس

کے لئے تیار ہوں but actually this is the job of the court, if something is wrong

جناب چیئرمین - بس اتنی سی بات ہے۔ دیکھ لیں اس کے بعد جو کارروائی دیکھیں

ناں اگر کسی شخص کو غلط suspend کیا ہے یا غلط terminate کیا ہے تو عدالت ہی reinstate کرتی ہے لیکن ہاؤس examine تو کر سکتا ہے۔ دیکھ سکتا ہے۔ پھر جو مرضی ہے کارروائی ہو۔

ڈاکٹر شیر انگن خان نیازی۔ درست۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے۔ کمپنی کے چیئرمین اس کو take up کر لیں۔

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: On what consideration the fitness has been arrived at?

جناب چیئرمین۔ وہ ٹھیک ہے۔ تفصیل کی بات ہے وہ صحیح کہہ رہے ہیں کہ اسے ہاؤس میں نہیں لیا جاسکتا۔ جی اگلا سوال نمبر ۱۱ چوہدری شجاعت حسین احمد۔ ضمنی سوال۔

11 *Chaudhry Shujat Hussain: Will the Minister for Commerce be pleased to state:

- (a) the names of persons/companies which were issued import permits for the import of used/retreated tyres since October, 1993; and
- (b) the value and quantity of used/retreated tyres imported by each person/company during the said period?

Ch. Ahmed Mukhtar: (a) After the disbandment of the office of the CCI&E since July, 1993, neither import permits nor import licences are issued. The Banks can now open direct L/C for importable items. As such there is no single central authority which can provide this information. The desired information is to be collected from 562 branches of 45 Banks spread all over the country which is a time consuming exercise, and likely to take atleast one fortnight. The same will be tabled in the House, as soon as received.

- (b) Information is Annexed

STATEMENT SHOWING THE VALUE AND QUANTITY
OF USED/RETREATED TYRES IMPORTED BY EACH PERSON

COMPANY SINCE OCTOBER, 1993

S.No.	Name of importer	Quantity	Value in Rs.
(1)	(2)	(3)	(4)
A. Appraisement Collectorate Karachi.			
1.	M/s. Pakistan International Airline Corporation	284 PCs	1596801
2.	M/s. Tradeways International 9/16 Noor Manzal, Karachi	15536 PCs	4486228
3.	M/s. Mushtaq Sons, 8/A, Prince Square, Nazimabad Karachi	1430 PCs	387498
4.	M/s. R. K. Enterprises, 9/16, Noor Manzil, Karachi.	14155 PCs	4101417
5.	M/s. Javed Iqbal S/o Shah Muhammad Saleem, H No 1-189, Jehlum	1188 PCs	306336
6.	M/s. Rex, Traders, H.No.7, St.5, E-Block, Lahore.	4448 PCs	1255832
7.	M/s. Usman Impex, Bashier House, 1st Floor, Commercial Area.	4562 PCs	1200793
8.	M/s. Laisia Impex.	287 PCs	115840
9.	M/s. Cosmopolitan Enterprises, Karachi.	100 PCs	109550
B. Lahore Collectorate			
10.	M/s. S. N. Enterprises.	1800 PCs	221'828
C. Hyderabad collectorate			
11.	M/s. Mehran Traders, 534, Bund Road, Kotri.	4509 PCs	940416
Total :		48299 PCs	14722439

چوہدری شجاعت حسین۔ جناب والا! یہ ایک کامرس منسٹری کے متعلق میرا سوال تھا اور میرا خیال ہے کہ آج بھی وزیر صاحب تشریف نہیں لائے۔ یہ ایک بہت بڑا سکینڈل تھا جس کے متعلق میں نے پہلی دفعہ بھی پوچھا تھا جواب پھر نہیں دیا گیا۔ میرا سوال یہ تھا جو دوسری دفعہ ہاؤس میں پیش ہو رہا ہے۔ کہ اکتوبر ۹۳ میں انہوں نے پرانے ٹائر import کرنے کی اجازت دی تھی اور اس کے چار پانچ ماہ بعد مارچ ۱۹۹۳ میں انہوں نے بند کر دی تھی۔ میں نے یہ سوال پوچھا تھا کہ کیا وجوہات ہیں کہ چار مہینے کے اندر اندر پہلے اجازت دی گئی اور اس کے بعد بند کر دی گئی۔ اس کا جواب تو اس میں کوئی نہیں حاصل ہو آج لکھا گیا ہے۔

جناب چیئرمین - نہیں سوال تو یہ ہے کہ name of persons/companies which

were issued import permits for the import of used/re-treated tyres since October

1993 بند والی بات تو یہاں نہیں ہے۔

چوہدری شجاعت حسین - صاف کیجئے جناب۔

جناب چیئرمین - جی

چوہدری شجاعت حسین - اصل میں یہ سوال مسئلہ آپکا ہے، پچھلے وقت یہ دوبارہ دہرایا گیا ہے۔ میرے supplementary کے اوپر دہرایا گیا ہے۔ اس میں آدھے کا جواب دے دیا گیا ہے۔ جو دوسری لسٹ دی گئی ہے یہ پچھلے سوال میں نہیں تھی۔ یہ دے دی گئی ہے لیکن اصل جو سوال تھا نمبر پر اس کا جواب نہیں دیا گیا۔

جناب چیئرمین - جی جناب منسٹر صاحب۔

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) محمد اصغر - جناب چیئرمین! آپ نے صحیح پوائنٹ آؤٹ کیا treason تو اس سوال میں پوچھے نہیں گئے تھے۔ اس سلسلے میں میں یہ عرض کر دوں 'permits' وغیرہ کی ہر بھوت دی گئی تھی وہ ہمہکی حکومت نے، کیئرٹیکر حکومت نے، ای سی سی میں یہ proposal ستمبر ۱۹۹۲ میں منظور ہوئی تھی جو لاگو ہوئی اکتوبر میں اور اس کے لئے پھر جب بند میں representations آئیں میونسپلٹیور سے اور انہوں نے جو برے اثرات بیان کئے ان کو consider کرتے ہوئے فروری ۱۹۹۳ میں اس معاملے کو پھر consider کیا اور اس پر پھر ban لگا دیا گیا۔ یہ اس کی background ہے۔

جناب چیئرمین - جی جناب چوہدری صاحب کوئی اور ضمنی سوال - جناب سمیع قادر

صاحب۔

Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir: Mr. Chairman, the question is, the names of the persons/companies which were issued import permits for the import of used/re-treated tyres since October, 1993. The answer states, among other things, as such, there is no single central authority which can provide this

information, yet in para (b) it says; information is annexed.

جناب چیئرمین۔ نہیں وہ "بی" کا ہو گا ناں۔

Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir: I am coming to the point, and you see the list of people who have been importing these tyres, where did the Government get this information from? If you could not get this information for part (a), how is the information sought out for part (b)?

جناب چیئرمین۔ جی جناب منسٹر صاحب۔

بریگیڈئیر (ریٹائرڈ) محمد اصغر۔ جناب چیئرمین! یہ انٹرمیشن جو ہے اصل میں Les کہتے کھلے ہیں اس کی انٹرمیشن میرے پاس اس وقت نہیں ہے کیونکہ یہ انٹرمیشن تمام بنکوں کی برانچز سے یعنی پزٹی ہیں۔ ۵۴ بنک ہیں اور اس میں ۵۶۲ انچز ہیں۔ سب سے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ انٹرمیشن مل جائے کہ کتنے ایل سی کھلے ہیں؟ جو 1۵ کھل چکے ہیں یا جن کے خلاف اسپورٹ ہو چکی ہے اور جس کی انٹرمیشن منسٹر میں دی گئی ہے۔ مطلب میرا یہ کہنے کا ہے کہ آج تک گیارہ 1۵ کے خلاف سامان آچکا ہے اور اس کی تفصیل پیش کر دی گئی ہے لیکن اس وقت جو اجازت دی گئی تھی کہ وہ ۲۸ فروری ۱۹۹۴ تک جتنے بھی ایل سی کھلے ہیں ان کو تھپ دیا گیا تھا اس کے خلاف اور بھی اگر کوئی اسپورٹس آئیں گی تو اس کی انٹرمیشن بھی ہاؤس کے سامنے پیش کر دی جائے گی اور بنکس سے جو انٹرمیشن آنے لگی وہ بھی ہاؤس کے سامنے پیش کر دی جائے گی۔

جناب چیئرمین۔ جناب سعید قادر صاحب۔

لیفٹنٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر۔ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ لسٹ میں سب سے

اوپر پی آئی اے کا نام ہے۔ Do we assume that PIA is using retreaded tyres in its Flying of aircrafts?

جناب چیئرمین۔ جی جناب منسٹر صاحب۔

بریگیڈئیر (ریٹائرڈ) محمد اصغر۔ جناب چیئرمین۔ میں نے تو حقیقت بیان کر دی ہے

اب وہ اپنا inference لے سکتے ہیں اس میں سے۔

جناب چیئرمین - جی حافظ صاحب! آپ کچھ پوچھنا چاہ رہے ہیں۔

حافظ حسین احمد - جناب چیئرمین! میں یہی پوچھنا چاہتا ہوں پی آئی اے سے متعلق کہ یہ جہازوں میں لگانے کے لئے استعمال کیا گیا ہے یا جلانے کے لئے سڑکوں پر۔

جناب چیئرمین - جناب یہ فرما رہے ہیں کہ یہ جہاز جلانے کے لئے استعمال کرتے ہیں یا جلانے کے لئے کرتے ہیں۔

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) محمد اصغر - جناب چیئرمین - میرے خیال میں کامرس منسٹری تو شاید اس کا جواب دے نہیں سکے گی پی آئی اے سے پوچھنا پڑے گا۔

جناب چیئرمین - ویسے پوچھ لیں یہ بت اہم ہے جی جناب ڈاکٹر حنی صاحب۔

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) محمد اصغر - ویسے یہ جو ہیں ٹرانسپورٹ کے لئے ان کو ضرورت ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین - جی ہو سکتا ہے پرانے جہازوں کے لئے پرانے مائز استعمال کرتے ہوں۔

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) محمد اصغر - یہ بھی inference ہو سکتا ہے لیکن یہ حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین - جی جناب ڈاکٹر حنی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ - جناب چیئرمین - میرا وزیر موصوف سے سوال یہ ہے کہ ماضی کے رواج سے ہٹ کر import licences وہ جو اپنے favourite ہوتے ہیں یا حکومت سے قریب ہوتے ہیں ان کو دینے کی بجائے صحیح import licences صحیح لوگوں کو جو واقعی وہ کاروبار کرتے ہیں ان کو دیں۔ کیا اس ایوان میں وزیر موصوف یقین دہانی کرائیں گے کہ آئندہ مستقبل میں اس ملک کے ایک تو زرمبادلہ کو بچانے کے لئے بہت کم ہی import licences دیئے جائیں۔ اتہائی ضروری دیئے جائیں اور دوسرا اس ایوان کو یہ یقین دہانی کرائیں کہ آئندہ امپورٹ لائسنسز جو ہیں وہ favouritism کی بنیاد پر نہیں دیئے جائیں گے؟

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) محمد امغر - جناب چیئرمین جہاں نمک import licences کا تعلق ہے۔ وہ تو نہیں دیئے گئے۔ یہ فری اپورٹ تھی LCs کے اوپر۔ اب اس پر ban لگ گیا ہے تاکہ جو local industry ہے اس کا تحفظ کیا جائے۔ تو اس میں بھی کوئی کسی favouritism کی بات نہیں ہو گی۔

جناب چیئرمین۔ جی انعام سوال ڈاکٹر رحمان صاحب سوال نمبر ۱۳۔

13 *Dr. Muhammad Rehan: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state:

- (a) Whether it is a fact that the Posts of DSP, Veterinary Officer, Agriculture Officer, Principal Appraiser, Research and Statistical Officer have been up-graded from B-16 to 17 on different dates; and
- (b) whether it is also a fact that the Post of Income Tax Officer (Promotee) having the same qualifications has not been up-graded from B-16 to 17, if so, its reasons, and the time by which it will be up-graded?

Makhdoom Shahabuddin: (a) Yes.

- (b) It is correct that the post of Income Tax Officer has not been up-graded from BPS-16 to BPS-17, No such proposal has been received in the Finance Division so far. In fact the up-gradation of a post is not based on qualification alone but the following other factors are also taken into account:-
 - (i) up-ward change/increase in the post's functions, qualifications.
 - (ii) Consequent changes in recruitment rules.
 - (iii) effect on other posts in line of promotion as well lateral

repercussions.

Since no case of up-gradation of Income Tax Officer has been received, there is no question of the time to be taken in its up-gradation.

Mr. Chairman: Supplementary question.

Dr. Muhammad Rehan: Yes, Sir. In answer to my question, part (b) if the honourable Minister has said that it is correct that the post of Income Tax Officer has not been upgraded, no such proposal has been received in the Finance Division.

یعنی یہ کہتے ہیں کہ جو posts ہیں ڈی ایس پی، ویٹرنری آفیسر، ایگریکلچرل آفیسر، پرنسپل آپریٹر وغیرہ وہ تو بنیادی پے سکیل ۱۶ سے ۱۷ میں ہو گئے ہیں، لیکن یہ اس لئے نہیں ہو رہے ہیں کہ کوئی proposal نہیں ہے، میں ان سے پوچھتا ہوں کہ یہ proposal کون دے گا، اگر میں آج دے دوں تو پھر آپ کر لیں گے؟

جناب چیئرمین۔ جی جناب وزیر صاحب۔

ڈاکٹر شیر الگن خان نیازی۔ جناب چیئرمین۔ ان کا کہنا صحیح ہے کہ اس کے لئے کوئی proposal بھی نہیں آنے اور کوئی demand بھی نہیں تھی، کیونکہ ایک خاص قسم کی category ہے جو promotee ہیں انکم ٹیکس آفیسر۔ اور دوسری بات اس میں دیکھنے والی یہ ہے کہ ان کا comparison between ڈی ایس پی، ویٹرنری آفیسر سے کوئی بات بنتی نہیں ہے۔ اس کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ مختلف ادوار میں مختلف demands ہوتی رہی ہیں اور پھر کیڈرز اور طبقے مختلف ہیں تو ان کی پروموشنز وغیرہ یا پوسٹیں upgrade ہوتی رہی ہیں۔ اب اس کے بارے میں کسی نے propose کیا ہے نہ ڈیمانڈ کیا ہے۔ کیونکہ ایک طریقہ کار چلا آ رہا ہے کہ جو promote ہو گا بچے سے انکم ٹیکس آفیسر تو اس کا operational یا بھی کم ہو گا، اس کا کام کی نوعیت بھی مختلف ہو گی، اس طریقہ کار سے اب انہوں نے proposal دی ہے تو ممبرز سینئر کی طرف سے میں منسٹری کو کہوں گا کہ the proposal has come in this form, and they may look into it.

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔ جناب بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر - جناب چیئرمین جواب میں یہ فرمایا گیا ہے کہ ویٹری آفیسر ہو ہیں ان کو انکا گریڈ دے دیا گیا ہے لیکن انکم ٹیکس افسران کو نہیں دیا گیا ہے۔ کیا فاضل وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ انکم ٹیکس آفیسر کو گریڈ نہ دینا اور ویٹری آفیسر یا ایگریکچرل آفیسر کو گریڈ دینا حکومت کے خیال میں جائز اور درست ہے۔

جناب چیئرمین۔ جناب ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر شیر انگن خان نیازی۔ میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے اور وہاں لکھا ہوا ہے کہ if the thing is not demanded وہ مانگتے ہی نہیں ہیں تو بغیر مانگتے تو ماں بھی دودھ نہیں دیتی۔ بچہ جب رونے لگا تو ماں دودھ دے گی۔ اب بلاوجہ اس کے گریڈ کو upgrade کرنا میرے خیال میں it does not look judicious اب ڈیمانڈ ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین۔ جناب چوہدری انور بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر - جناب کیا حکومت صرف طلب کرنے سے ہی دے گی ان کی اپنی کوئی صفہ ابدیہ یا اپنا کوئی فیصلہ یا اپنا کوئی قوت فیصلہ نہیں ہے؟

ڈاکٹر شیر انگن خان نیازی - قوت فیصلہ بھی ہے۔ سب کچھ ہے۔ اور اگر بنیادی طور پر میں یہ کہوں کہ یہ صورتحال ایسی ہے کہ اس کے لئے بہت ساری چیزیں درکار ہیں۔ کہ وہ جو promote ہوتے ہیں upward ایسے طریق کار سے تو ان میں مسئلے ۱۶ گریڈ آتا ہے پھر ان کی specific duties ہیں اس کے بعد۔ جب وہ ایک خاص ٹائم اور qualification fulfil کرتے ہیں۔ requirements are met, then they are promoted to grade-17۔ یہ ایک طریق کار ہے بالترتیب نیچے سے اوپر جانے کا۔ اب یہ جو کہنا چاہتے ہیں 'یہ بانی پاس کرنے کا مسئلہ' وہ چاہتے ہیں کہ بانی پاس کیوں نہیں کیا گیا۔ اس کے لئے خاص proposals نہیں آئیں۔ میں نے گزارش کی ہے کہ اب منسٹری کو I will tell that the proposal has come and look into

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔ جناب آفتاب خج صاحب۔ last question تین

سے زیادہ عام طور پر نہ کئے جائیں کیونکہ پھر باقی رہ جائیں گے۔

جناب آفتاب احمد شیخ - (3) Sub clause میں انہوں نے کہا ہے affect on other

posts in line of promotion as well as lateral repercussions. میرا سوال یہ ہے کہ اس سلسلہ میں کوئی ہوم ورک ہوا ہے کہ اگر انکم ٹیکس آفیسر کو گریڈ ۱۱ دیا جائے تو کیا اثرات مرتب ہونگے اس ڈیپارٹمنٹ پر؟

جناب چیئرمین - جی جناب ڈاکٹر صاحب -

ڈاکٹر شیر افغان خان نیازی - یقینی طور پر آپ کو بھی پتہ ہے کہ اسٹیلینٹ کے

پاس specific number of posts اگر نہ ہوں تو ان کے خلاف ویسے اگر آپ appoint کر دیتے ہیں تو ان کو salary کیسے ملے گی؟

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Has there any home work been done on this point ?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi : They have done and the work is going on all the time.

جناب چیئرمین - شکریہ جی - Next question No . 18, Gen. Saeed Qadir -

Sahib. No. 18 Answer is taken as read.

18 *Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state:

- (a) the number of units privatised from January, 1991 to October, 1993;
- (b) the number of units privatised between November, 1993 to 30 April, 1994;
- (c) the performance of the units privatised so far;
- (d) the payments received upto October, 1993;

- (e) the outstanding amounts against each of the sold units; and
 (f) whether any bank guarantees have been encashed against defaulters for non-payment of their balance amounts?

Makindoom Shahabuddin: (a) 60 units have been privatised during January, 91 to October, 93 Annexure-I

- (b) Nil.
 (c) Privatisation Commission has not carried-out any formal exercise on the subject.
 (d) Payments received upto October, 93 amount to Rs. 6,065.391 million non-payment of their balance amount.
 (e) List at annexure III.
 (f) Yes, a number of bank guarantees have been incashed against defaulters for non-payment of their balance amount.

Annexure have been placed in the Senate Library.

جناب چیرمین۔ کوئی ضمنی سوال۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سید قادر۔ اس کے پیرا "سی" کا جواب دیا گیا

Privatisation Commission has not carried out any work on the subject. کیا کوئی ان

کا ارادہ ہے کہ performance of the units that have been privatised اس کے متعلق کچھ کریں گے؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جناب والا! یہ بات ان کی درست ہے کہ ان کی کارکردگی کے بارے میں "Privatization" سب سے حکومت نے کی تھی اور اس حکومت میں کوئی بھی پلانٹ ایسی تک privatize نہیں ہوا۔ تو اس کے لئے سروے کرنا ضروری ہے۔ اس کے لئے وقت پانچے ایک بات۔ دوسری میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جنرل صاحب نے ہمارے میاںواں میں ایک پلانٹ Pak Dyes privatize کیا تھا۔ اس کی صورتحال یہ ہے کہ پلانٹ بند

ہو چکا ہے ۔ ۴ ماہ سے ان غریب ملازمین کو تنخواہیں نہیں ملیں ۔ ادھر ادھر گھوم رہے ہیں ۔ ہر روز وہ اسلام آباد اور میانوالی کے درمیان بکڑ لگا رہے ہیں ۔ صحیح سکیورٹی اور guarantee نہیں دی گئی تھی ۔ پلانٹ بند ہو گیا ہے ۔ صورتحال یہ صرف ایک میانوالی کے بارے میں ہے اور اب مصیبت میں گرفتار ہیں ۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر ۔ آپ اس کو واپس لے لیں اور اسی کو دوبارہ چلائیں ۔ وہ پلانٹ جس کی آپ نے بات کی ہے ۔ ۲۰ سال سے ۱۰ جب سے یہ چل رہا ہے آج تک اس نے منافع نہیں کیا ۔ اور گورنمنٹ اپنے کھاتے سے اس کو subsidise کرتی جا رہی تھی ۔ اس کے لئے علاوہ ۱۸ روٹی پلانٹ ۱۰ جو آپ کی پہنچی حکومت نے بنائے تھے ۱۰ وہ 20-25 سال سے بند پڑے ہوئے تھے اور حکومت ان میں کروڑوں روپے کا نقصان اٹھاتی رہی ۱۰ اس کے علاوہ کئی یونٹ نے ۱۰ یکم جولائی ۱۹۹۱ء سے ۱۹۹۲ء تک ہمارے دور میں ۷۰ کروڑ روپے ایک سال میں lose کیا اور اس سے پہلے آپ کے دور میں ۹۰ کروڑ روپے اس میں lose کیا ۔ دونوں ملاکر ۱۶۰ کروڑ روپے بنتے ہیں ۔ دیکھا گیا تھا ۱۰ کوشش کی گئی تھی ۱۰ اس پر جو کچھ بھی قیمت آئی ۔ جو خسارے گورنمنٹ کے ختم ہو رہے تھے ان کو اس حکومت نے ختم کیا ۔ آپ روکنا چاہتے ہیں واپس لے لیجئے ۔ اس میں طریق کار ہے ۔ جناب سوال یہ تھا اور اس لئے پوچھا گیا تھا سوال کہ اب جو یونٹ privatise کی گئی ہیں ۱۰ حکومت کی کوشش ہوئی چاہئے کہ وہ یونٹیں صحیح چلیں اور اسی لئے یہ سوال پوچھا گیا تھا ۔ ان کو اتنا بھی نہیں پتہ کہ چھوڑنے سے پہلے وہاں پر ایک باقاعدہ طریق کار بنایا گیا ہو کہ موجود ہے کہ جو privatise units ہوگئی ۔۔۔۔

جناب چیئرمین ۔ سوال آپ کا کیا ہے جو ڈاکٹر صاحب ۔۔۔۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر ۔ میرا سوال تو یہ تھا ۱۰ انہوں نے لمبی تقریر کی تو مجھے اس کا جواب دینا پڑا ۔ میرا سوال simply یہ تھا کہ privatise units جو ہیں ان کی performance monitor ہونی چاہئے ۔ monitoring کا طریقہ وہاں موجود تھا ۔ ان کو اتنا بھی پتہ نہیں ہے ۔ یہ کہہ رہے ہیں ہاں ہونی چاہئے ۔ تو آپ نے کیوں ۷ ماہ کچھ نہیں کیا ؟ اپنے علاقے کے آپ ایک یونٹ کے بارے میں بتا رہے ہیں ۔ میں تو آپ کو ساری یونٹوں کا جتا سکتا ہوں ۔ آپ ایک کی بات نہ کریں ۔

جناب چیئرمین - شکریہ جی۔

ڈاکٹر شیر انگن خان نیازی - جناب والا! یقیناً ان کی کارکردگی ان کی صورت حال سے مطلع کروں گا۔ لیکن ہماری حکومت کا تو privatisation میں ابھی we are far ahead of it کہ ہم تو privatise کر رہے ہیں۔ denationalize نہیں کر رہے۔ denationalize اور privatization میں تمہارا فرق ہے کہ وہ Units جنہوں نے لیے انہوں نے وہ public sector سے اور بینکوں سے پیسہ نکوا کے اپنی ملکیت بنا لیے۔ ہماری حکومت کی تو کوشش ہے کہ جو بھی خریدے اپنے پیسے سے خریدے۔ public money استعمال نہ ہو اس پر۔ پھر اس کی proper guarantees ہوں securities ہوں تاکہ ایسی صورت حال جو میانوالی میں درپیش ہے۔ میں یقیناً ان سے کہوں گا کہ دوسروں کی سروسے رپورٹ جلد از جلد اگر اسی session میں لائی جا سکے، بہتر، اگر نہ لائی جا سکے تو اسکے میں انشاء اللہ یقیناً اس پیش کریں گے کہ یہ پالیسی کہاں تک کامیاب رہی، کہاں تک ناکام رہی۔

جناب چیئرمین - شکریہ جی۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر - منسٹر صاحب نے فیصلہ کیا ہے کہ آج confusion پیدا کرنا ضروری ہے چونکہ انہوں نے Nationalization اور Privatization کا مسئلہ اٹھایا ہے یا پھر ان کو علم نہیں یا ان کا subject نہیں ہے۔ اس معاملے میں بات چیت کم کرنی چاہیے جس کا آپ کو علم نہ ہو۔ میانوالی کے علاقے میں جو پانچ unit privatize ہونے ہیں جن میں nationalized unit بھی تھے اور جو private unit بھی موجود ہیں ان میں سے چار بڑی خوبی سے چل رہے ہیں، ایک جو نہیں چل رہا Pak Dyes جس کا انہوں نے ذکر کیا اس کے کچھ مسائل ہوں گے لیکن Nationalization and Privatization میں سب میں پیسہ ایک ہی جگہ سے آتا ہے یہ جو انہوں نے نیا شوشہ محوڑ دیا ہے کہ Nationalization میں پیسہ کہیں اور سے آتا ہے اور Privatization میں پیسہ کہیں اور سے آتا ہے۔

جناب چیئرمین - یہ معلوم ہوتا ہے سب سے ہیں اس۔۔۔۔۔

ڈاکٹر شیر انگن خان نیازی - جناب والا! جو اربوں روپے کی چیز تھی اس کا ایک ہی فیکٹری کا جو رقبہ ہے جس کی قیمت انہوں نے لی ہے، کیا آپ ہمیں واپس دلانے کے لیے

کوشش کریں گے، ایک سی فیکٹری کے نیچے جو وہاں پر زمین ہے اور وہاں پر ہاؤسز بنے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ یہ کون سی فیکٹری کی بات کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر شیرانگل خان نیازی۔ یہ Fertilizer اور Cement Plant۔

جناب چیئرمین۔ بہر حال (مداخلت) obviously there are lot of details, so why not اس قسم کے معاملے کو کمیشن میں take up کر لیا کریں تاکہ تفصیل سے بات ہو جائے۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر۔ میں نے تو take up نہیں کیا جناب یہ منسٹر صاحب نے۔۔۔۔

ڈاکٹر شیرانگل خان نیازی۔ جناب والا! یہ تفصیل سے 'rules کے ساتھ لائیں۔ میں ثابت کروں گا کہ میانوالی میں جو دو پلانٹ سینٹ کے انہوں نے نیچے ہیں وہ اربوں روپے کے تھے اور کروڑوں کے۔ انہوں نے اونے ہونے بیچ دیئے ہیں۔۔۔۔ پلانٹ انہوں نے اسہنے چھیتوں کو دیئے ہیں۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر۔ تو آپ نے FIA سے investigation کرانی سے ناں ساری۔ کیوں نہیں آپ نے۔۔۔۔

جناب چیئرمین۔ نہیں، لیکن اسکا کیا علاج ہے۔ دیکھیں ناں آپ کا ایک موقف ہے، ان کا موقف ہے اس کو مل کرنے کے لیے یہاں پر question hour۔۔۔۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر۔ سات ماہ سے تو گئے ہوئے ہیں آپ۔

ڈاکٹر شیرانگل خان نیازی۔ جناب کس rule کے تحت یہاں لائیں میں اپنے ضلع کے لیے۔۔۔۔

جناب چیئرمین۔ مناسب یہی ہے کہ یہ معاملات کمیشن میں take up ہو جائیں تو میرا خیال ہے زیادہ تفصیل سے بات ہو جائے گی۔ جی جناب گنجی صاحب۔

جناب منظور احمد گیلکی۔ اس سلسلے میں میرا supplementary یہ ہے جناب والا! کہ جو units بھی جسے میں دینے گئے ان کے بارے میں اچھی خاصی غلطی فہمی ہے کہ اپنے ہائیوں کو دینے اور kick back لیا گیا۔ کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ اس سلسلے میں جو عدالت عوام میں پیدا ہو گئے ہیں کیا موجودہ حکومت ان dealings کے خلاف یا یہ جو جکے ہیں اس کے خلاف کوئی قانونی action لینا چاہتی ہے یا کر نہیں۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب ڈاکٹر شیرانگلن صاحب۔

ڈاکٹر شیرانگلن خان نیازی۔ بواب والا! ان کے کہنے کے مطابق اگر House کچھ تجویز کرنا چاہے تو proper way ہو تو حکومت اس کے لیے تیار ہے تاکہ یہ عدالت اور یہ صورتحال جو ہے دور کی جاسکے۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے جی۔ جی جناب پروفیسر خورشید احمد صاحب supplementary جناب supplementary بہت ہو گئے ہیں جی۔

پروفیسر خورشید احمد۔ بواب کے section 5 کے بارے میں جاننا چاہوں گا کہ کیا آپ بتائیں گے کہ عمل کتنی Bank Guarantees cash لی گئی ہیں defaulters کون کون سے ہیں ان کے نام لے سکیں گے آپ۔

ڈاکٹر شیرانگلن خان نیازی۔ ہاں ہاں بالکل۔

جناب چیئرمین۔ یہ ایف ہوا ناں جی۔ یہ پہلے اس کا جواب آجائے جی۔ دیکھیں ناں ایک سوال پہ آپ لوگ اتنے questions کر رہے ہیں پھر باقی رہ جائیں گے۔

ڈاکٹر شیرانگلن خان نیازی۔ جناب والا اس میں دو bank guarantees جو تھیں جس میں وہ صورتحال ہوئی اور ایک تھا پلٹن گئی مگر اس کا تھا ایک کروڑ ۷۷ لاکھ ۱۳ ہزار روپے (۱۳۷۱۳۰۰۰) وہ بینک گارنٹی تھی نیشنل بینک آف پاکستان کی اور دوسری بلوچستان مگر کے لیے تھی مہران بینک لمیٹڈ کی جو ایک کروڑ ۴۰ لاکھ اوپر نیشنل بینک کی تھی اور ایک کروڑ ۷۷ لاکھ ۱۳ ہزار روپے (۱۳۷۱۳۰۰۰) یہ مہران بینک کی تھی یہ دو کروڑ تراسی لاکھ ۶۶ ہزار تین سو روپے (۶۳۰۰۰) ہوئے وہ وصول کیا جا چکا ہے۔

جناب چیئرمین - دو cash ہوئیں ہیں
ڈاکٹر شیرانگلن خان نیازی - دو ہیں

Mr. Chairman: Next question no. 19. Gen. Saeed Qadir Sahib. Answer taken as read supplementary question.

19 * Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir: Will the Minister for Finance Revenue and Economic Affairs be pleased to state the expenditure incurred by the privatisation commission for the advertisement made in the various newspapers on the 9th April, 1994, with the names of all national and regional newspapers to whom the advertisement was released?

Makhdoom Shahabuddin: Estimated expenditure on advertisement in the newspapers on 9th April, 1994 is approximately Rs. 2.28 laes. Bills have yet to be received and paid.

Names of National and Regional newspapers to whom the advertisement was released are as under:-

1. Jang (Combined).
2. The Frontier Post (Peshawar)
3. Mashriq (Peshawar Lahore).
4. Baluchistan Times (Quetta).

Mr. Chairman: Any supplementary

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر - جناب چیئرمین اس کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ چار اخبارات کو اشتہار دیئے گئے ہیں۔ جہاں تک مجھے علم ہے انگریزی کے تین بڑے اخبارات ڈان، نیشن اور نیوز اور اردو کے دو بڑے اخبارات نوائے وقت اور جنگ ان میں صرف جنگ کو دیا گیا ہے باقی چاروں اخبارات کو نظر انداز کیا گیا نیشنل level پر جو deals ہوتے

ہیں کیا یہ مناسب نہیں ہے کہ انکو سارے اخباروں میں انگریزی کے اور جو بڑے اردو کے اخبارات ہیں ان میں معتر کیا جائے۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب منسٹر صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ یہ ضروری نہیں ہے جی۔ جو پرائیویٹائزیشن کمیشن نے مناسب سمجھا انہی کو اجتماعت دینے اور اس طریقہ کار سے لوگ مطلع ہونے جو کہ دینا چاہتے ہیں اس میں کوئی سقم والی بات نہیں ہے۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر۔ جناب چیئرمین! یہ جواب غلط ہے۔ پرائیویٹائزیشن کمیشن نے اگر طریقہ بدل دیا ہے تو دوسری بات ہے وہ nominate نہیں کرتی۔ یہ منسٹر آف انفارمیشن کو سمجھی جاتی ہے وہ خود اخباروں کو دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ یہ سوال جو آپ نے پوچھا on 9th April یا up to 9th April۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: No, on 9th April.

جناب چیئرمین۔ تو on 9th April میں ایک دن ہے۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر۔ ایک دن انہوں نے advertise کیا تھا تو میرا مطلب یہ تھا کہ تینوں انگریزی کے اخبارات "ڈان"، "نیوز" and the "Nation" ان کو نظر انداز کیا گیا اردو کے "جنگ" کو تو دیا۔ باقی جو لوکل پپرز ہیں وہ تو اپنی جگہ ہیں۔ تو کیا یہ مناسب نہیں تھا کہ تینوں بڑے انگریزی اخباروں میں، اور اردو کے نوائے وقت کو بھی دیئے جاتے جناب چیئرمین۔ جی جناب منسٹر صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جناب والا یہ مناسب نہیں تھا اور زیادہ اخراجات کی کیا ضرورت ہے جب مطلع ہو ہی جائیں گے اور اس سے کونسی قباحت پیدا ہو گئی ہے؟

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے۔ جی جناب حافظ صاحب۔

حافظ حسین احمد۔ وہ اجتماعت کی تفصیل بتائیں کہ کتنی کتنی رقومات ۵۰ اجتماعت دینے بارہے تھے اخبارات کو؟

جناب چیئرمین۔ جی جناب تفصیل جاسکیں گے۔

ڈاکٹر شیر انگن خان نیازی۔ جناب والا یہ بہت ساری تفصیل ہے اور یہ ایک دن کی ہے اگر حافظ صاحب پائیں تو میں ساری جادوں۔

جناب چیئرمین۔ صرف ایک دن کی یہ بات ہے جی۔ دو ڈھائی لاکھ میں کیا ہو گا۔

ڈاکٹر شیر انگن خان نیازی۔ نہیں بہت ساری split up۔ ٹی میں کہاں پر گیا کیسے ہوا اردو سے انگلش میں ترجمہ کیا۔ اگر چاہتے ہیں تو میں یہ دکھا دیتا ہوں۔
جناب چیئرمین۔ آفتاب فتح صاحب۔

جناب آفتاب احمد یحییٰ۔ اختصارات دینے کے لئے کوئی اصول مرتب کیا گیا ہے یا sweet will ہے آپ کی؟ اور میری آگے عرض یہ ہے کہ میری اطلاع کے مطابق اس وقت "ڈان" کے ۵۰ فیصد اختصارات بند ہیں "امن" کے اختصارات بند ہیں "توانے وقت" "ملت" "خبریں" "نیشن"۔ ان سب کے اختصارات بند ہیں میری صرف بات یہ ہے کہ کیا یہ sweet will ہے کہ گورنمنٹ جس کو چاہے اختصارات دے یا نہ دے یا کوئی اصول ہے کوئی پیمانہ ہے؟

جناب چیئرمین۔ جی جناب ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر شیر انگن خان نیازی۔ جس کو مناسب سمجھا جاتا ہے ان کو حکومت اختصار دیتی ہے۔

جناب چیئرمین۔ مطلب ہے کہ sweet will ہے۔ ڈاکٹر عبدالحمنی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحمنی بلوچ۔ جناب چیئرمین، میرا وزیر موصوف سے یہ سوال ہے کہ فنانس ڈویژن میں بلوچستان کی نمائندگی نہ ہونے کی وجہ سے وفاقی پول سے اس کا جائز حصہ نہیں مل رہا ہے کیا وزیر موصوف اس معزز ایوان کو یہ یقین دہانی کرائیں گے کہ کم از کم فنانس ڈویژن میں بلوچستان کی صحیح نمائندگی ہو۔

جناب چیئرمین۔ یہ تو پرائیویٹائزیشن کمیشن کے اختصارات کے متعلق ہے۔ جی ساجد میر صاحب۔ جناب ساجد میر صاحب۔

جناب خالد احمد خان کھرل۔ جناب چیئرمین۔ چونکہ یہ سوال اخبارات کے اشتہارات کے متعلق ہے اس لئے مجھے اجازت دی جانے کہ میں معزز رکن کو جواب دے سکوں۔

جناب چیئرمین۔ جی میرا خیال ہے کہ ان کا بھی سوال سن لیں ہو سکتا ہے کہ آپ combined جواب دے سکیں۔ جی جناب پروفیسر صاحب۔

جناب ساجد میر۔ جناب میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو حکومت اخبارات میں اشتہارات دینے کے بارے میں sweet will کو عمل میں لاتی ہے اسی کو پیش نظر رکھتی ہے تو پرائیویٹائزیشن میں کس طرح انصاف سے کام لے سکتی ہے۔

جناب چیئرمین۔ حافظ حسین صاحب آپ کا کیا سوال تھا۔

ڈاکٹر شیر انگن خان نیازی۔ اسی تو کوئی پراجیکٹ پرائیویٹائز ہوا ہی نہیں تو اس میں کونسی sweet will کا سوال پیدا ہو گیا ہے۔

جناب چیئرمین۔ آپ کا بھی سوال سن لیں کیونکہ منسٹر صاحب برائے انفارمیشن آنے والے ہیں تو آپ سب پوچھ لیں پھر وہ جواب دیں گے۔

حافظ حسین احمد۔ کیا وزیر اطلاعات صاحب بیان فرمائیں گے کہ اشتہارات کتنے مناسب کی بجائے متناسب کا لفظ کیوں استعمال نہیں کیا جاتا؟۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب سعید قادر صاحب آپ کا کیا سوال ہے

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر۔ سوال یہ ہے جناب کہ یہ اشتہار جو تھا کسی ایڈورٹائزنگ ایجنسی کو دیا گیا تھا ایڈورٹائز کرنے کے لئے۔ کیا اس ایجنسی کا نام بتائیں گے؟

جناب چیئرمین۔ جی جناب منسٹر صاحب۔

جناب خالد احمد خان کھرل۔ میں معزز اراکین کی خدمت میں عرض کروں گا

کہ۔۔۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر۔ میرے سوال کا جواب پہلے آنا چاہیے

میں نے جو پوچھا ہے کہ کیا کسی advertisement agency کو دیا گیا ہے؟

جناب چیئر مین۔ جواب وہ دیں گے۔ جی آجائے گا۔ جی جناب وزیر صاحب۔

جناب خالد احمد خان کھرل۔ جناب والا امیری گزارش یہ ہے کہ انفارمیشن کا محکمہ کسی sweet will پر اختیارات کی تقسیم نہیں کرتا ہے بلکہ اختیارات ---- جناب والا اب مجھے بات تو کرنے دیں۔ جناب چیئر مین۔ ان سے درخواست کریں۔ ان کو صبر آنا پڑیے میں بات کر رہا ہوں۔ جواب دے رہا ہوں۔ سن لیں۔

جناب چیئر مین۔ سن لیں۔ آپ متفق ہوں یا نہ ہوں۔

جناب خالد احمد خان کھرل۔ جناب والا میں یہ کہہ رہا ہوں کہ حکومت کی پالیسی ہے 'ایک criterion ہے اور ایک پالیسی کے تحت اخبارات کے اشتہارات دیئے جاتے ہیں۔ ان میں ABC (Audit Bureau of Circulation) ہے۔ اس کے مطابق جس اخبار کی circulation جو تعداد ہوتی ہے۔ جی quantum میں سمجھتا ہے۔ اس کے مطابق اس کو اشتہار دینے جاتے ہیں اور یہ نہیں ہوتا۔ یہ جو یہاں پر کہا گیا ہے کہ 'Dawn' کے ہم نے ۵ فی صد کم کر دیئے ہیں۔ Although it is totally unrelated to the question but still I am in a position to answer کہ یہ statement درست نہیں ہے کہ 'Dawn' کے اشتہارات بند کر دیئے گئے ہیں یا ۵۰ فی صد 'Nation' کے کم کر دیئے ہیں۔ یہ statement درست نہیں ہے اگر آپ یہ ضمنی سوال کریں تو میں ساری figure لا کر آپ کو ہاؤس میں پیش کر سکتا ہوں۔ 'Dawn' اور 'Nation' کو پورے اشتہار مل رہے ہیں لیکن یہ سال کا quantum ہوتا ہے ایک ماہ یا دس دن کے لیے کم اشتہار کر دیئے گئے ہیں اس کا مقصد یہ نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے پچھلے دو ماہ کے اشتہار زیادہ ہوں اس لیے regulate کیا جاتا ہے تاکہ ایک سال کے آخر میں ABC circulation کے مطابق ان کو اشتہارات دیئے گئے ہوں یہ میرا general policy statement ہے کہ ہم اشتہارات کو regulate کرتے ہیں in accordance with ABC circulation.

جناب چیئر مین۔ دوسرا سوال تھا کہ Advertising agency کون سی ہے ؟

ایک جواب آپ کا نہیں آیا تھا وہ بھی آجائے۔ جی سعید قادر صاحب۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ جو بڑے بڑے اخبار

یہ 'Dawn' جیسے ہیں 'یا' 'Nation' ان کے اشتہارات کم نہیں کئے گئے شاید وہ درست ہو۔ یہ جو privatisation advertisement تھا پالیسی کی کوشش یہ ہے اور اس پالیسی میں لکھا ہوا ہے کہ broadest possible participation ہونا چاہیئے۔ کراچی کا سب سے اہم انگریزی کا اخبار 'Dawn' ہے اور انہوں نے اس کو اس دن نظر انداز کیا کہ ۹ تاریخ کو جو اشتہار دیا پورے صفحہ کا جس میں کراچی کے لوگوں کو محروم رکھا گیا کوئی کراچی کا اخبار نہیں ہے اس میں سوانے "جنگ" کے 'تو یہی پالیسی ہے اس حکومت کی کہ ایک طرف تو broad base پر مبنی ہے privatisation policy لیکن ایک خاص طبقے کو جو کراچی میں ہے۔ اس سے زیادہ investment اور کمال سے آسکتی ہے۔ اس طبقے کو بالکل محروم کیا گیا کہ وہاں پر اشتہار نہ دیا گیا۔ کیا وزیر صاحب اس بات کا جواب دیں گے؟

جناب چیئرمین۔ جی جناب وزیر صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ میں اس کا جواب دوں گا۔ میری ذمہ داری ہے۔

آپ جواب سننا پسند کریں بات یہ ہے میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہ ایک دن کی بات تھی۔ اگر بات سننا چاہتے ہیں تو آپ date wise کہہ لیں ۸-۳-۱۹۹۴ کو یہ اشتہار دیا گیا تھا اور دوسرا ۸-۳-۹۴ کو 'Dawn' کو بھی دیا تھا privatisation commission کی طرف سے یہ دینے تھے اور پھر 'بلوچستان ٹائمز' کو ۹-۳-۹۴ کو 'فرنٹیر پوسٹ' کو ۹-۳-۹۴ کو 'ڈبلی مشرق' کو ۹-۳-۹۴ کو 'جنگ' ۹-۳-۹۴ کو 'Business Recorder' اور ۱۳-۳-۹۴ کو 'ڈبلی مساوات' ۱۳-۳-۹۴ کو 'ڈبلی پاکستان' ۱۳-۳-۹۴ کو 'ڈبلی آواز' اور اس کے بعد ۱۵-۳-۹۴ کو 'Dawn' ۱۵-۳-۹۴ کو 'The News' ۱۵-۳-۹۴ کو 'جنگ' اور ۱۵-۳-۹۴ کو 'Business Recorder' اور ۱۵-۳-۹۴ کو 'ڈبلی جسارت' اور ۱۶-۳-۹۴ کو 'فرنٹیر پوسٹ' ۱۶-۳-۹۴ کو 'ڈبلی مشرق' ۱۶-۳-۹۴ کو 'بلوچستان ٹائمز' کو ۱۶-۳-۹۴ کو 'The Nation' ۱۶-۳-۹۴ کو 'ڈبلی پاکستان' ۱۶-۳-۹۴ کو 'The Muslim' ۱۶/۴ کو 'عبرت حیدر آباد' ۱۶/۴ کو 'مساوات' ۱۶/۴ کو 'Pakistan Observer' ۱۶/۴ کو 'ڈبلی آواز' پشاور ۱۶/۴ کو 'بلوچستان ایکسپریس' ۲۰/۴ کو 'ڈبلی انتخاب' ۲۱/۴ کو 'ڈبلی حیدر راولپنڈی' ۲۱/۴ کو 'ڈبلی عقل' ملتان اور ۲۱/۴ کو 'سیاسی لوگ'۔ گزارش یہ ہے کہ جہاں تک ان کا یہ فرمان تھا کہ ایک اخبار کو specifically ایک دن کی

advertisement پوچھی گئی۔ اگر یہ 'split off' پوچھتے ہیں تو اس سے انہیں اندازہ ہو چکا ہوگا کہ یہ بات ان کی درست نہیں ہے کہ جہاں discrimination ہو رہا ہے ان کا 'اب' 'نیشن' اور 'نوائے وقت' میں کیا تھا۔ one of the same اگر ان کے ساتھ منافرت ہوتی یا discrimination ہوتا تو 'نیشن' کو کون دیتا۔ یہ باتیں ہیں چونکہ پوچھتے اور ہیں یہاں باتیں اور کرتے ہیں مجھے یہ سمجھ نہیں آتی۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے۔ جناب آفتاب صاحب۔

Mr. Aftab Ahmad Sheikh: I will raise a question of grave violation of privilege because my question was as to what is the policy of distribution of advertisement?

جواب آیا کہ جس کو مناسب سمجھتے ہیں Information Minister نے آپ کے سامنے جواب دیا۔ کہ کوڑ ہے۔ کوئے کے حساب سے پورے سال کا تقسیم کرتے ہیں۔ پہلا جواب بالکل غلط تھا۔ اس باؤس کا استحقاق اس قسم کے irresponsible جوابات جو منسٹر صاحب دے رہے ہیں سے مجروح ہوتا ہے اور relevant Minister نے بالکل صحیح جواب دیا کہ ہر اخبار کا کوڑ ہے اس کے حساب سے تقسیم کرتے ہیں۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو جوابات دیئے جائیں پوری اور مکمل ذمہ داری سے دیئے جائیں۔ اور دینا چاہئیں۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Sir, I will explain that he does not understand the word 'Appropriate'. Appropriate means within parameters of law and morality and everything. If he is not so much conversant with the word and he does not know terms of the Parliament, I am sorry for that. He must place a question of privilege in black and white and I will answer what is a privilege. He does not know.

جناب چیئرمین۔ last question بہت سارے ہو گئے ہیں اب۔

پروفیسر مساجد میر۔ وزیر صاحب نے یہ نہیں کہا تھا کہ جو مناسب ہوتا ہے اس کو دیتے ہیں انہوں نے کہا تھا جو مناسب سمجھتے ہیں اس کو دیتے ہیں۔ اس میں بڑا فرق ہے۔

جناب چیئرمین۔ تو اس کی انگریزی کیا ہو گی۔ جو مناسب سمجھتے ہیں۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Appropriate.

Mr. Ilyas Ahmed Bilour: And secondly , a question Sir, when the relevant Minister is sitting here and he is present in the House I think he should reply and that will be proper. Why, when the relevant Minister is sitting here, the other Minister is replying ?

جناب چیئرمین۔ جی اس کا کون جواب دے گا۔

ڈاکٹر شیر اگلن خان نیازی۔ جناب والا! بات یہ ہے جو منسٹر فنانس ہیں ان کا جواب میں نے دینا ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ آپ نے مہربانی کی ہے اور ان کی شفقت ہے کہ انہوں نے مناسب سمجھا ہے کہ ہاؤس میں feed کیا otherwise it is also not permitted جو سوال فنانس کے ہیں ان کو آپ information ministry سے کیسے پوچھ سکتے ہیں یہ تو پھر fresh questions تھے اور اس کے طریقہ کار پر بات کریں۔

جناب چیئرمین۔ بہت ہو گیا جی اب آجے چلیں۔ next question No. 22 جناب

بشیر ترین صاحب۔ on his behalf answer taken as read. Supplementary question? جی۔ مندوخیل صاحب۔

22 *Sardar Bashir Ahmed Khan Tareen: Will the Minister Incharge of the Prime Minister's Secretariat be pleased to state the names, designation and place of domicile of the persons recruited in B-1 to B-16 in the Prime Minister's Secretariat, its attached departments and subordinate Offices during the period 1st June to 18th July, 1993?

Syed Iqbal Haider: Prime Minister's Secretariat. (Public).-- Nil.

Prime Minister's Secretariat (Internal). --- The requisite information in r/o following persons appointed in Prime Minister's Secretariat. (Internal) Wing during the period

from 01 June 1993 to 18th July 1993 is as under:

Name & Designation	Date of Appointment	Domicile
(a) Mr. Zafar Tehsenn, LDC	16-6-1993	Punjab
(b) Mr. Muhammad Subhan, Khidmatgar	01-07-1993	AJ&K.
(on contract for one year from	FU	
01-07-93 to 30-06-94).		

Pakistan Investment Board (PIB) --- The following Nine persons having names, designation and place of domicile were recruited during the period from 1-6-1993 to 18-7-1993. No quota is applicable for the posts in Grade 1 and 2 and these are ordinary filled on local basis.

S.No.	Name & Designation	Date of Joining	Domicile
1.	Mr. Mohammad Nazir, Naib Qasid	6-7-93	Punjab
2.	Mr. Nayyar Tabassum, Naib Qasid.	6-7-93	--do--
3.	Mr. Mohammad Shabbir, Naib Qasid	7-7-93	NWFP
4.	Mr. Mohammad Hayat.	7-7-1993	Punjab
	Sanitary worker		
5.	Mr. Mohammad Ashraf, Naib Qasid	7-7-1993	-do-
6.	Mr. Habib-ur-Rehman, Naib Qasid	8-7-1993	lbd
7.	Raji Sabir Hussain, Naib Qasid	10-7-1993	-do-
8.	Mr. Hafeez Khan, Naib Qasid.	10-7-1993.	N.W.F.P.
9.	Mr. Aslam Khan, Naib Qasid	14-7-1993	-do-

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل - میرا ایک سوال ہے 29 پر وہ بھی اس کے ساتھ مربوط ہے اگرچہ یہ ذرا محدود ہے - یہ اہم سوال ہے اگر آپ مجھے موقع دیں تو ساتھ لے لیں اس کو۔

جناب چیئرمین - نہیں جناب 29 کو اس کے turn پر لیں گے آپ جو supplementary پوچھنا چاہتے ہیں بیشک پوچھ لیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل - نہیں ہرج یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ ہانم کا مسئلہ اٹھایا جائے اور وہ سوال اہم بھی ہے۔

جناب چیئرمین - پلیس لے لیتے ہیں جی انہیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل - شکریہ جی۔ اس سوال پر تو میرا کوئی ضمنی نہیں

ہے البتہ میرا سوال ہے 29 پر۔ جناب والا! Will the Minister Incharge of the Prime Minister's Secretariat be pleased to state the number of officers and other employees working in the Prime Minister's Secretariat, Islamabad, with grade-wise and province-wise break up? تو جواب ہو آیا ہے جناب والا۔ Annexure A Officer, Annexure B Other Employees and Annexure C.

وزیر اعظم سیکرٹریٹ (انٹرنل) - اب اس میں آپ دیکھیں اے آفیسرز ہیں - ایک سے سو گریڈ تک ۲۲۸ other employees اور تمام آفیسرز کو ملا کر annexure C کے مطابق ۴۴۴ بنتے ہیں - یہ تعداد مٹری آفیسرز کے علاوہ ہے جو deputation پر آتے ہیں -۸ فوج سے آتے ہیں۔

جناب چیئرمین - اور بلوچستان سے کوئی نہیں ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل - جناب میں عرض کرتا ہوں کہ اس کے علاوہ اور بھی باتیں ہیں - جناب والا! آپ یہ دیکھیں کہ کل ۸۵۵ آفیسرز اور دوسرے ملازمین انٹرنل اور پبلک سیکرٹریٹ میں ہیں - جناب اسے بھی دیکھا جائے۔۔۔

جناب چیئرمین - تو سوال کیا ہے؟

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل - جناب والا - ہمارے صوبے کو تو سرے سے نظر انداز کیا ہے - pay scale no.1 کا ایک ملازم بھی نہ تو وزیر اعظم پبلک سیکرٹریٹ میں ہے اور نہ ہی انٹرنل سیکرٹریٹ میں ہمارے صوبے کا ہے۔

جناب چیئرمین۔ آپ کا سوال یہ ہے کہ بلوچستان سے کوئی بھی ملازم نہیں ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب۔ میرا یہ سوال بھی نہیں ہے۔

میرا سوال تو یہ ہے کہ ایک بات تو یہ کہ ہمارے صوبہ بلوچستان سے ایک ملازم بھی نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ تمام ملک سے سارے سیکرٹریٹ میں جو ملازم رکھے گئے ہیں وہ ہے نوٹل۔۔ یعنی ۸۵۵ سے ۲۲۲۔ کیا آپ یہ زیادتی ختم کریں گے؟ اور اس کے بارے میں آپ ہمیں کیا ضمانت دے سکتے ہیں کہ وزیر اعظم سیکرٹریٹ میں تمام پالیسیاں ہمارے ملک کے مفادات کے خلاف نہیں بنیں گی اور خاص لوگوں کے interest میں نہیں بنیں گی؟

جناب چیئرمین۔ وزیر صاحب۔

سید اقبال حیدر۔ جناب چیئرمین۔ جب employment کی جاتی ہے تو تو اس وقت کوڈ پر عمل درآمد اصولوں اور قواعد کے مطابق کیا جاتا ہے۔ جب آفیسران اور ملازمین کی posting کی جاتی ہے اس وقت کوڈ کو مد نظر نہیں رکھا جاتا اور نہ ہی کوئی ایسا rule ہے کہ جب بھی کوئی posting ہو وہ کوڈ کے مطابق ہی ہو۔ جہاں تک بلوچستان کے کوڈ کا تعلق ہے جو کہ ۲۰۵ فیصد ہے ملازمتوں میں اس پر سختی سے عمل ہو رہا ہے۔ ہم کوشش کرتے ہیں کہ کسی بھی صوبہ کی خاص طور پر کسی بھونے صوبہ کی حق تلفی نہ ہو۔

جہاں تک وزیر اعظم سیکرٹریٹ میں کسی بلوچستان کے ملازم کی عدم موجودگی کا تعلق ہے اس کو ہم دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ اب اگر وزیر اعظم سیکرٹریٹ میں کوئی آسامی خالی ہوگی تو اس آسامی کو پر کرنے کی اہلیت کا حامل کوئی بھی بلوچستان سے تعلق رکھنے والا ملازم ہوگا تو اس کے لئے میں وزیر اعظم سے کہوں گا کہ اسے وزیر اعظم سیکرٹریٹ میں لیا جائے تاکہ جو کمی آپ کو نظر آ رہی ہے وہ پوری ہو سکے۔ گو کہ یہ قانون کی خلاف ورزی نہیں ہے لیکن ویسے میں عرض کرتا ہوں کہ بلوچستان کے نمائندے بھی وزیر اعظم سیکرٹریٹ میں ہونے چاہئیں۔

حافظ حسین احمد۔ کیا وزیر موصوف ارشاد فرمائیں گے کہ بلوچستان سے کسی ملازم کو وزیر اعظم سیکرٹریٹ میں نہ رکھنا عدم اعتماد کی دلیل تو نہیں ہے؟

جناب چیئرمین۔ وزیر قانون صاحب۔

سید اقبال حیدر - قطعاً نہیں۔ کسی لحاظ سے بھی نہیں۔ ہمارے بلوچی بھائی اور ہمارے بلوچستان کے عوام ہمارے لئے اتنے ہی قابل عزت اور قابل اعتماد پاکستانی ہیں جتنے کہ پنجاب، سرحد اور سندھ کے عوام ہیں۔

جناب چیئرمین - جناب عبدالرحیم مندوخیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل - جناب والا - یہ کیسے کہتے ہیں کہ قانون کی خلاف ورزی نہیں؟ میں یہ سوال اس وقت نہیں کرتا کہ وہ کہاں recruit ہوئے تھے لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ستر میں 'فیڈریشن کے ایگزیکٹو کے دفتر میں ایک صوبے کے ملازمین کو نہ رکھنا اس صوبے کو نانہنگی سے محروم کرنے کے ضمن میں نہیں آتا ہے؟ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔

سید اقبال حیدر - جناب والا - وزیر اعظم سیکرٹریٹ کے لئے کوئی خصوصی recruitment نہیں ہوتی ہے۔ ہوتا ایسا ہے کہ جب بھی وزیر اعظم سیکرٹریٹ میں کوئی آسامی خالی ہوتی ہے تو سرکاری اہلکاروں کو مختلف محکموں سے یا ایسے اہلکاروں کو جن کی کہیں اور posting نہیں ہوتی ہے، ان کو ان کی اہلیت کے مطابق لیا جاتا ہے۔ پوسٹنگ اور ریکروٹمنٹ دو مختلف چیزیں ہیں۔ پوسٹنگ کرتے وقت کوئی follow نہیں کیا جاتا لیکن آپ کی اصولاً بات ہے جس کا قانون سے تعلق نہیں ہے کہ پرائم منسٹر سیکرٹریٹ میں بلوچستان سے تعلق رکھنے والے سرکاری اہلکار اور افسران بھی ہونے چاہئیں۔ اس پر میں آپ سے اصولاً اتنا کہتا ہوں اور میری یہ خواہش ہوگی جیسے پہلے میں نے کہا کہ جو کسی کوئی پوسٹ خالی ہونی اور بلوچستان سے تعلق رکھنے والا کوئی بھی اہل امیدوار وہاں موجود ہو۔ تو ہم اسے ترجیحی بنیاد پر رکھیں گے۔

ڈاکٹر عبدالحمنی بلوچ - جناب چیئرمین صاحب، وزیر موصوف صاحب سے یہ سوال ہے جیسے انہوں نے فرمایا کہ تقرری کے وقت بلوچستان کا کوٹہ صحیح دیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں تقرری کے وقت بھی مکمل طور پر نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ چاہے وہ پرائم منسٹر سیکرٹریٹ ہو یا وفاق کے زیر انتظام کوئی اور ادارہ ہو میں اس کی مثال اس طرح دوں گا۔۔۔

جناب چیئرمین - مثال نہ دیں سوال پوچھیں۔

ڈاکٹر عبدالحی بلوچ۔ ہمارا کوٹہ 5.14% ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس پر عمل نہیں ہو رہا ہے۔ یہ محض ہمیں تسلی دی جاتی ہے حقیقت اس کے برعکس ہے اس کی مثال میں اپنے وزیر موصوف کو اس طرح سے دوں گا کہ اس دفتر پی آئی اے میں 100 سے بھی زیادہ لوگ daily wages کی بنیاد پر لیے گئے ہیں اور ہمارا وہاں ایک بھی نہیں لیا گیا۔ اور بلوچستان میں ۸۹ سے پی آئی اے میں ۳۹ ملازمین daily wages کی بنیاد پر ہیں۔

جناب چیئرمین۔ یہ کہتے ہیں کہ پی آئی اے میں بھی نہیں لیا گیا اور حکومت میں بھی نہیں لیا گیا تو کیا کریں۔

سید اقبال حیدر۔ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ مجموعے صوبوں کے ملازمین کے کوٹے پر ہم سختی سے پابندی کریں گے۔ نہ صرف یہ کہ پابندی کریں گے بلکہ ماضی کی حکومتوں نے بلوچستان کو نظر انداز کیا ہے اور جس طرح سے ان کی حق تلفی ہوئی ہے اس حق تلفی کو دور کرنے کے لیے بھی کوئی تجویز ہوگی تو اس پر ہم بخیرگی سے غور کریں گے۔

جناب چیئرمین۔ لیڈر آف دی اپوزیشن

راجہ محمد ظفر الحق۔ جناب چیئرمین سوال نمبر ۲۹ کے جواب میں پرائم منسٹر سیکرٹیریٹ کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے ایک پرائم منسٹر سیکرٹیریٹ پبلک ہے اور ایک انٹرنل ہے۔ پبلک میں ۱۱ آفیسرز دکھانے گئے ہیں گریڈ ۲۲ کا ایک، گریڈ ۲۱ کے ایڈیشنل سیکرٹیری ۲، گریڈ ۲۰ کے ۱۲، گریڈ ۱۹ کے ۱۹، گریڈ ۱۸ کے ۱۵ اور ۱۷ کے ۲۱ یعنی ۱۱ آفیسرز اور باقی سٹاف ۳۳۸ ہے۔

جناب چیئرمین۔ انٹرنل کہاں پر ہوا یہ صرف پبلک کے ہیں۔ اب انٹرنل علیحدہ ہے۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ اگلے صفحہ ۱۳ پر انٹرنل ہے تو اس میں بھی مختلف دیئے گئے

ہیں سپرنٹنڈنٹ ۰۶ اسٹنٹ گیارد سے پندرہ گریڈ کے ۲۲، نائب قاصد ۲۳ اور خدمت گار ۲۲، سنور کچہر ۱۱، خلاصی ۲۳، خاکروب ۵۰، مالی ۴۴، ڈرائیور ۲۷ اور باقی مجموعے موٹے بست سے ہیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں سوال یہ ہے کہ جبکہ امریکہ کا صدر Head of the government بھی ہوتا ہے Head of the state بھی ہوتا ہے۔ میرے خیال میں اس سے ۱۰ گنا کم سٹاف سے وہ کام چلاتا ہے۔ سپر پاور بھی ہے تو کیا حکومت کے زیر غور کوئی ایسی تجویز ہے۔ جبکہ باقی سارا

سیکریٹریٹ بھی انہی کے ماتحت ہوتا ہے تو پرائم منسٹر سیکریٹریٹ کو ایک سپر سیکریٹریٹ کیوں بنا دیا گیا ہے۔

جناب محمد رفیق شیخ - یہ سوال تین چار سال پہلے ہو جاتا۔

جناب چیئرمین - شیخ صاحب، منسٹر صاحب موجود ہیں وہ اس کا جواب دے دیں گے۔

وہ اس کے اہل ہیں۔ ہزار صاحب بیٹھے۔ مجھے پتہ ہے سارے impatient ہو رہے ہیں۔ منسٹر صاحب موجود ہیں۔

سید اقبال حیدر۔ جناب چیئرمین! جہاں تک کلاٹ شماری کی بات ہے۔ جب سے پرائم منسٹر محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ آئی ہیں انہوں نے کلاٹ شماری کے متعلق آرڈر دیئے ہیں ان پر مجھے غرہ ہے اور اس سال کے آخر میں آپ کو پوری آزادی ہوگی، میں غیر مقدم کروں گا آپ پوچھنے گا کہ پرائم منسٹر سیکریٹریٹ کے اخراجات اکتوبر ۱۹۹۲ء سے لیکر ۲۰ جون ۱۹۹۳ء تک کتنے تھے اور یہی سوال پوچھنے گا کہ ۱۹۹۱ء میں تھے اور ۱۹۹۲ء میں کتنے تھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ فرق آپ کو صاف نظر آجائے گا۔

راجہ محمد ظفر الحق - چوہینے میں آپ نے کیا کیا ہے؟

سید اقبال حیدر۔ چوہینے میں بھی ہم نے کافی کلاٹ شماری کی ہے اور اس میں کوئی دو رائے نہیں ہیں کہ ہم non-developmental expenses اور غیر ضروری تعداد کے ملازمین اور غیر ضروری اخراجات اور غیر ضروری عیاشیوں اور غیر ضروری باتوں کی ہم مذمت کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ جی آفتاب احمد شیخ صاحب۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جناب میرا ایک سوال ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ تقریریں

جتنی بھی دکھائی گئی ہیں

Are they exempted from the purview of the Public Service Commission No. 1, and No. 2, in the second list, where the provinces have been shown, Punjab, N.W.F.P., Sindh, Baluchistan, in all the advertisements appearing in the paper when a

vacancy occurs, with regard to Sindh, vacancies are sub divided into Sindh (Urban) and Sindh (Rural) and that position has not been shown here. So, I want to know, whether these appointments are exempted from the purview of the Public Service Commission No.1, and No.2, why Urban quota has not been shown?

سید اقبال حیدر۔ یہ جیسے میرے معزز رکن نے کہا ہے یہ relevant ہی نہیں ہے۔ کیونکہ پبلک سروس کمیشن relevant اس وقت ہوتا ہے جب ان کی تقرری ہوتی ہے اور تقرری کے بعد اگر ان کا کوئی مسئلہ پیدا ہوتا ہے یا کسی قسم کے جھگڑے یا اختلافات پیدا ہوتے ہیں اس کے بعد تو کوئی relevant ہوتا ہی نہیں۔ جہاں تک سوال کا تعلق ہے جواب جو دیا گیا ہے وہ اپنے سروس رولز اور ہمارے اپنے اسٹیشنمنٹ ڈویژن کے باقاعدہ رولز کے مطابق دیا گیا ہے اس کا پبلک سروس کمیشن سے کوئی relation نہیں ہے۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جناب میرا سوال ابھی تشدد ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی دوسرا سوال یہ تھا کہ rural اور urban۔

سید اقبال حیدر۔ rural اور urban کے بارے میں بعد حقوق آپ سوال کریں اور میں آپ کو ضرور جواب دوں گا۔ لیکن اس کے لئے فریش نوٹس درکار ہے۔

جناب چیئرمین۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ اس لسٹ میں وہ آپ نے ڈویژن کی ہے؟

سید اقبال حیدر۔ اس لسٹ میں نہیں ہے، بالکل نہیں ہے۔ کیونکہ انہوں نے ابھی سوال کیا ہے۔

-----قطع کلامیں-----

جناب چیئرمین۔ یہ نامکمل ہے۔

سید اقبال حیدر۔ جناب، انہوں نے صوبائی کا مانگا تھا۔ انہوں نے rural اور urban نہیں مانگا تھا۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے۔ جی جناب ساجد میر صاحب۔

پروفیسر ساجد میر۔ جناب مینبرین۔ کیا وزیر صاحب فرمائیں گے کہ جن باغوں کی

دیکھ جال 74 مالی کرتے ہیں ان کا رقبہ کتنا اکیڑ پر پھیلا ہوا ہے؟

جناب چیئرمین۔ جی جناب کچھ انفارمیشن ہے؟

سید اقبال حیدر۔ ہم نے نہ باغوں کا رقبہ بڑھایا ہے نہ مالیوں کا رقبہ بڑھایا ہے

۔ نہ کسی کی تعداد بڑھائی گئی ہے اور رقبہ ہے وہی ہے جو پہلے تھا۔

Mr. Chairman: So, that is the end of the question hour.

@23. * Mr. Muhammad Ajmal Khan Khattak : Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to refer to starred question No. 53 dated 24-8-93 and state:

(a) whether it is a fact that advance increments were allowed, with the approval of the Finance Division, to Mr. Khalid Saeed Butt and Dr. Ghulam Rasul, Director General and Director PNCA on upgradation of their posts from B-20 to B-21 and B-19 to B-20 respectively and by office of the A.G.P.R., to Mr. S.B Malik, Assistant Director M/o Local Government and Rural Development and Mr. A.R. Beg, Forest Botanist, Ministry of Food & Agriculture on upgradation of their posts; and

(b) if reply to (a) above is in the affirmative the reasons as to why the benefit of premature increment is being denied in other similar cases?

Makhdoom Shahabuddin: (a) No. Finance Division did not

sanction advance increments to M/s Khalid Saeed Butt and Ghulam Rasul, director

@ The questions hour is being over and the remaining questions and answers were being taken as read and were placed on the table of the house.

General and Director, PNCA, on the up-gradation of their posts. No information in respect of two other officers has been made available by AGPR so far but in the absence of any orders or relaxation, the Audit Office is not empowered to allow premature increment on upgradation.

(b) The reply to (a) above is not in affirmative.

24. * Mr. Abdur Rahim Khan: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to refer to Starred Question No. 53 replied on 24th August, 1993 and state:

(a) whether it is a fact that grant of selection grade to an employee or grant of next scale to a driver in mere transfer from lower scale to higher scale and does not involve any change in duties and responsibilities;

(b) whether it is also a fact that the Private Secretaries (B-17) are being allowed premature increment on the grant of B-18 vide letter dated 5-4-1993, although no change in the duties and responsibilities is involved;

(c) whether it is further a fact that the Establishment Division vide their O. M., dated 6th March, 1993, has clarified that upgradation of a post implies the abolition of existing post and creation of a new post in the higher grade; and

(d) if so, why the benefit of premature increment is being denied in case of appointment of an official to upgradation post in a manner prescribed for appointment to the post?

Makhdoom Shahabuddin: (a) Yes.

(b) Yes.

(c) Yes.

(d) Selection grade is a substitute of promotion granted on the consideration

of lack or absence of prospects of promotion in the relevant cadre. In case of upgradation the person is appointed against the post in accordance with the prescribed procedure and in consideration of his past service he is only allowed protection of pay (without premature increment).

27. * Qazi Hussain Ahmad: Will the Minister for Commerce be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the Regulatory Department of Imports & Exports has been disbanded, if so, when and its reasons;

(b) whether it is also a fact that some 70 officers working in the Department have been become surplus; and

(c) whether it is further a fact that the buildings used by CCI & E have remained vacant, while other Government offices like Cotton Board, Department of Insurance and Trade Marks Registry are housed in hired premises?

Ch. Ahmad Mukhtar: (a) Yes. The Department of Chief Controller of Imports and Exports was disbanded w.e.f. 15-07-1993, in pursuance of former Prime Minister's decision. The decision was based on Govt. policy of liberalization and deregulation of the country's economy.

(b) Yes, 57 officers of BPS 17 and above were declared surplus. All surplus officers except 15 officers have been accommodated in various Govt. departments in their relevant pay scales. Govt. is making efforts for remaining officers, and hopefully they would also be absorbed in Government departments.

(c) The hired office buildings of the defunct Department of CCI & E were vacated and handed-over to the respective owners. However, the buildings owned by the said office occupied are by Export Promotion Bureau, Trade Marks

Registry and Textile Quota Management Directorate, which are attached departments of Ministry of Commerce.

28. * Prof. Khurshid Ahmad: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state whether it is a fact that Pakistan Ordinance Factories, Wah Cantt have not been making payment of Excise duty and Sales Tax worth over Rs.1,000 Million per annum since August 1991, if so, the steps taken by the government to recover these duties from POFs?

Makhdoom Shahabuddin: No. The issue of taxability or otherwise of the production and sales made by POF Wah is under consideration of the Government. Final decision has not been taken as yet.

29. * Mr. Abdur Rahim Khan: Will the Minister Incharge of the Prime Minister's Secretariat be pleased to state the number of officers and other employees working in the Prime Minister's Secretariat, Islamabad, with gradewise and province wise break up?

Syed Iqbal Haider: Prime Minister's Sectt. (Public) (a) Grade-wise position of the Officers and the other employees at Flag-A.

(b) Province-wise Break-up of the Officers and other employees at Flag-B.

Prime Minister's Sectt. (Internal) ---Province-wise Break-up and grade-wise position of officers and employees at Flag-C.

PRIME MINISTER'S SECRETARIAT

ISLAMABAD

Grade-wise position of the officers in P.M's Sectt. (public)

"A"

Grade

No of officers

22

01

21	03
20	12
19	19
18	15
17	21
Total	71

Grade-wise position of other employees in P.M's Sectt. (public)

16	21
15	49
14	04
13	00
12	18
11	29
10	02
09	04
08	01
07	41
06	04
05	38
04	20
03	03
02	45
01	59
Total	338

PRIME MINISTER'S SECRETARIAT

ISLAMABAD

Province-wise break-up of officers of P.M's Sectt. (Public)

Federal Area	02
Punjab	47
N.W.F.P.	08
FATA/NA	01
Sindh	11

(Note) In case of DMO's, Quasids, Daftaries and Naib Quasids domicile is not required.

"C"

Annex

PM's Secretariat (Internal)

U.O. No. 21(44) Adm.

Dated

May

S.No.	Name of Post	No of employees	D o m i c i l e						
			Punjab	NWFP	Sindh	Baluchistan	A&JK	FATA	Federal Area
<u>OFFICERS</u>									
1.	Mily Secy to (PM)	1	Tenable on secondment by Brig/Maj Genl.						
2.	Personal Physician to (PM)	1	Tenable on secondment by Lt Col/Col.						
3.	Dy Mily Secy to (PM)	1	Tenable on secondment by Lt Col/Col.						
4.	OSD(Adm)	1	Tenable on secondment by Maj/Lt Col.						
5.	OSD(Security)	1	Tenable on secondment by SP/Maj.						
6.	AsDC	3	Tenable on secondment by Capt/Major or equivalent in Armed Forces						
7.	Assistant Secretary(B-18)	3	3	-	-	-	-	-	-
8.	Medical Officer(B-18)	1	1	-	-	-	-	-	-
9.	Comptroller Household(B-18)	1	-	1	-	-	-	-	-
10.	Horticulturist(B-17)	1	1	-	-	-	-	-	-
11.	Superintendent	6	6	-	-	-	-	-	-
12.	PS to MS(PM) - (B-17)	1	1	-	-	-	-	-	-
13.	AE(Traffic) - (B-16)	1	1	-	-	-	-	-	-
<u>MINISTERIAL STAFF</u>									
14.	Stenographer (B-15/16)	5	3	1	-	-	-	-	-
15.	Stenotypist (B-12/14)	4	3	1	-	-	-	-	-
16.	Assistant (B-11/15)	22	22	-	-	-	-	-	-
17.	UDC (B-7/9)	14	12	-	-	-	-	-	-

S.No.	Name of Post	No of employees	D o m i c i l e						
			Punjab	NWFP	Sindh	Baluchistan	A&JK	FATA	Federal Area
18.	LDC (B-5/7)	20	14	2	1	-	2	-	1
19.	Cameraman (B-13)	1	-	-	1	-	-	-	-
20.	Mouzin (B-7)	1	1	-	-	-	-	-	-
21.	Mosque Attendant (B-6)	1	1	-	-	-	-	-	-
22.	Record Keeper (B-4)	1	1	-	-	-	-	-	-
23.	Packers (B-4)	2	2	-	-	-	-	-	-
24.	Duplicating Machine Operator (B-4/5)	2	2	-	-	-	-	-	-
25.	Daftry (B-3)	3	3	-	-	-	-	-	-
26.	Quasids (B-3)	5	2	-	-	-	1	-	2
27.	Naib Quasids (B-1/3)	34	25	4	-	-	-	-	1

MINISTERIAL STAFFTELEPHONE EXCHANGE

28.	TS(Traffic) - (B-11)	3	2	-	-	-	-	-	1
29.	Senlor Telephone Operator (B-9)	2	1	-	-	-	-	-	1
30.	Telephone Operator (B-7)	8	8	-	-	-	-	-	-

DISPENSARY ESTABLISHMENT

31.	Medical Assistant (B-11)	1	-	1	-	-	-	-	-
32.	Dispensar (B-6/8)	3	3	-	-	-	-	-	-
33.	Dresser (B-6/8)	1	-	1	-	-	-	-	-

DISPENSARY ESTABLISHMENT

34.	Anti Malaria Orderly (B-2)	2	2	-	-	-	-	-	-
35.	Uai (B-2)	1	1	-	-	-	-	-	-

<u>HOUSEHOLD ESTABLISHMENT</u>									
36.	Catering Supervisor (B-15)	1	1	-	-	-	-	-	-
37.	Baker (B-9)	2	2	-	-	-	-	-	-
38.	House Supervisor (B-9)	3	3	-	-	-	-	-	-
39.	Head Waiter (B-9)	2	1	-	1	-	-	-	-
40.	Cook (B-9)	8	7	-	1	-	-	-	-
41.	Valet (B-8)	1	-	-	1	-	-	-	-
42.	Assistant Cook (B-7)	4	3	1	-	-	-	-	-
43.	Steward (B-10)	1	-	-	-	-	1	-	-
44.	Barber (B-8 by move-over)	1	1	-	-	-	-	-	-
45.	Head Khidmatgar (B-7)	1	-	-	-	-	1	-	-
46.	Khidmatgar (B-5/6)	27	17	-	1	-	4	-	-
47.	Bearer (B-5/6)	15	9	2	2	-	2	-	-
48.	Storekeeper (B-5)	11	6	3	1	-	1	-	-
49.	House Attendant (B-10)	3	2	1	-	-	-	-	-
50.	Tailor (B-6 by move-over)	1	-	1	-	-	-	-	-
51.	Head Khalasi (B-3)	1	1	-	-	-	-	-	-
52.	Khalasi (B-1/3)	24	16	1	3	-	1	-	3

<u>HOUSEHOLD ESTABLISHMENT</u>									
53.	Masalchi (B-1/3)	12	5	3	3	-	-	1	-
54.	Tandorchhi (B-2)	2	2	-	-	-	-	-	-
55.	Bhishti (B-2)	1	-	-	-	-	-	-	-
56.	Khakrob Jemadar (B-4)	5	3	-	-	-	2	-	-
57.	Khakrobs (B-1/3)	50	35	-	-	-	14	-	1

S.No.	Name of Post	No of employees	Domicile						
			Punjab	NWFP	Sindh	Baluchistan	A&JK	FATA	Federal Area
58.	Doorman (B-1)	5	5	-	-	-	-	-	-
59.	Nanny (Rs.4500/- fixed)	3	Quota not applicable						
<u>GARDEN ESTABLISHMENT</u>									
60.	Garden Supervisor (B-8)	2	1	-	-	-	-	-	1
61.	Garden Mechanic (B-6)	1	1	-	-	-	-	-	-
62.	Garden Sub-Overseer (B-5)	3	1	2	-	-	-	-	-
63.	Garden Store Munshi (B-5)	1	1	-	-	-	-	-	-
64.	Lawn Mower Driver (B-3)	2	-	1	-	-	-	-	-
65.	Malies (B-1/3)	74	33	19	3	-	7	-	12
<u>GARAGE ESTABLISHMENT</u>									
66.	Garage Superintendent (B-12)	1	-	-	-	-	1	-	-
67.	Drivers (B-4/5/6/7)	37	12	8	1	-	4	-	2
68.	DRs (B-4/5/6/7)	5	3	-	-	-	1	-	1
<u>GARAGE ESTABLISHMENT</u>									
69.	Motor Mechanic (B-7)	1	1	-	-	-	-	-	-
70.	Others (B-1/3)	6	3	2	1	-	-	-	-
71.	JCO(EME)	1	Tenable on secondment by Sub from Armed Forces.						
72.	Vehicle Mechanic	1	Tenable on secondment by Hav. from Armed Forces.						
73.	Electrician	1	Tenable on secondment by Hav. from Armed Forces.						

30. Mr. M. Zafar: Will the Minister for Commerce be pleased to state:

- (a) the number of State Life Insurance Zones in country; and
- (b) the name, place of domicile, length of service and educational qualification of each Zonal Head?

Ch. Ahmad Mukhtar: (a) 10 (Ten).

- (b) The requisite information is Annexed.

Annex

STATE LIFE INSURANCE CORPORATION OF PAKISTAN
PRINCIPAL OFFICE, P&GS DIVISION
KARACHI

LIST OF ZONAL HEAD

S.No.	Name	Designation	Place of Posting	Domicile	Length of Service	Qualification
1.	Mr. S. U. Khan	G.M.	Lahore Zone	PUB	28	Intermediate
2.	Mr. Shah Nawaz Khan	G.M.	Karachi Zone	S(U)	40	Matric, Associate of Chartered Insurance Institute (London)
3.	Mr. S. R. Khan	A.G.M.	Peshawar Zone	NWFP	24	Intermediate, SCAM
4.	Mr. Taseer Yousuf Makhdoom	A.G.M.	Quetta Zone	PUB	12	F.A., MOP, MMS
5.	Mr. Kh. M. Alzal Shawal	A.G.M.	Rawalpindi Zone	PUB	24	B.A., SCAM
6.	Mr. Tahswar Ali Khan	G.M.	Faisalabad Zone	BAI	20	Intermediate
7.	Mr. S. L. A. Rizvi	A.G.M.	Sukkur Zone	S(R)	12	M.A., ASS CHEM. ENG., MOP, SCAM, MMS, ADP
8.	Mr. M. Akram Hussain	D.G.M.	Gujranwala Zone	PUB	26	B.A., LL.B., MAP
9.	Syed Zafar Abbas Shah	D.G.M.	Multan Zone	PUB	4	B.A.
10.	Mr. A. J. Akhund	D.G.M.	Hyderabad Zone	S(U)	29	B.A.

30-B. Mr. Sartaj Aziz: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state:

- (a) whether it is a fact that WAPDA had opened a special account in 1991-92 in the National Bank of Pakistan to which proceed of the surcharges imposed on electricity tariffs in that and subsequent financial year were to be credited for

payments on account of electricity profits to Government of N.W.F.P., if so, the total amount collected and credited to this account in the year 1991-92, 1992-93, and 1993-94;

(b) the payments made to government of NWFP on account of electricity profits for these three years; and

(c) the reasons for any shortfall in payments due to the Government of NWFP in each of these three years?

Makhdoom Shahabuddin: (a) Yes. The year-wise collection by WAPDA against the surcharge meant for Hydro Profit is as under:-

	Rs. million
1991-92	849
1992-92	2985
1993-94	<u>3461(*)</u>
Total:	<u>7261</u>

(*) Actual upto 3/94 (Rs. 2791 million)

Estimates from 4---6/94(Rs. 670 million)

(b) Payments so far made to NWFP on account of hydel profits during the year 1991-92, 1992-93 and 1993-94 are as under:-

	(Rs. million)
(A) 1991-92	
(i) By WAPDA	1999.866
(ii) By Federal Govt.	<u>4000.000</u>
Total:	<u>5999.866</u>
(B) 1992-93	
(i) By WAPDA	3680.000

(ii)	By Federal Govt.	<u>2000.000</u>
	Total:	<u>5680.000</u>
(iii)	Balance to be paid by WAPDA	
(C)	1993-94	<u>2370.00</u>
	By WAPDA (to date)	

(c) For 1991-92, Rs. 6000 million was tentatively adopted for making payment of net hydel profit to NWFP and the entire amount has been paid to NWFP. For 1992-93, against the adopted figure of Rs. 6000 million, Rs 5680 million have been paid to NWFP and Rs. 320 million are yet to be paid to NWFP by WAPDA. WAPDA has been requested to arrange the payment of balance amount of Rs. 320 million. For 1993-94, a figure of Rs. 6000 million has been adopted for making payment of net hydel profit to NWFP. Against this WAPDA have so far paid Rs. 2370 million, thus leaving a balance amount of Rs. 3630 million, which they have to pay to NWFP by the end of June, 1994.

@120. *Chaudhry Shujat Hussain: Will the Minister Incharge of the Prime Minister's Secretariat be pleased to state the names of investors who met the Prime Minister during the her visit to Davos and the names of those investors who agreed to invest in Pakistan?

Syed Iqbal Haider: Since World Economic Forum is not the occasion for investment seeking activities, no formal meeting of businessmen with the Prime Minister was arranged.

\$134. Mr. Saifullah Khan Paracha: Will the Minister for Commerce be pleased to state:

(a) whether it is a fact that industrialists have demanded separate Chambers

@ Transferred from the Ministry of Industries and Production.

\$ Transferred from the Ministry of Industries and Production.

of Industries;

- (b) whether it is also a fact that SITE ASSOCIATION of Karachi has been making similar demand since many years; and
- (c) the steps taken by the government to ensure proper representation of industrialists in Chambers of Commerce and Industry of Karachi, Hyderabad, Lahore, Faisalabad and Quetta?

Chuahdhy Ahmed Mukhtar: (a) Yes.

- (c) Trade bodies being representative institutions of Commerce and Industry work independently and the Government ordinarily does not interfere in their internal affairs. Representation in the Chambers is decided by consensus amongst the various representative groups. However, reviews carried out by this Ministry so far do not support the idea of separate Chambers of Industry.

137 * Chuadhry Muhammad Anwar Bhinder: Will the Minister for Commerce be pleased to state:

- (a) the quantity of Basmati and Irri rice exported during the last five years with year wise and variety wise breakup;
- (b) the foreign exchange earned by the export of Basmati and Irri during the last five years, variety wise and year-wise breakup; and
- (c) the profit earned or losses sustained in the export of Basmati and Irri during the said period?

Chaudhry Ahmed Mukhtar:

(Quantity in '000' M. Tonnes)

(a)	Year	Basmati	Irri-6
	188-89	228	626
	1989-90	208	536
	1990-91	466	738
	1991-92	558	954
	1992-93	462	570

(Value in Million \$)

(b)	Foreign exchange earned		
	Year	Basmati	Irri-6
	188-89	155.6	148.0
	1989-90	142.5	96.7
	1990-91	218.5	127.8
	1991-92	230.4	158.3
	1992-93	199.3	117.8

(c) In Public Sector, RECP is exporting rice. It earned profit (Losses) as under:-

(Rs. in Million)

Year	Basmati	Irri-6
1988-89	1,312.33	127.81
1989-90	461.24	(378.54)
1990-91	205.06	(1,246.84)
1991-92	(237.72)	(877.98)
1992-93	(887.93)	(535.35)

The profit/loss sustained by private sector is not ascertainable.

138. Transferred to the Ministry of Food, Agriculture and Livestock.

139. * Chaudhry Muhammad Anwar Bhinder: Will the Minister for Commerce be pleased to state:

- (a) the price per tonne at which Pakistan exported Basmati rice during 1991-92 to Saudi Arabia, U.A.E, Kuwait, U.K. and U.S.A; and
- (b) whether it is a fact that these prices were less than the price given to India if so, the reasons thereof?

Ch. Ahmad Muhkhtar: (a)

Country	Average price US \$ per tone
Saudi Arabia	477.60
Abu Dhabi	492.85
Ajman	490.55
Sharjah	448.60
Dubai	447.66
Kuwait	508.60
U.K.	489.23
USA.	512.03

(b) Our Basmati rice secured lower prices because of the following reasons:-

- (i) Increased production resulting in excessive supply.
- (ii) Non-application of latest technology for harvesting, processing and packing.
- (iii) Sales in bulk.
- (iv) Conservative marketing techniques.

140. * Syed Muhamamd Fazal Agha: Will the Minister for Finance,

Revenue and Economic Affairs be pleased to state the total amount incurred on TA/ DA of the officers in B-17 and above, transferred to various places, during the regime of last Caretaker Government?

Makhdoom Shahabuddin: A sum of Rs. 1,874,609.98 has been incurred on TA/DA of officers transferred by the Caretaker Government.

141. * **Sye.' Muhammad Fazal Agha:** Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state the province-wise breakup of the agricultural loans extended by the Agricultural Development Bank during the last three years?

Makhdoom Shahabuddin: During the years 1990-91, 1991-92 and 1992-93 ADBP disbursed loans amounting to Rs. 8323.947, Rs. 6996.426, and Rs. 8643.408 millions respectively. The province-wise details are at Annex-A.

(ANNEXURE - A)

PROVINCE-WISE AGRICULTURAL LOAN DISBURSEMENTS BY ADEP DURING LAST 3 YEARS.

(Rupees-Million)									
		1992-93		1991-92		1990-91			
: PROVINCE/AREA :		: AGRICULTURAL : PROJECT :		: AGRICULTURAL : PROJECT :		: AGRICULTURAL : PROJECT :			
: LOANS :		: LOANS :		: LOANS :		: LOANS :			
		: T O T A L :		: T O T A L :		: T O T A L :		: T O T A L :	
FEDERAL AREA	6.919	123.465	130.384	8.868	38.285	47.153	10.093	56.071	66.164
PUNJAB	5880.948	366.635	6247.583	4536.249	398.247	4934.496	5175.422	382.903	5558.325
SINIH	1470.942	158.889	1629.831	1397.558	46.428	1443.986	1581.407	97.605	1679.012
N.W.F.P.	289.668	9.165	298.833	268.614	23.472	292.086	372.779	51.318	424.097
BALUCHISTAN	226.890		226.890	199.564		199.564	490.796		490.796
FANA	61.595		61.595	37.309		37.309	48.045		48.045
AZAD KASHMIR	48.292		48.292	41.832		41.832	57.508		57.508
T O T A L :	7985.254	658.154	8643.408	6489.994	506.432	6996.426	7736.050	587.897	8323.947

142. * Syed Muhammad Fazal Agha: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state the date on which last census was carried out in the country indicating also the breakup of the population province-wise?

Makhdoom Shahabuddin: The last Population Census was carried out in the country from 15th March, 1981. The breakup of the population province area-wise at that time was as under:-

S. No.	Province/Area	Population	percentage
1.	Pakistan	84253644	100
2.	Punjab	47292441	56.1
3.	Sindh	19028666	22.6
4.	NWFP	11061328	13.1
5.	Balochistan	4332376	5.1
6.	FATA	2198547	2.6
7.	Islamabad	340286	0.4

143. Mr. Manzoor Ahmed Gichki: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state:

- (a) the details of vehicles under use of Labour Union, Karachi and UBL Employees Federation and the expenditure on account of fuel and maintenance incurred on them during the last five years; and
- (b) whether there is any proposal under consideration of the Government to withdraw transport from them?

Makhdoom Shabuddin: The detailed information in respect of

requisite items is being collected by the Bank. It shall be submitted as soon as compiled.

144. * Mr. Manzoor Ahmed Gichki: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state:

- (a) whether it is a fact that the staff and the officers of UBL can be posted any where in Pakistan during their service; and
- (b) whether it is also a fact that a seniority list of the UBL staff and officers has not been prepared on all Pakistan basis, if so, its reasons and the time by which it will be prepared?

Makhdoom Shahabuddin: (a) Yes.

- (b) No, it is not a fact. Seniority lists of staff and officers on all Pakistan basis is available with the bank.

145. *Chaudhry Shujat Hussain: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state whether it is a fact that promotion of clerical staff to officer cadre in the United Bank Limited has been pending since 1988, if so, will the government decide these cases before the privatisation of the Bank?

Makhdoom Shahabuddin: Yes, the promotion of UBL staff has remained pending since 1988. However, preparation for the promotion of the staff is under process and is likely to be completed by end of June, 1994.

146. Chaudhry Shujat Hussain: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state:

- (a) whether it is a fact that huge quantity of imported edible oil is smuggled to India every year; and

(b) the quantity of smuggled edible oil seized by the authorities during the year 1992-93, and the measures taken by the government to stop its smuggling?

Makhdoom Shahabuddin: (a) There is some general talk about it but there is no evidence available.

(b) Nil.

The duty on edible oil was increased by Rs. 3 per kg. in 1993.

147. * Chaudhry Shujat Hussain: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state whether it is a fact that the government has raised to minimum capital base of Rs. 300 million to Rs. 500 million for new commercial banks, is so, whether this decision will also apply to eleven new private sector banks to which the Government has already issues licences?

Makhdoom Shahabuddin: Yes. Government has raised the minimum capital base from Rs. 300 million to Rs. 500 million for new commercial banks from December, 1993. However, this decision will not apply to the banks which were permitted before December, 1993.

148. Transferred to the Interior Division.

149. *Prof. Khurshid Ahmad: Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state:

(a) the details of damages occurred due to fire in the Paliament House on 9th November, 1993; and

(b) the steps taken by the Government to restore the building and ensure protection from fire in the future?

Syed Iqbal Haider:-(a) The fire incident which took place on 9-11-1993 damaged the Parliament House as per details below:-

- (1) Senate Hall.-Senate Hall was badly effected by the fire, which erupted from the National Assembly Hall. All the furniture, carpets, Member's Chairs were covered with smoke and soot because of the heavy fire.
 - (2) National Assembly Hall - The National Assembly Hall located in the Parliament Building was completely gutted and all the furnitures, carpets, wooden floor, ceiling and the adjoining areas burnt to ashes.
 - (3) President's Chamber.- The President's Chamber, which was located on the eastern side of the National Assembly Hall was also completely burnt.
 - (4) Signage work.- All the signs, name plates and directional boards within the National Assembly Hall and the adjoining areas were completely burnt to ashes.
 - (5) Electrification work.- All the electrification fittings along with the light fixtures were completely burnt. SIS/AVC system of National Assembly Hall and Air- Conditioning units installed in the effected areas were also completely damaged. There was partial damage to the lifts.
- (b) After assessing the damages, cost estimates were prepared for repair and restoration of the Senate Hall/National Assembly Hall. The repair/Renovation work for the Senate Hall was immediately taken up by the CDA and all the furniture and decorative articles along with the wooden panelling were repaired, cleaned, washed and replaced with new ones, wherever required, thus bringing back the Senate Hall into its original condition. It was handed over to the Parliament House

authorities on 15-1-1994.

Renovation work in National Assembly Hall is in progress on emergent basis. The Government has also set up a Committee consisting of members from the Senate and National Assembly to monitor progress on the repair/renovation work.

The work is likely to be completed in about four months time.

Steps are being taken in consultation with American Experts to install an effective system for protection against fire incidents in future.

150. * Prof. Khurshid Ahmad: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state whether it is a fact that huge duties have been evaded (Rs. 10 to 15 million) on the import of timber (Burma teak wood squares) by two leading importers through mutual collaboration during the 3rd quarter of 1993, if so, the steps taken by the Government to punish the tax evaders and recover the duties?

Makhdoom Shahabuddin: The staff of Karachi Customs detected cases of tax evasion against three importers of teak wood squares by way of disdeclaration and recovered the evaded amount of Rs. 50, 50, 723 whereas a sum of Rs. one million penalty was also recovered. Action against the Clearing Agent and customs staff responsible for wrong assessment has also been initiated.

151. * Mr. Abdur Rahim Khan: Will the Minister Incharge of the Management Services Division be pleased to state the details of staff working in the division with their grade-wise and province-wise breakup?

Syed Iqbal Haider: The details of staff working in the Management Services division including Pakistan Public Administration Research Centre

Islamabad (PPARC) alongwith their grade-wise and province-wise breakup is as under:-

BPS	Punjab	NWFP	Sindh	Balochistan	A.K.	NA FATA	Ment	Total
			R U					
22	1							1
20	7	1	1				1	10
19	8	2	3					13
18	9	2	1 1	2	1	2	3	21
17	8	4	3				1	16
16	3		1 2					6
Total	36	9	6 6	2	1	2	5	67

u
te

BPS	Punjab	NWFP	Sindh	Balochistan	A.K.	NA FATA	Ment	Total
			R U					
Non-gazetted								
15	18	4	— 2	1	2		1	28
12	15	4	2 6	1	2	1	4	35
11	31	6	2 2	1	1	8	3	51
07	9	1	1 1		1		1	14
05	7	2	— 2	1	1	1	3	17
04	11	2	— 3		3	1	3	23
Total	91	19	5 16	4	10	8	15	168
Grand Total:	127	28	11 12	6	11	10	20	335

02 EE8 locally recruited.

01 E89

Total:

9
89

332

152. * Mr. Abdur Rahim Khan: Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state the names, designation, grade and place of domicile of the staff in B-17 and above working in the President's Secretariat?

Syed Iqbal Haider: The requisite information in respect of the President's Secretariat (Public & Personal) is at Annexure---A and B.

PRESIDENT'S SECRETARIAT (PUBLIC)

LIST OF OFFICERS IN B/S-17 AND ABOVE IN THE
PRESIDENT'S SECRETARIAT (PUBLIC), ISLAMABAD

S. No.	Name and Designation	Grade BPS	Domicile
1.	Mr. Shamsher Ali Khan, Secretary	21	N.W.F.P.
2.	Mr. Muhammad Aziz Khan, Additional Secretary	21	N.W.F.P.
3.	Mr. Abdul Qayyum, PSO Consultant	21	Punjab
4.	Mr. Shaukat Hussain, Director General	20	N.W.F.P.
5.	Mr. Zaheer-ud-Din Babar, Director General	20	N.W.F.P.
6.	Sheikh Ghazanfar Hussain, Director General	20	Balochistan
7.	Brig. Ahmad Jehanzeb, Director General	20	Punjab
8.	Mirza Muhammad Qaswar Saeed Bang, Director General	20	Punjab
9.	Mr. Muzaffar Abbas, Information Adviser	20	Punjab
10.	Mr. Firdaus Alam, Director	19	Sind (U)
11.	Mr. Pervez Rehman, Director	19	Punjab
12.	Syed Aqeel Zafar-ul-Hassan, Director	19	Punjab
13.	Mr. Shahbaz Akhtar Joseph, Director	19	Punjab
14.	Lt. Col. Abdul Mateen Usmani, Director	19	N.W.F.P.
15.	Cdr. Abbas Akhtar, Director	19	Punjab
16.	Lt. Col (R) H. U. K. Niazi, Camp Commandant	19	Punjab
17.	Major Anjum Raza Ahmad, Deputy Director (Security)	18	Punjab
18.	Mr. Qamar-ud-Din, Chemical Examiner	17	Sind (U)
19.	Mr. M. A. Butt, P.R.O.	18	Punjab
20.	Mr. Jamal A. Qidwai, Senior Librarian	18	Sind (U)
21.	Mr. Muhammad Saleem, Section Officer	18	Punjab
22.	Mr. Muhammad Khan-I, Section Officer	18	Punjab
23.	Mrs. Zaman Islam, Section Officer	18	Punjab
24.	Mr. Jamshaid Alam, Section Officer	18	Punjab
25.	Mr. Muhammad Aurangzeb, Section Officer	18	Punjab
26.	Mr. Javed Iqbal Butt, Section Officer	18	Punjab
27.	Mr. Muhammad Khan-II, Section Officer	17	Punjab
28.	Mr. Muhammad Nasrullah, Section Officer	17	Punjab
29.	Mr. Bashir Ahmad, Section Officer	17	N.W.F.P.
30.	Mr. Rahim Dad Shah, Section Officer P.S.	18	N.W.F.P.
31.	Mr. Muhammad Younus, Section Officer	17	Punjab
32.	Mr. Muhammad Rafique, Private Secretary	17	Punjab
33.	Hon. Capt. (R) Muhammad Nazir, Private Secretary	17	Punjab
34.	Syed Mushir Ali Shahid, Information Officer	17	Punjab
35.	Mr. Akhlaq Ahmad Tawakkly, O.S.D.	17	Punjab

PRESIDENT'S SECRETARIAT (PERSONAL)

ANNEXURE-B

LIST OF OFFICER IN BPS-17 AND ABOVE WORKING
IN PRESIDENT'S SECRETARIAT (PERSONAL), ISLAMABAD.

S. No.	Name and Designation	Grade/BPS	Domicile
1)	Brig. Ghazanfar Ali Khan, Military Secretary to the President.	20	Punjab
2)	Brig. Arshad Hussain, Personal Physician to the President.	20	Punjab
3)	Brig. Imtiaz Shaukat, Officer on Special Duty(Admn).	20	Punjab
4)	Lt Col Iftikhar Ahmed Chaudhry, Dy. Military Secretary to the President.	19	Punjab
5)	Mr. Raza Ahmad Khan, Officer on Special Duty(Security).	19	Punjab
6)	Mr. Khurshid Ahmad Khan, Comptroller Household.	18	Sind(U)
7)	Dr. Phawar Phatti, Medical Officer.	18	Punjab
8)	Lt Cdr Etmad Ahmad, ADC(Navy) to the President.	18	Sind(R)
9)	Sqn Ldr Tariq Mahmood Chaudhry, ADC(Air) to the President.	18	Punjab
10)	Mr. Ahmed Ali Dard, Private Secretary to the President.	18	Punjab

No.	Name and Designation	Grade/BPS	Domicile
11)	Mr. Razaq Aslam Janjua, Assistant Secretary (Protocol).	18	Punjab
12)	Mr. Sarfaraz Ahmad Khan, Assistant Protocol Officer.	17	Punjab
13)	Mr. Abdul Hameed, Assistant Protocol Officer.	17	SWFP
14)	Mr. Qudratullah, Assistant Comptroller	17	SWFP
15)	Mr. Zia-ud-Din Khan Qamar, Horticulturist	17	Punjab
16)	Mr. Muhammad Din, Private Secretary to Minister, Secretary(P).	17	Punjab
17)	Mr. Ansar Hussain, Mechanical Transport Officer	17	SWFP

153. * Qazi Hussain Ahmad: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to inform the house:

- (a) whether it is correct that Mrs. Kausar Shah, wife of late Salim Malik, Director of Customs Intelligence and Investigations has filed an application before the High Court of Sindh, seeking a succession certificate which will entitle her and her two minor sons to claim an unspecified amount from Union Bank of Switzerland Geneva where the late Salim Malik had deposited his wealth; and
- (b) is the Government investigating how the said Director of Customs Intelligence amassed this wealth and how was it deposited in Swiss Bank?

Makhdoom Shahabuddin: (a) Yes.

- (b) Although it will be difficult to investigate the matter when he is dead, yet the Government will make an effort and investigation will be ordered.

154. * Mr. Sajid Mir: Will the Minister for commerce be pleased to state:

- (a) whether it is a fact that the Sialkot Sports Goods Association has been given representation in the August, ISPO Fair in Germany; and
- (b) whether it is also a fact that the Sialkot Chamber of Commerce and Industry has not been given representation in the said Fair, if so, its reasons?

Ch. Ahmad Mukhtar: (a) It is a fact that the ISPO Sports Goods Fair, Munich, Germany (September, 1994) stands allocated to the Pakistan Sports Goods Manufacturers & Exporters Association, Sialkot as this is a specialised fair

for sports goods.

(b) The Fair is allocated to the Pakistan Sports Goods Manufacturers and Exporters Association, Sialkot with the understanding that while selecting the firms for participation in ISPO Sports Goods Fair, Munich they will consider firms who are members of the Sialkot Chamber of Commerce & Industry.

155. * Mr. Sajid Mir: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state whether it is a fact that the Government has decided to establish a Customs Collectorate at Gujranwala instead of Sialkot, if so, its reasons?

Makhdoom Shahabuddin: Government has established a Customs Collectorate at Gujranwala.

156. * Syed Ehsan Shah: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state whether it is a fact that the Government has not paid an amount of Rs. 70 crore or so to the Balochistan Province as royalty/surcharge on Natural Gas during the regime of Mir Taj Muhammad Jamali, Chief Minister, if so, its reasons and the time by which it will be paid?

Makhdoom Shahabuddin: All the amounts due on account of royalty/surcharge on N/Gas were released to the Government of Balochistan and nothing is outstanding against the Federal Government.

157. * Mr. Manzoor Ahmed Gichki: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state the number of sets of Directories of tax payers published by C.B.R. and the expenditure incurred on these Directories?

Makhdoom Shahabuddin: Seventeen thousand Directories of tax

payers were published by Central Board of Revenue and total expenditure incurred thereon was Rs. 30.98,987 (Details at Annexure "A")

1. Station	Salary	Non-Salary	No. of Directories Printed
Lahore	1000	2000	3000
Rawalpindi	1000	2000	3000
Peshawar	1000	1000	2000
Karachi	1000	1500	2500
Quetta	1000	Combined	1000
Faisalabad	1000	—	1000
Multan	1000	Combined	1000
Hyderabad	1000	500	1500
Cujra: ala	1000	Combined	1000
Wealth Tax	1000	All Pakistan	1000
2.	Total:		17000
3. Total Expenditure			30,98,987
4. Total Sale proceeds of directories			2,69,300

158. * Mr. Khalil Ur Rehman: Will the Minister for Commerce be pleased to state:

- the steps the Government had taken to introduce Pakistani products on the occasion of the 8th International Autumn Trade Fair, 1993 at Dubai;
- the total exports to UAE during the last five years; and
- steps taken to promote export of Pakistani products?

Ch. Ahmad Mukhtar: (a) Government/Export Promotion Bureau did not participate in this Fair as it was not included in the schedule of participation of Fairs and Exhibitions during 1993-94.

- (b) The Pakistan's exports to UAE during last five years are given at Anex-I.
- (c) Steps taken to promote exports of Pakistani products to UAE are given at Annex-II.

Annexure-I

PAKISTAN'S EXPORTS TO UNITED ARAB EMIRATES (U.A.E.)

In Million US Dollar	
Year	Value of Exports
1988-89	190.2
1989-90	158.4
1990-91	188.1
1991-92	307.7
1992-93	407.6

Annexure-II

STEPS TAKEN TO PROMOTE EXPORT OF PAKISTANI PRODUCTS TO U.A.E.

1. During the last two to three years, Pakistan has participated in following fairs held at Dubai and Abu Dhabi:-

- (i) Motexa Textile Fair (Specialized Fair).
- (ii) International Spring Trade Fair (General Fair).
- (iii) Abu Dhabi International Fair (ADIF, 93).

Our participation in all these fairs remained very impressive and a large variety of products were displayed.

2. Export Promotion Bureau invited the President of the Federation of Chambers of Commerce, UAE and Director General of Sharjah Chamber of

Commerce to witness the Pakistan Textile and Clothing Fair held from January 30 to February 02, 1994 at Karachi. The visiting guests, besides going through the stalls met the officials of Ministry of Commerce, FPCC & I and Garment Manufacturers.

3. Joint Ministerial Commissions have met for three times during the last three years. Trade and Investment were attached highest priority in these meetings.

4. Pakistan is sending trade delegations regularly to UAE and amongst others most note worthy were:-

(i) A trade delegation led by Director General, Export Promotion Bureau visited UAE during October, 1992 to further expand bilateral trade. The delegation had an opportunity to study the UAE market trends.

(ii) A high powered delegation of Engineering Goods Industry visited UAE in 1992. Ministry of Production, State Engineering Corporation and Heavy Mechanical Complex were represented.

(iii) A Services (Contractors) Delegation visited UAE in 1992 to explore the possibilities of offering service from Pakistan in the fields of construction, electrification etc.

5. The EPB is offering 25% freight subsidy to exporters of Fruits and Vegetables to encourage exports. UAE is a big market of fruits and vegetable. This subsidy is bound to give impetus to Pakistan's export of fruit to Dubai.

159. * Mr. Khalil Ur Rehman: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state whether it is a fact that Governor of the State Bank of Pakistan in a statement made on 17th November, 1993 disclosed that

loans worth 30 billion rupees have been written off, if so, the steps taken by the Government to recover them?

Makhdoom Shahabuddin: No. The Governor, State Bank of Pakistan did not make any such statement on 17-11-1993. In fact he stated that cumulative provisioning of about Rs. 30 billion has been made for bad debts by the Banks.

In order to recover bad debts from defaulters, a number of legal and administrative measures have been taken. Moreover a vigorous campaign has been launched to accelerate the pace of recovery of stuck up loans. A list of such measures is at an Annex.

MEASURES TAKEN BY THE GOVERNMENT FOR RECOVERY OF BANKS/DFIs STUCK UP LOANS

1. Amendment made in the Banking Companies Ordinance, 1962, which provides the recovery of Banks/DFIs dues decreed by any Court of Law, as arrears of land revenue.
2. Amendment made in the Companies Ordinance, 1984, which empowers the Corporate Law Authority (CLA) to initiate action against the Companies with poor credit compliance.
3. Amendment made in the Companies Ordinance, which makes the defaulters of loans ineligible for appointment as directors of companies.
4. Banks/DFIs have been advised to invoke Section 305 of the Companies Ordinance, 1984, which provides for a company to be wound up if the company is unable to pay its debts.
5. Banks/DFIs were directed to enforce the legal provisions in a

systematic manner, and take disciplinary action against the officials responsible for sanctioning/processing of bad debts.

6. The State Bank of Pakistan (SBP) issued a package of instructions on 30-11-1993 to all Banks and DFIs in order to achieve the recovery targets, and prescribed the conditions (Prudential Regulations) for grant of financing facilities in future.

7. Banks/DFIs have been advised to pick up some major cases of defaults and to proceed against them through CLA, Revenue Authorities and for further litigation.

8. Banks/DFIs have been advised to set up special recovery teams to accelerate the recovery of dues, and to use the Banking Tribunals more extensively.

9. At present 10 Banking Tribunals to adjudicate cases of defaults are working in the country. It has been decided to establish 7 more Banking Tribunals.

10. The Banks (Nationalization) Act, 1974, has been further amended enabling the Government to direct the PBC to publish the list of Banks/DFIs defaulters as and when it may require.

160. Mr. Khalil Ur Rehman: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state whether it is a fact that the Government has recently made amendments in the Law of Investments in Associated Companies and Undertakings, if so, its details?

Makhdoom Shahabuddin: Section 208 of the Companies Ordinance, 1984 which relates to investment in associated companies and

undertakings was amended through Companies (Amendment) Ordinance, 1993 promulgated on 18th October, 1993. Aggregate investment in associated companies was restricted to thirty per cent of paid-up capital plus free reserves of the lending companies. Further, the level of investments in an individual associated company was restricted to five per cent of such investment. Earlier there were no such restrictions.

The amending ordinance, which expired on 17th February, 1994 was not repromulgated. The amendments are pending consideration by the National Assembly as a Bill.

161. * Prof. Khurshid Ahmad: Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state the arrangements made by the Capital Development Authority in connection with the independence day in August, 1993 and Silver Jubilee Celebrations in October, 1993 and the total expenditure incurred thereon, indicating also the location and date of display of fire-work, with the details of expenditure in each case and name of the firm which was given contract for fire-works?

Syed Iqbal Haider : (a) Independence Day-----August, 1993.

In order to celebrate Independence Day, 1993, illumination was arranged on the following Buildings on 14th August, 1993, through a Contractor. The expenditure incurred is given against each as under:-

Name of Building	Amount incurred
	Rs.
(i) Parliament House and National Library	19,290/00

- (ii) CDA Facade Block-II and Fire Hqrs. Bldgs. 9,475/00
- (iii) Aiwan-e-Sadr. 74,623/50
- (iv) Pak: Secretariat Buildings and Cabinet Block illumination was arranged through Department.

The Fire Work Display was arranged and sponsored by M/s Pak. Land and NTM at Capital Park, Sector F-9, on 14-8-1993 but due to wind-storm, the show was ultimately displayed on 15-8-1993. It is reported that the Fire Work Contract was awarded to Mr. Abdul Rashid Butt, Lahore. No expenditure was incurred by C.D.A. on fire works.

(b) Silver Jubilee Celebrations-----October, 1993 ----- To celebrate Silver Jubilee(Islamabad Day), various events (Annexure A) were arranged during the month of October, 1993. An amount of Rs. 1.651 million was incurred, which was raised from citizens/local organizations. Only Rs. 0.200 million were contributed by the CDA. A Fire work display at Capital Park (F-9 Sector) was also sponsored on 28-10-1993 by NTM/Pak Land. Mr. Abdul Rashid Butt of Butt Brothers, Lahore was engaged by NTM.

Annex-A

ISLAMABAD DAY CELEBRATIONS-EVENTS

S. No.	Events	Date	Location
1	City Olympics	23 Sep. to 21st Oct. 1993	Different Halls Grounds in the City
	Closing Ceremony	21 Oct. 1993 3 P.M.	Jinnah Stadium (Sports Complex)
2.	Essay Competition	05 to 20 Oct. 1993	OPEN
3.	Photographic Competition	05 to 20 Oct. 1993	OPEN
4.	Slogan Competition	05 to 20 Oct. 1993	OPEN
5.	Painting Competition	10 to 20 Oct. 1993	Pakistan National Council of Arts
6.	Quiz Competition	12 to 20 Oct. 1993	Schools NTM Studios
7.	Cleanliness Drive	14 to 21 Oct. 1993	Throughout the City

S. No.	Events	Date	Location
8.	Lok Mela	14 to 22 Oct. 1993	Lok Virsa, Shakarparian
9.	Nature Walk	15 Oct. 1993 8 A.M.	E-7 Fountain
10.	Seminar School Children	20 Oct. 1993 4 P.M.	Holiday Inn Islamabad
11.	Seminar Senior Citizens	23 Oct. 1993 4 P.M.	Holiday Inn Islamabad
12.	Electronic Supplement	27 Oct. 1993 6:30 P.M.	NTM
13.	Decoration of Avenue Roads	20 to 28 Oct. 1993	Main Avenue Roads
14.	Mushaira (Evening)	26 Oct. 1993 8 P.M.	Marriott Hotel
15.	Drama	21 & 22 Oct. 1993	NAFDEC
16.	Islamabad Day Walk	22 Oct. 1993 8 A.M.	In front of P.I.M.S.
17.	Documentary on Islamabad	22 & 23 Oct. 1993	NAFDEC
18.	Inauguration of Monument at Shakarparian	23 Oct. 1993 11 A.M.	Shakarparian
19.	Musical Evening	23 Oct. 1993 6 P.M.	Liaqat Gymnasium Islamabad
20.	Newspaper Supplement	28 Oct. 1993	Local Newspapers
21.	Youth Rally	28 Oct. 1993 Start 8 A.M. Arrival 9:45 A.M.	Opposite OPF College F-8 2 Capital Park F-9
22.	Inaugural Ceremony followed by Capital Mela	28 Oct. 1993 10 A.M. 11 A.M.	Capital Park F-9
23.	Flower Show/Flower Arrangements Competition	28 Oct. 1993 11 A.M.	Capital Park F-9
24.	Paintings Exhibition	28 Oct. 1993 11 A.M.	Capital Park F-9
25.	Children Paintings Exhibition	28 Oct. 1993 11 A.M.	Capital Park F-9
26.	Display of Projects on Environment by Schools	28 Oct. 1993 11 A.M.	Capital Park F-9
27.	Model Display on Islamabad	28 Oct. 1993 11 A.M.	Capital Park F-9
28.	Photographic Exhibition	28 Oct. 1993 11 A.M.	Capital Park F-9
29.	Aero Modelling Display	22 Oct. 1993 3 P.M.	Capital Park F-9
30.	Hot Air Ballooning	28 Oct. 1993 6 A.M. 9 A.M. 3:30 P.M. 5 P.M.	Capital Park F-9
31.	Bullock Cavalcade/Floats Parade	28 Oct. 1993 Start 11 A.M. Arrival 01 P.M.	Aabpara Capital Park F-9
32.	Food Festival/Meena Bazar	28 Oct. 1993 (throughout the day)	Capital Park F-9
33.	Stalls by Major Organizations	28 Oct. 1993 (throughout the day)	Capital Park F-9
34.	Caricature Exhibition	28 Oct. 1993 (throughout the day)	Capital Park F-9
35.	Folk Dances by Lok Virsa	28 Oct. 1993 (throughout the day)	Capital Park F-9
36.	Band Display by Navy Police	28 Oct. 1993 (throughout the day)	Capital Park F-9
37.	Weekly Bazars	28 Oct. 1993 (throughout the day)	At the present locations
38.	Puppet Show	28 Oct. 1993 12:30 P.M.	Capital Park F-9
39.	Magic Show	28 Oct. 1993 3 P.M.	Capital Park F-9
40.	Prize Distribution Ceremony	28 Oct. 1993 4 P.M.	O.P.F. College
41.	Fire Works Display	28 Oct. 1993 9 P.M.	Capital Park F-9
42.	Closing	28 Oct. 1993 9:30 P.M.	Capital Park F-9

162. * Qazi Hussain Ahmad: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state:

- (a) whether it is a fact that the basket of goods as well as different weights assigned to each item in respect of the preparation of price indices, sensitive price index, consumer price index and wholesale price index have not been reviewed for the last 13 years, if so, its reasons and the time by which it will be revised;
- (b) whether it is also a fact that in accordance with the UN statistical standards and methodologies every five year the commodity weights should be reviewed and every 10 years price index-base should be revised; and
- (c) the steps taken by the Government to make the price indices reflect the real purchasing power?

Makhdoom Shahabuddin: (a) It is true that all Price Indices i.e. Consumer Price Index, Sensitive Price Indicator and Wholesale Price Index are presently prepared and issued with base year 1990-91. But weights and basket of goods and services have remained under constant review.

Revision of the base of Price Indices to 1990-91, required the following comprehensive and time consuming exercise.

- Selection of Urban Centres
- Collection & compilation of data collected through Family Budget Survey in selected Urban Centres.

- Selection of Basket of goods and services and determination of weights at commodity level derived through the survey.
- Collection of prices for the base year and for subsequent period from selected cities/markets.

The exercise in respect of Consumer Price Index (CPI) has been completed, reviewed by a group of experts. The new CPI will be issued shortly after clearance by ECC.

Work regarding revision of base of Sensitive Price Indicator (SPI) and Wholesale Price Index (WPI), is in hand and will be completed in next few months.

(b) The factual position is that UN's statistical standards and methodologies call for updating of weights at reasonable intervals aiming at five to ten years frequency.

(c) For revision of CPI base to 1990-91, two surveys were conducted, one for wages/salary earners of three categories viz. Government Employees, Commercial Employees and Industrial Workers and the other " Urban Consumers " covering all categories viz employees, employers and self employed for the first time in 25 selected urban centres for different income groups.

The new price indices with base 1990-91 are therefore, designed to reflect real purchasing power of the consumers for the latest period.

163. **Qazi Hussain Ahmad:** Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to inform the House the steps taken by the Government to protect people residing in Sectors I-9 and I-10 of Islamabad from toxic releases from industrial units of the area?

Syed Iqbal Haider: The following steps have been taken to minimise

16. Prof. Khurshid Ahmad: Will the Minister for Commerce be pleased to state the volume of Pakistan's exports and imports with members of E.C.O. Central Asian States during the year 1992-1993 and from July to October, 1993?

Ch. Ahmed Mukhtar

Requisite information is enclosed.

VOLUME OF PAKISTAN EXPORTS IMPORTS TRADE WITH E.C.O AND CENTRAL ASIAN STATES

(Value in million US \$)

E.C.O.	1992-93 July—June		1993-94 July—October	
	Export	Import	Export	Import
Iran	43.482	176.840	2.984	61.382
Turkey	92.890	62.758	30.345	18.559
Afghanistan	16.617	8.708	3.665	3.177
Central Asian States who are also Members of ECO				
Azerbaijan	0.033	—	0.182	—
Kazakhstan	3.023	0.005	5.215	0.033
Kirghzstan	0.020	—	0.089	—
Tajikistan	0.092	—	0.696	0.001
Turkmenistan	0.072	0.055	0.293	—
Uzbekistan	3.249	—	8.072	0.030

LEAVE OF ABSENCE

Mr. Chairman: Now, we come to Privilege Motions, first leave applications.

جناب شفت محمود صاحب نے ذاتی وجوہ کی بنا پر مورخہ سولہ اور سترہ مئی کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟
(رخصت منظور کی گئی)

جناب چئیرمین۔ جناب اعتراز احسن صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ سولہ تا اٹھارہ مئی کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟
(رخصت منظور کی گئی)

جناب چئیرمین۔ جناب حامد رضا گیلانی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر 11 تا 15 مئی اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے۔ اس لئے انہوں نے ان ساتھیوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟
(رخصت منظور کی گئی)

جناب چئیرمین۔ اس کے علاوہ آفتاب شہبان میرانی صاحب نے اطلاع دی ہے کہ حج کے لئے وہ سعودی عرب تشریف لے گئے ہیں۔ ----- Privilege motions

جناب ساجد میر۔ جناب کل لاہور وقوع پذیر ہونے والا مسئلہ بڑا اہم ہے اس پر غور کر لیں۔

جناب چئیرمین۔ جی اس میں یہ ہے کہ suspension of rule involve ہے پہلے privilege motion کر لیں پھر اس طرف میں آتا ہوں۔ جی اور بھنڈر صاحب۔

Privilege Motion

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I beg to move a question of breach of privilege that the privilege of the Members of the Senate has been breached by the discrimination made by the Federal Government between the Members of the Parliament and as much as no allocation or release of funds has been made for the Members of the Senate for execution of their development schemes for the year 1993-94 whereas it has been done so in the case of the Members of the National Assembly although the privileges of the

Members of the each House of the Parliament are the same.

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Syed Iqbal Haider: Sir, I may assure them that we are making necessary investigations as to why this delay has taken place. In fact, on yesterday, we have raised this issue and we are also, in principle, there is no objection about the development schemes of Senators and funds for those schemes must be released and there are some problems, technical problem with the bureaucracy. I have taken it up with them that they better expedite it without any further delay. Because even our Senators and irrespective of which Senator it is, they are all suffering and complaining and it is a matter of concern for me.

جناب چیئرمین۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ He is conscious of this problem.

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ سر، میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اقبال حیدر صاحب نے میری اطلاع کے مطابق پہلے بھی یقین دہانی کرائی تھی۔ لیکن اس یقین دہانی پر آج تک عمل درآمد نہیں ہوا۔ اور اگر یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے بیوروکریسی کو منانا ہے یا اس چیز پر قائل کرنا ہے۔ تو بے شک جناب پرسوں اسے رکھ لیں۔ لیکن یہ بے حد لازمی ہے اور اہم ہے۔ پرسوں رکھ لیں لیکن جناب میں یہ توقع کروں گا کہ اپنے سابقہ وعدہ کے مطابق اس ہاؤس میں اس یقین دہانی کے ساتھ آئیں کہ فنڈز جاری کر دیئے گئے ہیں schemes کے لئے، صرف ٹیکنیکل وجوہات کی بناء پر اس میں دیر نہ کریں۔ اس لئے کہ شاید پرسوں ہمارا اس اجلاس کا آخری دن ہو۔ اس لئے اس توقع کے ساتھ سارے ہاؤس کی طرف سے میں آپ کی خدمت میں حمایت موڈ بانڈ اتناں کرتا ہوں کہ technicalities کو، سرخ فیتے کو، اس بیوروکریسی کو، عامل نہ ہونے دیں اور پھر میں سمجھتا ہوں کہ کوئی انا کا مسئلہ بھی نہیں ہے، سارے ہاؤس کا مسئلہ ہے، اس کے متعلق مثبت، صاف اور یقینی statement سیٹمنٹ دے کر، فنڈز کو release کرنے کا بیان پرسوں دلاوئے۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب سمید قادر صاحب۔

جنرل (ریٹائرڈ) سمید قادر۔ جناب والا، اسی سلسلہ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اقبال حیدر صاحب نے اس ایوان میں یقین دہانی کرائی تھی کہ ۹۳-۹۴ کی schemes جو ہیں ان کے پیسے فوری طور پر رییز کئے جائیں گے۔ اور جی سینیٹرز نے سکیمیں پہنچانی ہوئی ہیں یا یادداشت دوبارہ کرا دی ہے لوکل گورنمنٹ

کو اس کی development party نے ان کو approve کر کے بھیج دیا ہے بلکہ فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے پنجاب گورنمنٹ کو چیک باؤنڈ ہے۔ لیکن وہاں سے واپسی ابھی تک نہیں ہوئی اور اس وعدے کو مہینہ بھر ہو گیا ہے۔ تو کیا فیڈرل گورنمنٹ اتنی سی بے بس ہو گئی ہے کہ وہ اس چیز کو expedite نہیں کر سکتے اور technicalities پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

Mr. Chairman: So let us wait till day after, I am sure the Honourable Minister will solve this issue. Next is Hafiz Hussain Ahmed and Hafiz Fazal Muhammad Call Attention Notice

بعد میں آنے گا جی۔ we will take up today - آخری ہو وقت ہوگا اس میں۔ we will take up میرے خیال میں روز کے مطابق یہی ہے ذرا چیک کر لیں۔ جی ہنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ اسی موضوع پر جناب چیئرمین ایک تحریک التوا، مھی ہے اور وہ تحریک التوا، تو بہر حال تحریک استحقاق کے بعد آنے گی۔

جناب چیئرمین۔ جی آج کے اجنڈے پر تو نہیں ہے۔ آج کے اجنڈے پر چوہدری شجاعت حسین صاحب کا توجہ دلاؤ نوٹی، ہے اور وہ میرے خیال میں روز کے مطابق آخر میں آنے گا ذرا چیک کر لیں۔ if I am right جی اب دیکھیں کہ اتنی چیزیں ہیں۔ آپ لیڈر آف دی اپوزیشن سے بات کر کے just decide among yourself کہ کیا وہ take up کرنا ہے جی دوسرا نمبر ۲۲ حافظ حسین احمد صاحب۔ حافظ فضل محمد صاحب۔

Privilege Motion; Re: Non-issuance of viza for performing Haj to the Senator.

حافظ حسین احمد۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب میں پڑھ دوں؟

جناب چیئرمین۔ جی پڑھ دیں جی۔

حافظ حسین احمد۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ درج ذیل اہم سوال کو استحقاق کمیشن کے سپرد کیا جائے۔ میں نے حج کی سعادت حاصل کرنے کی غرض سے اپنے سرکاری پاسپورٹ وزارت مذہبی امور کے حوالے کئے۔ اس ضمن میں وفاقی سیکرٹری مذہبی امور مفتی لطف اللہ اور انچارج وزیر مذہبی امور سے میں نے عرض کی تھی۔ اور میں نے خود بنفس نفیس اپنا اور اپنے اہل فائدا ان کے پاسپورٹ وزارت

مذہبی امور میں پہنچانے۔ لیکن چار دن کے بعد ایک خط کے ساتھ جو کہ سٹارخانہ سودی عرب کے نام تھا، یہ پاسپورٹس میرے کمرے میں پہنچائے گئے۔ میں نے فوری طور پر وہ خط سینیٹ کے عملے کو سینئر سروس سنٹر میں دے دیا۔ جہاں سے مجھے جواب دیا گیا کہ PIA کے ٹکنس کے بغیر سودی سٹارخانے نے ویزہ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ جب ٹکٹ حاصل کرنے کے لئے PIA سے رجوع کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ پہلے ویزہ دکھا دیں جب کہ میری معلومات کے مطابق موجودہ حکومت نے انٹرنیشنل پاسپورٹ پر اپنے سینکڑوں ورکروں اور بھتیگوں کے ویزے اسی سودی سٹارخانے سے بغیر ٹکٹ لگوانے تھے جس کی کاپی منسلک ہے۔ اس سے بحیثیت رکن پارلیمنٹ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس لئے اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Syed Iqbal Haider: Yes it is being oppose Sir.

جناب چیئرمین۔ جی جناب حافظ صاحب۔ کیا حافظ فضل محمد صاحب آپ بھی تائید کرتے ہیں

اس کی؟

حافظ فضل محمد۔ جی میں لفظ 'بلظ' من و عن تائید کرتا ہوں جی۔

جناب چیئرمین۔ جی حافظ صاحب مختصراً فرمادیں۔

حافظ حسین احمد۔ جناب والا! بدقسمتی سے وزارت مذہبی امور ہر سال حج کے موقع پر بعنوانوں اور دھاندلیوں کی آماجگاہ بن جاتی ہے۔ اس سال مذہبی امور کے انچارج وزیر سید خورشید شاہ صاحب سے ہم نے ملاقات کی اور ہم نے گزارش کی کہ اس وقت ہمیں بتایا جانے کہ حکومت کی کیا پالیسیاں ہیں تو انہوں نے دونوں انداز میں کہا کہ ہم کسی بھی انٹرنیشنل پاسپورٹ پر ویزہ نہیں لگوائیں گے بلکہ جس کو بھی جانا ہو وہ ریگولر سکیم کے تحت سینیٹرز اور ممبران اسمبلی کو جو کوڈ دیا گیا تھا اس کے تحت وہ جا سکتے ہیں۔ ہم نے اس کو حکومت کی پالیسی سمجھ کر اس پر اصرار نہیں کیا۔ وزیر صاحب نے ساتھ میں یہ بھی کہا کہ ممبران پارلیمنٹ اگر چاہیں تو ان کے انٹرنیشنل پاسپورٹ پر 'ویزہ' ان کے اور ان کے خاندان کے لئے لگایا جائے گا۔ انہوں نے مجھے یہاں پارلیمنٹ میں یقین دہانی کرائی اور اس سلسلے میں میں خود سیکریٹری مذہبی امور مفتی لطف اللہ صاحب کے ہاں گیا تو انہوں نے کہا کہ بالکل ہمارے پاس یہی احکامات ہیں آپ اپنے پاسپورٹ پہنچا دیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر میں موجود نہ ہوں تو جانت سیکریٹری محمود صاحب کے ہاں پہنچا دیں یا ذہنی سیکریٹری کے ہاں پہنچا دیں۔ میں مصروف تھا لیکن میں رات کو دفتر وزارت مذہبی امور گیا وہاں ذہنی سیکریٹری غوری صاحب تھے میں نے پاسپورٹ ان کے حوالے کیا لیکن تین چار روز کے بعد مجھے میرا پاسپورٹ

سیکریٹری غوری صاحب تھے میں نے پاسپورٹ ان کے حوالے کیا لیکن تین چار روز کے بعد مجھے میرا پاسپورٹ مع ایک خط کے وزارت مذہبی امور سے ملا جو سعودی سفیر کے نام تھا۔ میں نے وہ خط اور پاسپورٹ فوری طور پر سینٹ سیکریٹریٹ کے عملے کے حوالے کیا کہ وہاں سے تو مجھے انہوں نے جواب دیا ہے اگر یہ ویزہ لگ سکتا ہے تو لگوا دیں۔ سینٹ سیکریٹریٹ کا عملہ گیا تو وہاں ان کو کہا گیا کہ ہمیں حافظ صاحب سے متعلق اطلاع نہیں ہے اس لئے ہم ویزہ نہیں لگا سکتے البتہ یہ ہے کہ آپ جا کر پی آئی اے کا ٹکٹ لائیں۔ میں نے اپنے پی آئی اے کاؤنٹر سے اور بازار سے جو ٹریول ایجنٹس ہیں ان سے پی پتہ کیا تو انہوں نے کہا کہ جب تک آپ کو ویزہ نہیں ملے گا اس وقت تک ہم آپ کو ٹکٹ جاری نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد میں نے دوبارہ وزارت مذہبی امور سے رابطہ کیا تو انہوں نے کہا کہ اگر آپ سرکاری وفد میں جانا چاہیں تو آپ کا ویزہ لگ سکتا ہے اگر آپ اپنے طور پر جانا چاہیں تو اس کے لئے ہم معذور ہیں۔ جناب والا! ہم سمجھتے ہیں کہ اس وقت سعودی عرب کے ساتھ ہمارے بہتر تعلقات ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ سعودی सरकार نے کا جو موجودہ عملہ ہے اس نے بدعنوانی اور دھاندلی کی ایک بھرپور مہم شروع کی ہوئی ہے اور برسرعام ویزے ۸ ہزار روپے پر اسی Consulate General کے ذریعے لگے ہیں اور میں اس ایوان کے اندر یہ ثبوت پیش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سارے ویزے بغیر پی آئی اے کے ٹکٹ لئے ہونے لگائے گئے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی پارلیمنٹ کا ممبر نہیں ہے بلکہ ان میں ۲۰۲۲ سال کی بچیاں ہیں، عورتیں ہیں، بچے ہیں یہ سارے کے سارے کوئی گیارہ سو سے زائد ویزے اسی Consulate General سے لگوائے گئے اور اس کے علاوہ کراچی میں بھی ایسی دھاندلی ہوئی ہے لہذا ہم سمجھتے ہیں کہ یہ سارا معاملہ اور اس کا عملہ 'غلامینِ حرمین شریفین کی عزت و آبرو پر ایک دھبہ ہے۔ بحیثیت رکن پارلیمنٹ میں سمجھتا ہوں کہ مجھے سعادتِ حج سے محروم رکھنے کی دیدہ دانستہ کوشش کی گئی ہے۔ اس ایوان کے اندر جب میں نے شروع میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی تھی تو وزیرِ داخلہ صاحب نے کہا کہ آپ ہمیں کہہ دیتے، آپ ایف آئی اے کو کہہ دیتے اور میں ایف آئی اے کے ذریعے آپ کا ویزہ لگوا دیتا اور اس کے ساتھ یہ کہا کہ آپ کا جلاوا نہیں آیا ہے اب پتہ نہیں کہ کن کا جلاوا آیا اور کہاں سے آیا یہ تو خدا جانتا ہے یا وقت بٹلنے کا کہ کس کا جلاوا کب آتا ہے۔ جناب چیرمین! میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتھارٹی اہم معاملہ ہے اور اس کو آپ استحقاقِ کمیٹی کے سپرد کریں تاکہ یہ پتہ چلے کہ اس مذہبی فریضہ کی ادائیگی میں سیاست کو کس طرح ملوث کیا جاتا ہے اور رکن پارلیمنٹ کے استحقاق کو کیوں انہوں نے مجروح کیا؟

سید اقبال حیدر۔ جناب چیرمین! ذاتی طور پر مجھے دکھ ہے کہ معزز رکن کہ اتنی دشواری اور تکلیف اٹھانا پڑی اور وہ ان وجوہات کی بنا پر حج کی سعادت سے محروم ہو گئے لیکن جہاں تک ویزے کے

اجراء کا تعلق ہے۔ وہ مکمل طور پر سودی حکومت کے اپنے ضابطے اور طریقے کار ہیں اور اس کے متعلق جب معزز ممبر کی جانب سے ۴ مئی کی شام کو request ملی تھی تو اس کے فوراً بعد ۵ مئی کی صبح حکومت کی جانب سے سودی Ambassador کے نام پر یہ خط جاری ہو گیا تھا جس کو وہ تسلیم کرتے ہیں کہ وہ جاری ہوا تھا اور حکومت کی جانب سے جتنی بھی کارروائی ممکن تھی اسی وقت فوری طور پر کر دی گئی تھی۔ اس خط کے اجراء کے بعد سودی اسمبلی نے کچھ مزید چیزوں کی طلب کی جس کے بارے میں اس کے بعد ہمارے جج ڈھیرن کے پاس مزید کوئی اطلاع نہیں آئی۔ جناب ہم ذاتی طور پر اور کوشش کر لیتے اگر معزز ممبر اس کے بعد متعلقہ حکام سے فوری طور پر رابطہ کر لیتے۔ وہاں انہوں نے اپنی کوشش کی اس میں ان کو خطا نہیں ہے اور مجھے اتہانی دکھ اور افسوس ہے کہ ہمارے معزز رکن جج کی سعادت سے محروم رہے اور انشاء اللہ تعالیٰ العزیز زندہ کی بخیر بہت اور موقع آئیں گے۔

جناب چیئرمین۔ میرے خیال میں یہ معاملہ ایسا ہے کہ یہاں پر ایک ممبر محسوس یہ کرتا ہے کہ شاید ان کے ساتھ صحیح رویہ روا نہیں رکھا گیا یا discrimination کی گئی ہے اور بادی النظر میں میرے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ میں کہوں کہ کی گئی ہے یا نہیں۔ مناسب یہ ہے کہ کمیشن اس معاملے کو دیکھ لے۔

سید اقبال حیدر۔ مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ Therefore, I think, this should be referred to the Privileges

Committee for examination.

اب جناب ایک تحریک ہے کہ ۲۲۶ کے تحت جو کل بنیر اور سوات میں واقع ہوا ہے اس کو out of turn لیا جائے۔ سید اقبال حیدر صاحب آپ کی بات ان سے ہوتی ہے؟

سید اقبال حیدر۔ نہیں ہوتی۔

جناب چیئرمین۔ مجھے ایک تحریک بہت سے اراکین کی طرف سے ملی ہے۔

سید اقبال حیدر۔ جناب اسے out of turn لینا مناسب نہیں ہو گا۔

Mr. Chairman: No, I will have to put it to the House

یعنی اس کو out of turn لیا جائے یا نہ لیا جائے۔

سید اقبال حیدر۔ میری آپ سے گزارش یہ ہو گی کہ اگر یہ ہے تو legislative business کے

بعد کر لیا جائے۔ آج بے شک دو session ہو جائیں۔

جناب چیئرمین۔ اقبال صاحب ابھی Adjournment Motions take up کرنے ہیں۔ ان

کی تحریک یہ ہے کہ out of turn Adjournment Motion لے لیا جائے یعنی Adjournment Motions تو لینے ہیں

Their request is that the Adjournment Motion which they have moved today that should be taken out of turn.

سید اقبال حیدر۔ آدھا گھنٹہ ہے اس میں اس Adjournment Motion کو لے لیں یا کسی دوسری کو۔

مولانا عبدالستار خان نیازی۔ جناب یہ ایک تذبذب مسئلہ ہے۔ یہ پورے ملک کو پیٹ لے گا اور یہ خود حکومت کے مفاد میں ہے۔ لوگ وہاں پر مارے گئے ہیں اور وہاں پر شریعت کا نفاذ چاہتے تھے۔

سید اقبال حیدر۔ میرے لئے جناب مسئلہ یہ ہے کہ میرے پاس پوری تفصیلی رپورٹ موجود نہیں ہے اور Minister for Interior بھی اس وقت موجود نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین۔ آج سن لیں اور منسٹر صاحب کو بھی بلا لیں۔

In the meantime

آپ notes لے لیں جب وہ آئیں گے تو انہیں brief کر دیں۔

سید اقبال حیدر۔ وہ ضروری کام کو گئے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ پھر کیونکہ ان کو اعتراض نہیں ہے۔

we will take it up out of turn today.

سید اقبال حیدر۔ کل لے لیں اور میرے پاس رپورٹ بھی ہو گی۔

I will be in a better position to present all the facts.

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب Law Enforcing Authorities نے عوام پر

گوٹیاں چلائیں ہیں، بچوں کو مارا ہے، غیر مسلح لوگوں کو مارا گیا ہے۔

جناب چیئرمین۔ اقبال صاحب میرے پاس جو تحریک آئی ہے۔

I put it to the House

میرے خیال میں آج جو آدھا گھنٹہ ہے اس کو چلنے دیں اور پھر منسٹر صاحب آئیں گے وہ جواب دے دیں

کے۔

پروفیسر خورشید احمد۔ جناب اس میں سب سے پہلے میرا نام ہے۔

حافظ حسین احمد۔ جناب اس میں پروفیسر صاحب ہیں 'میں ہوں' طارق چوہدری صاحب ہیں۔

یہ adjournment motion ہے جی ہمارا 'پروفیسر صاحب ہیں' میں ہوں 'طارق چوہدری صاحب ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد۔ یہ motion ہے اس میں میرا نام ہے اس کے بعد حافظ حسین احمد

صاحب کا نام ہے 'طارق چوہدری صاحب کا ہے عبدالرحیم مندوخیل صاحب کا ہے اور محترم فتح محمد صاحب کا ہے۔

جناب چیئرمین۔ نہیں ایک تو suspension کی تحریک میرے پاس ہے۔

پروفیسر خورشید احمد۔ اس میں دونوں چیزیں ہیں جی۔ suspension بھی ہے اور

adjournment motion بھی ہے۔ سب کو ساتھ ملا لیں۔ کوئی بات نہیں، ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن

ہم نے move کیا ہے 263 کے تحت adjournment motion بھی اس میں شامل ہے۔

جناب چیئرمین۔ میرے پاس جو adjournment motion آیا ہے اس میں ایک راجہ ظفر الحق

صاحب کا نام ہے 'خورشید احمد صاحب نام ہے عبدالرحیم مندوخیل صاحب کا نام ہے اور دو نام پڑے نہیں جا رہے۔

پروفیسر خورشید احمد۔ طارق چوہدری صاحب کا بھی نام ہے۔ میں نے کہا تھا ان سے 'جی حافظ

حسین احمد صاحب ہیں اور فتح محمد صاحب ہیں۔

جناب چیئرمین۔ طارق چوہدری صاحب ہیں؟

پروفیسر خورشید احمد۔ جی ہاں۔ طارق چوہدری 'حافظ حسین احمد۔

حافظ حسین احمد۔ چیئرمین صاحب 'وہ جو پڑھا نہیں جا رہا ہے وہ میرا نام ہے۔

جناب چیئرمین۔ آپ کا نام ہے ٹھیک ہے۔ اصل میں محمد طارق کما ہوا ہے ہم ان کو طارق

چوہدری کہتے ہیں تو فرق یہ پڑ گیا ہے۔ تو ٹھیک ہے جی پھر اس پر کون پہلے۔ راجہ صاحب آپ شروع کرنا

چاہیں گے یا کوئی اور شروع کر دے اس پر؟

میرے خیال میں پہلے راجہ صاحب کر لیں۔ جی راجہ صاحب۔ کوشش کریں کہ مجموعی مجموعی بات

کریں۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ جناب چیمبریں! گزشتہ کئی ہفتوں سے مالاکنڈ ڈویژن اور اس کے آس پاس

کے لوگوں نے مرکزی حکومت اور صوبائی حکومت کو approach کرنا شروع کیا تھا کہ عدالتی فیصلے کے بعد جب کہ وہاں قانون کا ایک غلا پیدا ہو گیا ہے نظام کا غلا پیدا ہو گیا ہے اور جو پرانا قانون تھا اسے کالعدم قرار دے دیا گیا ہے اب وہاں کے عوام کی مرضی، منشا اور خواہش یہ ہے کہ وہاں شریعہ کا قانون نافذ کیا جائے اور ان کے بقول اور حقیقت بھی ہے کہ جب کوئی قانون لوگوں کے دلوں کے قریب ہو جس پر ان کا ایمان ہو اس کی بلا دستی وہ تسلیم کرتے ہوں تو اس پر عملدرآمد بھی آسان ہو جاتا ہے اور اس کے نتائج بھی مرتب ہوتے ہیں۔ لیکن جیسے آج بھی ایوان میں ایک بات کسی گئی تھی کہ جب تک کہ لوگ اونچی آواز سے نہ بولیں شاید حکومت کے کانوں تک ان کی آواز پہنچ نہیں سکتی۔ سب طرف سے مایوس ہونے کے بعد میں نے بی بی سی پر خود سنا کہ انہوں نے صدر مملکت تک کو approach کرنے کے کوشش کی اور ان کا جواب بھی یہ نصر کیا گیا کہ کسی ایک ڈویژن میں یا کسی خاص علاقے میں شریعت نافذ نہیں ہو سکتی حالانکہ یہ جواب بھی غلط تھا اس کے بعد وہ لوگ پھر احتجاج کے طور پر مطالبے کو منوانے کے لئے پر امن طور پر کئی دنوں سے وہاں مجمع کی صورت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کوئی آکر ان سے بات کرے۔ یہ معاملہ پھر اس ایوان میں بھی اٹھایا گیا اور پروفیسر خورشید صاحب نے اس پر توجہ دلائی تھی اور دوسری طرف سے جواب یہ دیا گیا تھا کہ ہم ان سے بات چیت کرنے کے لئے کچھ لوگوں کو بھیجا ہے لیکن بجائے بات چیت کرنے کے وہاں انہیں گھیرے میں لے کر انہیں disperse کرنے کے لئے کہا گیا اور جب وہ نہ ہوئے تو پریس نوٹ میں یہی کہا گیا کہ پھر ان پر تشدد کیا گیا ہے گولیاں چلائی گئی ہیں 35 آدمی شدید زخمی ہوئے اور 11 لوگ شہید ہو گئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک غیر معمولی صورت حال ہے۔ رات کو میں نے بے شمار بیرونی ممالک کی نشریات بھی سنیں اور ان کے اوپر بھی یہ پہلی یا دوسری خبر تھی اور ملک کے اندر ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے حکومت نے تہیہ کر لیا ہوا ہے کہ وہ ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ کراچی کے واقعات اپنی جگہ پر ہیں، سندھ کے واقعات اپنی جگہ پر ہیں، سندھ کے واقعات اپنی جگہ پر law and order اپنی جگہ تھا اور پھر یہاں پر پاکستان کے ایک دوسرے سرے میں اس قسم کی کارروائی کرنے کے بعد ایسے محسوس ہوتا ہے کہ جیسے کسی سکیم کے تحت حکومت اور اس کے ادارے اتنی اشتعال انگیزی کی کیفیت پیدا کر رہے ہیں جو خود ان کو بھی جلا کر راکھ کر سکتی ہے اس لئے بجائے اس کے کہ اجتناب کیا جائے، بجائے اس کے کہ ان میں کچھ سنجیدہ لوگ ایسے بھی ہوں جو حکومت کو یہ سمجھائیں کہ جو پہلے ایک تاتر ابھرا تھا، جب یہ شروع شروع میں آئے تھے تو لوگوں نے یہ سمجھا کہ ماضی کی غلطیوں سے یہ کچھ سبق حاصل کریں گے شاید محسوس ہو یہ اختیار کریں گے شاید یہ دوسرے کی عزت

اور جان کے بارے میں اب یہ کیفیت نہیں ہوگی جیسے یہاں اسلام آباد کے اندر امریکن انٹرمیشن سنٹر کی طرف جلوس جا رہا تھا تو وہاں گولیاں چلا کر لوگوں کو ہشید کر دیا گیا تھا اور اب اس کے بعد پھر کوئی سلسلہ باقی نہ رہا اسی طریقے سے یہ جو کل کا واقعہ ہے یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے اور جب اس قسم کے حالات ملک کے اندر پیدا ہو جاتے ہیں تو ہمیں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ ملک کا بھنڈا باہر اتنا ہی اونچا ہوگا جتنا ملک کے اندر اونچا ہوگا۔ اس قسم کے حالات ہوتے ہوئے کوئی بھی باہر کی حکومت کوئی بھی ادارہ اس ملک کی حکومت کی بات سننے کو تیار نہیں ہوگا ان کا کوئی وقار نہیں رہے گا اور اس لحاظ سے میں یہ سمجھتا ہوں یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے اور اسی کے ساتھ ہی ساتھ آپ نے دیکھا کہ لاہور میں کل کیا ہوا جس کے بارے میں adjournment motion بھی آئی ہوئی ہے اور call attention notice بھی آیا ہوا ہے۔ تو یہ ایسے گنتا ہے کہ کسی سکیم کے تحت کسی پلان کے تحت پورے پاکستان کو ایک آگ میں ڈال کر بھسم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے جو انتہائی قابل مذمت ہے۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ، پروفیسر خورشید احمد۔

پروفیسر خورشید احمد۔ جناب چیئرمین! میں محترم قائد حزب اختلاف جناب راجہ صاحب نے جس تحریک کا آغاز کیا ہے اور جن خیالات کا اظہار کیا ہے ان سے اپنے آپ کو مکمل طور پر وابستہ کرتے ہوئے یہ بات کہنا چاہتا ہوں۔ کہ حکومت قیمتی سے ایک نہایت ہی حساس علاقے میں اور ایک نہایت ہی نازک مسئلے کے ساتھ اس قدر غیر ذمہ داری اور عدم احتیاط کا رویہ اختیار کئے ہوئے ہے۔ جس سے پورا ملک ایک شدید آزمائش سے دوچار ہو گیا ہے۔ اور ہمیں ڈر ہے کہ خدا نخواستہ یہ آگ پورے ملک میں نہ پھیل جائے۔

جناب والا حقائق کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانے کے لئے متوجہ کروانا چاہتا ہوں کہ یہ علاقہ Provincially administered یا Federally administered علاقوں میں آتا ہے اور اس کے اندر بنیادی بات یہ ہے کہ اس علاقے میں جہاں اس وقت معاملہ ہو رہا ہے جو قانون کا علاقہ ہے، یہاں پر گورنر کو یہ اختیار ہے اور دستور کے تحت گورنر وہاں پر قوانین نافذ بھی کر سکتا ہے۔ extend کر سکتا ہے یہاں کے قوانین کے بارے میں سپریم کورٹ نے ایک فیصلہ کیا جس کی رو سے جو پہلے قوانین وہاں extend کئے گئے تھے وہ کالعدم ہو گئے اس سے ایک خلا پیدا ہوا۔ یہ خلا جب پیدا ہوا تو وہاں کے لوگوں نے اس بات کا مطالبہ کیا کہ ہمارا جو روایتی نظام تھا اور جو شریعت پر مبنی تھا۔ اس کو یہاں پر نافذ کیا جائے جناب والا! یہ احتجاج ایسے ہی نہیں ہو گیا اس سے پہلے انہوں نے مذاکرات کی کوشش کی، پھر اس کے بعد ایک الٹی میٹم دیا۔ کہ اگر ۱۱ مئی تک ہمارے ان معاملات کو طے نہیں کیا جاتا تو ہم مجبور ہوں گے کہ ہم براہ امن مظاہرہ کریں۔ اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے جناب والا! ایک بہت بڑا جرمہ اس علاقے کا صوبے کے گورنر، چیف منسٹر اور خود صدر

محترم سے ملا۔ اور ان کو متوجہ کیا کہ حالات کس رخ پر جا رہے ہیں۔ خدا کے لئے بروقت نوٹس لیجئے۔ میں نے بھی جناب والا! آپ کی اجازت سے، کیونکہ وقت مکمل ہونے والا تھا اس ایوان میں اس مسئلے کو اٹھایا اور محترم وزیر داخلہ نے، جن کا رویہ ہمیشہ مثبت ہوتا ہے، کھلے دل سے یہ بات کہی کہ ہاں یہ مسئلہ اہم ہے، اور ہم اس معاملے میں متوجہ ہیں، لوگوں کو بھیج رہے ہیں اور اس کا ہم مل نکالیں گے۔ لیکن جناب والا! حل نکالنے کی بجائے جو کام کیا گیا وہ گولی چلانا تھا اور یہ دیکھ کر دکھ ہوتا ہے کہ ہم ابھی تک۔۔۔۔ میں تو کہتا ہوں کہ سامراجی دور میں بھی اس طرح نہیں ہوتا تھا۔ لیکن اگر سامراجی دور میں گولی اور لاشی کی سرکار چلے تو اس کے لئے کوئی جواز ہو سکتا ہے، لیکن ایک جمہوری ملک جہاں آپ اپنے لوگوں سے deal کر رہے ہیں، آپ ان کے سامنے جوابدہ ہیں۔ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اگر سکول کی بھونٹی بچیاں پارلیمنٹ کے سامنے آتی ہیں تو ۱۲ لاکھ کھڑی ہوتی ہیں اور ان کے مقابلے میں ۲۰۰ پولیس والے ہیں، اور اس طرح مسلح کر، جیسے کوئی عمدہ ہو گیا ہو، ہم روز یہ منظر دیکھتے ہیں۔ یہاں بھی یہی ہوا کہ بونیر کے علاقے میں اور پھر اس کے بعد جو دوسرا بڑا مجمع تھا، بجائے اس کے کہ ان سے بات چیت کی جاتی، بجائے اس کے جو قانون آپ نے آج نافذ کیا ہے اسے ۵ دن پہلے نافذ کرتے، کوئی بگاڑ پیدا نہ ہوتا۔ اگر آج اسے نافذ کرنے سے کوئی آسمان نہیں گر گیا تو ایک ہفتہ پہلے نافذ ہونے سے بھی کوئی آسمان نہ گرے۔ بلکہ مسائل حل ہو جاتے۔ اور جناب والا! جیسا کہ راجہ صاحب نے فرمایا، میں نے بھی کل لی بی سی، سی این این حتیٰ کہ دوسرے ممالک کی خبریں بھی سنی ہیں اور سب جگہ یہ بات کہی گئی ہے کہ یہ مظاہرہ peaceful تھا اس کے اوپر پولیس نے اور فوج نے یا جو ان کے وہاں ذمہ دار ہیں انہوں نے فائرنگ کی ہے اور بعد میں یہ بات ضرور ہونی ہے کہ شاید Law enforcing کے بھی کچھ لوگ متاثر ہوئے ہیں لیکن by and large یہ مظاہرہ مکمل طور پر peaceful تھا۔ اسے mishandle کیا گیا ہے، اسے local administration نے یا جو بھی افراد ذمہ دار ہیں انہوں نے بگاڑا ہے اور بروقت سیاسی initiative لینے یا جس طرح اس معاملے کو مل کیا جانا چاہیے تھا اس طرح مل کرنے میں حکومت ناکام ہوئی ہے۔

تو اس بنا پر جناب والا! یہ قومی اہمیت کا مسئلہ ہے، یہ دین و ایمان کا مسئلہ ہے اور یہ مسئلہ ایسا ہے کہ جس سے پورے پاکستان کے عوام متاثر ہوتے ہیں۔ اس لئے میں درخواست کروں گا کہ آپ اسے قبول کریں، اس پر پوری بحث ہو، اور فی الحقیقت اس مسئلے کا حل نکالا جائے ورنہ آج آپ نے کراچی کو آگ کی نذر کیا ہے کل آپ بونیر کو اور مالاکنڈ کو کر رہے ہیں۔ اس کے بعد لاہور آخر ہم کہاں پہنچنے والے ہیں، تو اس لئے اس معاملے میں بروقت اقدام کی ضرورت ہے اور ناٹم جو ہے اس معاملے میں وہ بہت اہم ہے۔ اس لئے ہم ممنون ہیں کہ آپ نے ہمیں ایوان میں آج ہی مسئلہ اٹھانے کا موقع دیا اور میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کو بھی خواب غفلت سے بیدار ہونا چاہیئے اور اس معاملے کو فوراً take up کرنا چاہیئے۔

جناب چیئرمین - جی جناب طارق چوہدری صاحب - let the movers speak then you can

give a reply to the end.

جناب محمد طارق چوہدری - بسم اللہ الرحمن الرحیم - شکریہ جناب چیئرمین پروفیسر خورشید صاحب

نے مسئلے کا لمبا منظر کافی تفصیل اور وضاحت کے ساتھ آپ کے اور ایوان کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ تو میں اس کی تائید کرتے ہوئے صرف یہ بات عرض کروں گا کہ اس سارے مسئلے کا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ جو لوگ وہاں جمع ہو گئے تھے وہ کوئی غیر معمولی، غیر ضروری مطالبہ نہیں کر رہے تھے اور نہ انہوں نے کوئی تعداد اور زیادتی کا راستہ اختیار کیا۔ اور اس سارے مسئلے کا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ یہ سب کچھ اچانک نہیں ہوا بہت دنوں سے اس کی طرف توجہ دلا رہے تھے اور وہ مطالبہ کر رہے تھے کہ ہمیں ہماری پسند کا ایک قانون دے دیا جائے اور وہ ایسے وقت میں ایسا قانون طلب کر رہے تھے جب وہاں ایک غلا واقع ہو چکا تھا۔ تو اب سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک طرف سندھ میں ایسی صورتحال ہے کہ ہماری فوج کا ایک بہت بڑا حصہ وہاں مصروف ہو گیا ہے، دوسری طرف بلوچستان میں دو قبیلوں کی جنگ ہے جو رکنے کا نام نہیں لیتی، تیسری طرف سرحد میں اب ایسی صورتحال پیدا کر دی گئی ہے کہ جہاں اس کے ارد گرد پہلے سے سیاسی عدم استحکام ہے اور حکومتیں ذہنی اور گرتی اور لرزتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ تو ایسی صورت میں مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ہم کہاں کہاں پر اپنے امن و امان کے مسئلے کو خود پیدا کرتے چلے جا رہے ہیں۔ یہی مسئلہ جو آج کہا گیا کہ ۱۱ افراد کے شہادت کے بعد ملاکنڈ میں شریعت نافذ کر دی گئی۔ بھائی یہ مطالبہ پہلے سے کر رہے تھے اور پہلے آپ اس کو ناممکن قرار دے رہے تھے تو وہ ناممکن مسئلہ جو تھا وہ ایک ہی رات میں ۱۱ افراد کی شہادت کے بعد کیسے ممکن ہو گیا۔ تو جناب چیئرمین! وہ کہتے ہیں کہ ہرچہ دانا کند - کند ناداں۔ بعد از خرابی نصیحت۔

یعنی احمق اور بے وقوف بھی وہی کرتا ہے جو دانا اور سمجھدار کرتا ہے۔ لیکن جب بہت زیادہ خرابی پیدا ہو جاتی ہے تب کرتا ہے۔ تو یہ مسئلہ بہت دنوں سے وہاں پیدا ہو چکا تھا اور پھر وہی نہیں سینٹ میں پروفیسر خورشید صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پر اس کی طرف توجہ دلا دی گئی تھی اور وزیر داخلہ کے نوٹس میں بھی یہ بات تھی۔ انہوں نے کارروائی کرنے اور اس میں مداخلت کرنے کا وعدہ بھی کیا تھا تو یہ سارا کچھ پہلے ہونے کے بعد بھی ۱۱ افراد کیونکر شہید ہو گئے اس حساس اہم مسئلے پر جو جذباتی بھی ہے اور ہماری ضرورت بھی ہے۔ اس کا جواب بھی ان کے ذمے ہے اور یہ غیر ذمہ داری کرنے والے جو افراد ہیں لازمی طور پر ان کے خلاف قتل کے مقدمے درج کئے جائیں۔ صرف یہاں اس کا جواب دینا کافی نہیں ہے۔ یہ ہم نے ایک عجیب مذاق بنا رکھا ہے کہ law enforcing agencies کے نام سے ہم اپنے شہریوں کا بے تحاشہ قتل کرتے جا رہے ہیں۔ لازمی طور پر اس کے جو ذمہ دار ہیں اور جتنے بھی بڑے ہیں ان کے خلاف قتل

کے مقدمات درج کئے جائیں۔

جناب چیئرمین - شکریہ جی۔ جناب مندوخیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل - جناب ہینرمین صاحب! یہ قرارداد ہم نے پیش کی ہے ملک کے لئے اس وقت یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ جناب والا! اصل مسئلہ یہ ہے کہ وہاں کے لوگوں نے کیا مطالبہ کیا ہے یا وہاں قانونی جو ضابطہ پیدا ہوا اسکے بارے میں ہمارا کیا موقف ہے؟ وہاں مختلف موقف ہو سکتے ہیں۔ ہم وہاں کے قوانین کے بارے میں وہاں جو انتظامی ڈھانچہ ہے یا قانون کے نفاذ کے لئے جو ادارے ہیں ان کے بارے میں اپنا موقف رکھتے ہیں لیکن جناب والا! جب وہاں کچھ لوگوں نے ایک خاص قسم کے قانون کا مطالبہ کیا اور پھر اس کے لئے جو بھی ہماری آئینی پوزیشن ہے۔ آئینی پوزیشن میں گورنر کے اختیارات، اسمبلی کے اختیارات، اس کے لئے جو بھی طریقہ ہوتا ہے وہ کرنا چاہیئے تھا۔ مذاکرات ہو سکتے تھے۔ مجموعی طور پر دوسری بھی پارٹیاں ہیں وہ اس کے بارے میں اپنا موقف رکھتی ہیں۔ اور اس میں ہمارے ملک کے اصولوں کے مطابق، اسلامی مساوات، جمہوریت، اور ہماری قومی روایت کے تحت ایک نظام بنایا جاسکتا تھا لیکن یہاں جب مظاہرہ ہوا، مظاہرے کے لئے بھی گورنمنٹ، جیسا کہ انگریزی میں کہتے ہیں۔ well equipped ہے۔ ایسا انتظام ان کے پاس ہے کہ ہر امن طریقے سے بغیر لوگوں کا خون بہانے ہوئے ان مظاہروں کو disperse کر سکتے ہیں، دیگر طریقے کر سکتے ہیں۔ لیکن ہم حیران ہیں کہ کیا بات ہوئی کہ ۱۲ تاریخ سے یہ مظاہرہ شروع ہے اور اس کے دوران کوئی مذاکرات نہیں کئے گئے، کوئی solution جو لوگوں کو قابل قبول ہو نہیں پیش کیا گیا۔ اور یہ حالت جس سے ہمارا سامنا ہے جناب۔ اور کل جب ہم نے سنا محسوس ہوئے مظاہرہ کر رہے ہیں۔ محسوس عوام مظاہرہ کر رہے ہیں۔ اور اس مظاہرے کو وہ کیا کر سکتے ہیں بابا کنڈا پر۔ وہ یہاں مردان کی طرف آ رہے تھے۔ فرض کریں وہ آتے تو راستے میں وہ کیا کرتے۔ مظاہرہ کرتے اور مظاہرہ کر کے پٹے جاتے یا آپ مذاکرات کرتے۔ لیکن یہ ایسے ادارے مثلاً ایف سی یا دوسرے ادارے جو میرے خیال میں صوبائی حکومت کے control میں بھی نہیں ہیں۔ ایف سی ہے، اگرچہ قوانین یہ ہیں کہ وہ District Administration، Provincial Administration ان کو امن قائم کرنے کے لئے بلا سکتے ہیں لیکن ہمارے اپنے علاقے میں ہمارا تجربہ ہے کہ ایف سی، جیسا کہ ڈاکٹر حفی صاحب نے بتایا۔ F.C. بالکل بے اختیار ہے اسے District Administration نہ Provincial Government کی ضرورت ہے جہاں بھی وہ چھاپہ مارنا چاہیں مار سکتے ہیں جس کے گھر پر وہ حملے کرنا چاہیں کر سکتے ہیں بلکہ یہ صورت بھی کر سکتے ہیں کہ مختلف فریقین میں ایک کی امداد کر کے دوسرے کو اس سے مروائے۔ ابھی exactly یہی بات ہو رہی تھی۔ کل میں کہہ رہا تھا ہودھری شجاعت صاحب سے کہ ایف سی والے اپنے آپ کو

صوبائی حکومت کے اختیارات سے باہر سمجھتے ہیں اور کل ہی شام کو ہوا کہ بچے آرہے ہیں، مظاہرہ ہو رہا ہے 'tear gas' دوسرے ذریعوں سے اور ان پہ گولیاں چل رہی ہیں۔ اب اس کا کیا نتیجہ ہے، وہ باقی باتیں ہم بھجوز دیتے ہیں جناب والا! کہ کیا جمہوری طرز ہم اختیار کر سکتے ہیں، اسلامی مساوات کے مطابق کر سکتے ہیں اور علاقے کی روایت کے مطابق کر سکتے ہیں؟ اب مسئلہ کیا ہے، وہ بے گناہ لوگ جو مارے گئے ان کا وہ تاوان کون دے گا؟ کیوں ایسے 'at random' بلا امتیاز 'indiscriminately' گولیاں چلا کے لوگوں کو مارا گیا تو یہ بڑا اہم مسئلہ ہے جناب والا! اور باقی جیسے کہ دوسرے دوستوں نے کہا کہ تمام ملک میں ایک ایسا ماحول پیدا کیا گیا ہے کہ جمہوری ماحول ختم اور تشدد کے ذریعے، حکومتی تشدد کے ذریعے تمام مسائل کا حل ڈھونڈا جا رہا ہے۔ یہ اہم مسئلہ ہے اس پہ بات ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین۔ جناب حافظ حسین احمد صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب والا! 'with due respect' ایک نقطہ ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ مثلاً "ہمارے صوبے میں دو قبیلوں کی لڑائی ہے۔ اس میں

بھی میں یہ عرض کروں کہ ایف سی کا ہاتھ ہے۔ علی الاعلان۔ جناب سینٹ اور پارلیمنٹ کی کمیٹی بھائی جانے جو جانے کہ وہاں مجرمین یعنی میں ان کے لئے لفظ استعمال کروں گا طرمان جس کا evidence ہے کہ انہوں نے ہمارے لوگوں کو مارا ہے۔ علی الاعلان الیکشن میں، پونگ سیشن کے باہر اغوا کر کے مارا گیا ہے وہی لوگ آج بھی پھر رہے ہیں۔ یہ دو قبیلوں کی لڑائی نہیں ہے یہ آمریت اور جمہوریت کی لڑائی ہے۔ آمر ادارے یہ طریقہ اختیار کر رہے ہیں کہ جمہوری لوگوں کو prosecute کریں۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی، حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ میں جناب اس تحریک اتواء کی حمایت کرتے

ہوئے یہ عرض کروں گا کہ بونیر میں کنڈو کے مقام پہ سکول کے معصوم بچوں نے جلوس نکالا اور بلا اشتعال ان کی پٹائی کی گئی ان پہ تشدد کیا گیا جس پہ لوگ مشتعل ہوئے اور پھر ان پہ فائرنگ کی گئی اور ۱۲ افراد جاں بحق اور ۲۹ سے زائد زخمی ہو گئے۔ جناب چیئرمین! یہاں سوال یہ ہے کہ ان کا جرم کیا تھا، ان سب کا جرم یہ تھا جیسا کہ ۱۳ اگست ۱۹۴۷ء میں ہمارے اسلاف کرتے آئے ہیں۔ جس لئے پنجاب میں سکھوں کے تشدد کا نشانہ بنے، وہ بھی یہی چاہتے تھے جو قائد اعظم محمد علی جناح کا نعرہ تھا پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ۔

سید اقبال حیدر۔ نہیں۔ قائد اعظم کا نعرہ کبھی یہ نہیں تھا۔

جناب چیئرمین۔ کیا نعرہ نہیں تھا۔

سید اقبال حیدر۔ قائد اعظم نے کبھی یہ نعرہ نہیں لگایا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا لالہ والا اللہ۔

جناب چیئرمین۔ اچھا۔ جی۔

حافظ حسین احمد۔ چلیں جی اچھا ہوا۔

جناب ساجد میر۔ یہ مسلم لیگ کا نعرہ تھا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ بہر حال جی، آپ حافظ صاحب کو تقریر کرنے دیں۔ حافظ صاحب۔ جی حافظ

صاحب جواب دے لیں گے۔ حافظ صاحب تقریر کر رہے ہیں۔ بہر حال جی جناب حافظ صاحب۔

حافظ حسین احمد۔ اب سوال یہ ہے کہ قائد اعظم کے وارثین کا بھی تعین ہو کہ لواحقین کون ہیں۔ اب تو سب وارث بنے ہوئے ہیں۔ تو جناب چیئرمین صاحب! میں یہ گزارش کروں گا کہ ایوان میں جہاں یہ نظام کی تبدیلی کے لیے ہم اور وزیر قانون صاحب قانون بناتے ہیں۔ یقیناً ہم یہ سمجھتے ہیں کہ نظام اور قانون کی تبدیلی اس ادارے یا قومی اسمبلی سے ہی ممکن ہے، قومی اسمبلی سے ہی ممکن ہے بلوس سے نہیں لیکن میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا قبائلی علاقہ میں موجودہ حکومت یہاں سے پاس شدہ قوانین ہو پورے پاکستان میں لاگو کئے جاتے ہیں کیا وہ قوانین قبائلی علاقہ میں لاگو کرتی ہے یا کوئی اور قوانین اگر یہی قوانین جو پارلیمنٹ سے پاس ہو کر بلوچستان میں، لاہور میں، کراچی میں، سندھ کے علاقوں میں صوبہ سرحد کے دیگر علاقوں میں جو قوانین لاگو ہیں جو طریقہ کار ہے اگر وہی قوانین قبائلی علاقوں میں نافذ ہیں تو پھر ہم سمجھتے ہیں کہ انہوں نے غلطی کی ہے لیکن اگر اس ایوان کے اندر بھی راجہ ظفر الحق صاحب، خود وزیر قانون صاحب کسی اور انداز سے ایکٹ جوتے ہیں اور اس علاقے کے نمائندے کسی اور انداز سے elect کئے جاتے ہیں اسکا مطلب یہ ہے کہ اس علاقے کیلئے کوئی خاص قوانین کی مجبوری ہے حکومت کو جو وہ قوانین وہاں نافذ نہیں کر سکتی۔ جو عام ملکی قوانین ہیں جناب چیئرمین صاحب! میں یہی گزارش کروں گا کہ وہاں پر جو قوانین تھے اور ان کے بارے میں وہاں گورنر صاحب با اختیار ہیں اور سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق ان کا یہ حق بنتا تھا کہ وہ اپنے لئے کسی قسم کے قوانین کا بھی مطالبہ کریں۔

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: Sir, the Government is not responsible for the provincially Administered Tribal Areas. They are part of the province

They are Districts and Malakand is a Division. It is not a Tribal Area as the Federally Administered Areas are. Those are the areas which are under the Governor and the provincially Administered Tribal Areas are part and parcel of the Province.

(Interruption)

Mr. Chairman: Hafiz Sahib, Please.

حافظ حسین احمد۔ جناب چیئرمین! صاحب افسوس تو یہ ہے کہ وزیر داخلہ اب ہمیں گھورنے کے یا جواب دینے کے بجائے انہیں تو یہ پاسیہ تھا کہ اگر وہ ضمنی الیکشن میں وہاں ڈیرہ ڈال لیتے تو آخر کیا بات تھی کہ بارہ تاریخ سے وہ کل تک اس علاقے میں نہیں گئے۔ ہمارے محرم سے میں یہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے واقعی اگر یہاں کے حالات سدھارنے تھے واقعی آپ ایفانداری سے ان کے مسائل حل کرنا چاہتے تھے تو نوشرہ میں تو کیپ لگا سکتے تھے آپ نے کیپ کیوں نہیں لگایا؟ کیا آپ کی ذمہ داری نہیں تھی آپ یوں ہی ہمارے اوپر مسلط ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! اس صورتحال میں یہی گزارش کروں گا کہ آخر وہ لوگ جن پر فائرنگ کی گئی، جن کو شہید کیا گیا ان کا یہی قصور تھا کہ وہ اسلامی قوانین کے نفاذ کا مطالبہ کر رہے تھے اور یہ ان کے قبائلی اور روایتی اور فطری قوانین سے روایت سے قریب تر ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! میں اس تحریک کو منظور کرنے کا مطالبہ کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس پر سیر حاصل بحث کی جائے تاکہ مستقبل میں اس قسم کے اقدامات نہ ہوں۔

جناب چیئرمین۔ فتح محمد خان صاحب۔

جناب فتح محمد خان۔ میں اس تحریک کی حمایت کرتا ہوں اور ساتھ اتنا عرض کروں گا کہ پانچ چھ مہینے پہلے وہ پہلے والا قانون منسوخ ہو گیا تھا۔ پانچ چھ مہینے وہاں کے لوگ جن مشکلات سے گھرے ہوئے تھے یا جو تکلیف ان کو تھی اس سے میں زیادہ واقف ہوں بہ نسبت اور لوگوں کے اس لئے کہ وہ میرا اپنا علاقہ ہے۔ تو چھ مہینے لوگ مصیبت میں پڑے رہے، کوئی مقدمہ درج نہیں ہوتا رہا، قتل بھی ہوتے تو اسکا کوئی فیصلہ نہیں ہوتا تھا اور چوریاں بھی ہوتی تھیں اس کا بھی کچھ نہیں ہوتا تھا کوئی دیوانی مقدمات ہوتے تھے اس کا بھی کوئی فیصلہ نہیں ہوتا تھا تو سارا معاملہ جو تھا وہ پانچ چھ مہینے غفلت کی وجہ سے چونکہ حکومت نے اس وقت اس کے متبادل کوئی قانون نہیں بنایا یہ جو کچھ ہوا وہ اس وجہ سے ہوا۔ باقی چھ سات آٹھ دن سے سڑک بند کی ہوئی تھا ملاکنڈ ڈویژن کے ہر طرف سے سڑک بند کی ہوئی تھی حکومت کا فرض بنتا تھا کہ وہ اس وقت پوچھ لیتے کہ سڑکیں سات آٹھ دن سے بند ہیں اس کی وجہ کیا ہے کہ اس علاقے کے

لوگوں کو تکلیف اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ میرا رابطہ ان کے ساتھ صرف ٹیلی فون پر ہوتا تھا۔ نہ میں وہاں جاسکتا تھا نہ وہاں سے کوئی آسکتا تھا۔ سوات، دیر اور مالاکنڈ اور بنیر کے راستے بند تھے اور آٹھ دس دن کوئی پوچھنے والا نہیں تھا کہ یہ بھی پاکستان کا ایک حصہ ہے اور یہاں سڑکیں بند ہیں، یہاں سے کوئی مل نہیں سکتا۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ تو یہ چند ایک غلطیوں کی تھیں جس کے نتیجے میں بارہ تیرہ آدمی اس میں مر گئے اور کئی زخمی ہوئے ہیں۔ ان کی حالت بھی تشویش ناک ہے۔ میں نے معلومات حاصل کیں۔ میری معلومات کے مطابق لوگ کہتے تھے کہ وہاں پر تقریباً ۲۰۰۲۰ آدمی مارے گئے ہیں تو یہ کافی زیادہ تعداد ہے اور یہ تعداد صرف یہ غلط اور لاپرواہی کی وجہ سے۔ باقی قانون بنانے کا کام جو ہے۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں وہ حکومت کا فرض ہوتا ہے کہ وہ قانون بنائے، ہر ایک اپنے لیے علیحدہ علیحدہ قانون نہیں بنا سکتا لیکن حکومت کی غلطی یہ ہوتی ہے کہ خاص علاقے کے لیے جو پہلے سے قانون ہوتا ہے وہ ختم ہو جاتا ہے اور دوسرے قانون کا کوئی نفاذ نہیں ہوتا اس کا یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ اس لیے میں اس کی حمایت کرتا ہوں تاکہ اس پر مزید بحث ہو جائے اور لوگ اپنی اپنی رائے دیں۔

جناب چیئر مین۔ جی شکریہ۔ حافظ فضل محمد صاحب۔

حافظ فضل محمد۔ جناب چیئر مین صاحب۔ ان لوگوں کو یہ سزا صرف اس بنیاد پر دی گئی کہ وہ اللہ کے دین اور اللہ کی شریعت کے لیے مطالبہ کر رہے تھے۔ یہ کتنی بڑی افسوس کی بات ہے کہ اگر کشمیر میں لوگ مرتے ہیں۔ اسلام کی بنیاد پر اور اپنی آزادی کے لیے تو یہی حکومت پوری دنیا میں چلتی ہے اور بھری بی بی صاحبہ پوری دنیا میں چلتی ہیں کہ کشمیر میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہو رہی ہے تو کیا پھر یہ عمل جو انہوں نے کل دکھایا۔ کیا یہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی نہیں؟ کیا اسلام کے حوالے سے پاکستانی ہونے کے حوالے سے اور ایک مسلمان کے حوالے سے کیا انہوں نے جائز کام کیا؟ جب کہ وہ اپنے لئے پسندیدہ قانون پاس کرتے ہیں۔ جب کہ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ وہاں کوئی قانون نہیں ہے تو آپ بتائیں کہ اس مہذب دنیا میں کیا کوئی ایک بھی شہر، کوئی ایک گاؤں بھی بغیر قانون کے چل سکتا ہے؟ کیا وہاں جنگل کا قانون نافذ کیا جائے؟ اگر وہ اسلام کے لیے مطالبہ کرتے تھے تو ان کے جواب میں ان کو گولی ملتی ہے۔ بد قسمتی یہ ہے جناب کہ ہمارے وزیر داخلہ صاحب جو ہیں۔ یہ ایک رینٹرز فوجی ہیں۔ اب فوجی کس جو طاقت ہوتی ہے۔ وہ الگ قسم کی ہوتی ہے۔ یہاں اندرونی معاملات جو ہیں وہ سیاسی معاملات ہوتے ہیں۔ اس کے لیے سیاسی آدمی ہونے چاہئیں ان کا الگ انداز ہوتا ہے تو میری ایک تجویز ہے کہ ان کا ایک سیاسی ادارے میں داخلہ کرایا جائے ان کو چند دن کے لیے سیاسی تربیت دی جائے تاکہ

آئندہ کے لیے ایسے معاملات میں پھر کوئی قدم نہ اٹھائے جائیں۔

جناب چیئر مین۔ جناب شکریہ۔ جی پروفیسر صاحب کیا فرما رہے ہیں؟

پروفیسر خورشید احمد۔ اگر آپ سن لیں تو میں آپ کو دستور کی relevant دفعات کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئر مین۔ میرے خیال میں Provincially Administered areas کے بارے میں

بھی صدر کی اجازت ضروری ہوتی ہے۔ Governor with the Permission of the President۔ بہر حال وہ دیکھ لیں گے۔ جی اعظم ہوتی صاحب۔ بہت مختصر۔

جناب محمد اعظم خان۔ میں اس تحریک کے سلسلے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ مطالبات خواہ کچھ بھی ہوں اور میں مشکلات میں نہیں جانا چاہتا لیکن یہ مسئلہ وہاں کی کسی ایک سیاسی جماعت کا مسئلہ نہیں تھا۔ یہ وہاں کے عوام کا مسئلہ تھا اور اس میں تمام سیاسی جماعتیں جو وہاں پر ہیں۔ جیسے کہ سارے ملک میں ہیں۔ ان سب کا مطالبہ تھا۔ لیکن جناب والا۔ یہاں پر مسئلہ یہ ہے کہ چاہے مطالبہ کچھ بھی تھا لیکن انسان یہاں پر مرے ہیں۔ جو تعداد بتائی جاتی ہے۔ یہ شاید سرکاری اعداد و شمار ہوں۔ لیکن سنا یہی جا رہا ہے کہ وہاں پر اس سے کئی زیادہ لوگ اس واقعے میں مارے جا چکے ہیں۔ اور جس علاقے میں یہ واقعہ ہوا ہے، نہایت ہی پسماندہ علاقہ ہے۔ اور وہ جو جلوس کل نکالا گیا تھا اس مطالبے کے حق میں بنیادی طور پر سکول کے بچوں نے نکلا اور پھر ساتھ وہاں کی عوام، جو اس مطالبے میں شامل ہیں وہ شامل ہونے۔ اور پھر para military forces جو کہ وہاں پر civil administration کے disposal پر تھے ان کے ہاتھوں ان لوگوں کا قتل ہوا ہے۔ تو میں صرف اس کے ایک پہلو، جیسے طارق چوہدری صاحب نے کہا کہ اس کو یونہی درگزر نہیں کرنا چاہیے۔ اس میں ملوث جو افراد ہیں ان کے خلاف کارروائی کا اس ایوان میں یقین دلایا جائے۔ اس ایوان میں محترم وزیر داخلہ صاحب تشریف رکھتے ہیں اور para military forces بھی ان کے زیر کمانڈ ہیں۔ گو کہ وہاں فیصلہ مقامی انتظامیہ نے کیا ہو گا۔ کیونکہ اگر اس طرح یہ رواج چل نکلا تو پھر کسی بھی مطالبے کے لئے نکلے ہوئے لوگوں پر اگر اسی طرح گولیاں برسائی گئیں تو یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ اور پھر خاص کر جس مطالبے کے لئے وہ نکلے ہیں ایک نظام کے نفاذ کے لئے، شرعی نظام کے لئے اور شریعت محمدی کے لئے۔ میں یہ سوال کرتا ہوں کہ اگر یہاں کل اسلام آباد کی سڑکوں پر اسی کے حق میں یا اس مطالبے کے تحت لوگ نکلیں یا منجانب سے کسی اور شہر میں تو کیا ان پر بھی گولیاں برسائی جائیں گی؟ کیا یہ جواز بنتا ہے حکومت کے لئے کہ بے گناہ امن پسند لوگوں پر گولیاں برسائی جائیں؟ جناب والا! میں اس تحریک پر توجہ چاہتا ہوں۔

Mr. Chairman: Thank you, Interior Minister.

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: 1. Oppose the motion because for one; it is a provincial subject. No. 2. it is still under investigation. We will find out the details but I would like to give a little back ground to this entire area. Malakand division was essentially a princely state. They were not exact formal part of Pakistan but princely state. In 1969, they were merged and from then the trouble has started. In the past, Dir was controlled by Dastoor-e-Amal given by Nawab of Dir. Malakand and Swat had its own Rules which also include Buner and that has been the problem all alone. They had periodic troubles. They were not happy with the Dastoor-ul-Amal then Mr. Jarra, who is the Secretary General here he was made the Prime Minister or whatever they called him at that point of time. He went and became the Administrator over there and they were not happy with that system. Dir was then made into an Agency, they were not happy. Finally, it was made into a district and they are still not happy. The police rule, everything has been extended but unfortunately we do a lot of things in haste. The infrastructure was not there and we made mess out of these places because Qayyum Khan the then Interior Minister got up and said they are all 'kalaqawaneen' (black laws) and he did away with them without providing a suitable alternative. With the result that again we had trouble in 1974, so in 1975 with the desire and with the will of these people and with their understanding the PATA regulations were drawn up which were very very specific. They do not know the formality of the CRPC. The lawyers community also started to exploit them. With the result that the special Rules had to be drawn on which a Jirga system was formally drawn up but they were still not happy because they said that in the past they came and brought some honey and chickens, they could while away their time on the jirga but today the police takes all that away. And that is why we are find written on the wall ("Police Wale Murghi Choor ect. etc. "). Now here also what happened was that quite merrily going along with the PATA regulations when the Supreme Court in its wisdom decided to withdraw that

regulation. This created a vacuum. Then this tussle started as to what law is to be placed. Then we started having talks with them, a lot of them say 'shariat' but when you tell them that are you going to give the right of property to the sisters and daughters they said 'No' that is not part of shariat and that is why all this discussion has been taking place with them because they want that parts of Shariat and they don't want certain parts of Shariat which do not suite them. Because under no circumstances do they want to give the right of inheritance to both the sisters and the daughters. With the result, this thing had been going on in Malakand, I mean Dir and Malakand were contained. Dir people were allowed to come up to Batkhela and were not checked. I mean the steam could be taken out and they came there. Negotiations were going on with them. But the Buner is a different case altogether. There a political party has, unfortunately, motivated this movement and that is why the trouble started. What we had done was that not to interrupt these people till such time a settlement is made. These people can sit on the main road but will keep the other two avenues opened. That is the road through Buner and the road through Bajor Agency. It was going on peacefully till a day before yesterday when a political party took charge of events there and started creating trouble and these things are politically motivated. Unfortunately, this is not a case of 'Shariat' or 'Shariat' motivation in Buner. Here it was pure and simple politics and that is what lead to this disaster because the troops were fired at and this is the information that we have that it was the processionists who first fired at the troops and they fired in self defence. The Magistrates normally are there and they give command. I do not for a moment exonerate them. I do not for a moment say, I do not condone them as to what must have happened but all of us who sit here in this House and pass the judgements, I think, are not also fair because one has to be on the ground to see the events and the incident at that point of time it takes place and then come to certain conclusion. So that we are trying to find out and then we will place it before the House. If necessary an enquiry will be ordered. We have no hesitation into that. The Opposition can come and sit with us when they want judicial enquiry. Whatever nature of enquiry they

require. That first let us get all the informations, place it before the House and then we can have a fruitful discussion on the subject.

جناب چیئرمین۔ جناب اعظم ہوتی صاحب۔

جناب محمد اعظم خان۔ جناب والا۔ میں تو یہ سمجھا تھا کہ میں نے ایک عمومی پہلو پر بات کی ہے لیکن اب محترم وزیر داخلہ صاحب ایک عوامی مطالبہ کو ایک سیاسی رنگ دینا چاہتے ہیں۔ یہ اس ملک کے وزیر داخلہ ہیں، مجھے ان کی لاعلمی پر حیرت ہے۔ میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ یہ کہتے ہیں کہ یونیر کی سڑک ایک agreement کے تحت کھلی ہوئی تھی، اس کو block کس نے کیا تھا؟ اس کا مجھے یہ جواب دیں۔ جناب۔ اس کو پیپلز پارٹی کے وہاں کے ایم پی اسے نادر خان کے بھتیجے نے block ہلاک کیا تھا۔ یہ جو پولیٹیکل پارٹی کی بات کر رہے ہیں۔ جس طرف یہ اشارہ کر رہے ہیں، میں نے ان سے یہ سوال کیا ہے کہ وہ سڑک کس نے بند کی تھی؟ یا پھر یہ بے علم اور لاعلم ہیں۔

جناب چیئرمین۔ اب تقریباً وقت ہو گیا ہے۔

جناب محمد اعظم خان۔ جناب یہ نہیں جانتے ہیں۔ میں اس بات پر ان سے اتفاق نہیں کرتا

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: I have not named any party.

I have stated deliberately.

(مداخلت)

جناب محمد اعظم خان۔ جناب والا۔ نوشہرہ میں شکست کھانے کے بعد تھوڑے سے بوکھلاہٹ کا شکار ہو گئے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ اجنڈے پر اور بھی بہت ساری چیزیں ہیں۔

جناب الیاس احمد بلور۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ وزیر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ پہلے عوام کی طرف سے فائرنگ ہوئی۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر داخلہ کو یہ بھی علم نہیں ہے کہ ان کے میلبورم اور ان کی اخباروں نے تو یہ خبریں نہیں دی ہیں کہ پہلے عوام کی طرف سے فائرنگ ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ پولیس نے فائرنگ پہلے کی ہے۔ بی بی سی نے بھی کہا ہے کہ پہلے پولیس نے فائرنگ کی ہے۔ خدا کے لئے وہ ایسی باتیں نہ کریں۔

جناب چیئرمین۔ بہر حال وہ یہ بھی تو کہہ رہے ہیں کہ میں investigate کر کے اس کی رپورٹ

یہاں پیش کر میں گا تاکہ پورے واقعات سامنے آجائیں۔

حافظ حسین احمد - جناب والا - میں سمجھتا ہوں کہ مسند اٹھایا جا رہا ہے - اگر وزیر داخلہ صاحب کی بات کو تسلیم بھی کر لیا جائے کہ سیاسی مسند تھا تو کیا سیاسی مسند کو اسی طرح deal کیا جاتا ہے؟ سوال یہ ہے کیا کہ سیاسی مسند کا یہی حل ہے؟

میجر جنرل (ریٹائرڈ) نصیر اللہ خان بابر - جناب والا - جو وہاں سب سے بڑا crowd چالیس پچاس ہزار کا تھا اس پر کوئی فائرنگ نہیں ہوئی۔

But Buner I said was a different case there. Political motivation did take place. I do not for a moment dispute that. Yes, on the main road and in other areas my own party came out because when the community comes out every one comes out. And that is why I said. I did not mention any political party. Someone felt guilty and I do not know why he got up.

Mr. Chairman: I reserve judgement on this. Let him bring the report and we will see.

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل - جناب والا - انہوں نے لاگ مارچ کیا اور لاگ مارچ عام سیاسی تحریک کا ایک طریقہ ہے۔

جناب چیئرمین - ہو سکتا ہے کہ کل برسوں تک وزیر داخلہ صاحب اس پر زیادہ تفصیل سے بیان دے سکیں تو اس صورت میں اس کی روشنی میں بہتر فیصلہ کیا جائے گا۔

جناب آفتاب احمد شیخ - پوائنٹ آف آرڈر - جناب چیئرمین! یہ عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ سندھ والی debate ابھی تک مکمل نہیں ہوئی۔

جناب چیئرمین - اس پر بھی کرتے ہیں - یہ روز وغیرہ کر لیں - آپ راجہ صاحب سے صلح کر کے ہمیں بتائیں

What do you want to take up?

(مداخلت)

جناب چیئرمین - پہلے میں ذرا روز کو take up کر لوں وہ ضروری ہے -

In the mean time - آپ مجھے مشورہ کر کے بتائیں۔

what do you want to take up

پروفیسر خورشید احمد۔ ہم تو کہتے ہیں کہ صبح و شام سیشن کھینے۔

جناب چیئرمین۔ نہیں، آج چلتے ہیں۔ As long we can go on آج جتنا چلا سکتے ہیں کوئی حرج نہیں۔ We will go on today۔ آئیم نمبر ۲ پڑھیں۔ راجہ صاحب یہ روز وغیرہ پہلے کر لیں۔ اس کے بعد مجھے مشورہ کر کے بتائیں۔

سید اقبال حیدر۔ یہ روز کر لیں پھر دو Bills نکال دیں سر۔

جناب چیئرمین۔ ہمیں روز تو کر لیں ہو ضروری ہیں۔ اس کی وجہ سے Standing Committees کی ہوتی ہیں۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کل میں نے لاہور کے سانحے کے بارے میں بات کی تھی تو جناب نے فرمایا تھا کہ اس کے بارے میں regular adjournment motion دیں۔

جناب چیئرمین۔ وہ ہے جی۔ We have a Call Attention Notice today وہ اسبجکٹ پر بھی ہے۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ Call Attention بھی ہے اور adjournment motion بھی ہے۔

جناب چیئرمین۔ دونوں نہیں take up ہو سکیں گے آج ایک ہو سکتا ہے چونکہ وہ آج اسبجکٹ پر آیا ہوا ہے اس پر بات ہو جائے گی۔ We will take up today اور میرے خیال میں آج اس کو جتنا چلا سکتے ہیں اس کو چلائے ہیں۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ میرا خیال ہے یا اس کو پھر جمع رکھ لیں۔

جناب چیئرمین۔ Call Attention تو آیا ہوا ہے آج کیوں نہ اس پر بات ہو جائے۔

سید اقبال حیدر۔ ایک دو Bill جلدی سے پاس کرادیں۔

جناب چیئرمین۔ آئیم نمبر ۲ کر دیں۔

Formation of standing committees.

Syed Iqbal Haider: With your permission sir, I move that in the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988 in Rule 140, for sub-rule (1) the following shall be substituted, namely:-

following shall be substituted, namely:-

" (1) There shall be the following Standing Committee of the Senate, namely:-

- | | |
|--------------|--|
| Committee-1 | Cabinet, Establishment and Management Services |
| Committee-2 | Defence and Defence Production |
| Committee-3 | Commerce |
| Committee-4 | Industries and Production |
| Committee-5 | Communications and Railways |
| Committee-6 | Water and Power |
| Committee-7 | Petroleum and Natural Resources |
| Committee-8 | Finance, Revenue and Economic Affairs and Statistics |
| Committee-9 | Planning and Development and Population Welfare |
| Committee-10 | Foreign Affairs and Kashmir Affairs and Northern Affairs |

In fact it should be Northern Areas I suppose

جناب چیئرمین - جی اس کو چیک کر لیں مے اقبال حیدر صاحب جو صحیح ہو گا وہ ڈال دیں

Syed Iqbal Haider: Right

- | | |
|--------------|---|
| Committee-11 | Interior, Narcotics Control and States and Frontier Regions |
| Committee-12 | Information and Broadcasting |
| Committee-13 | Culture, Sports and Tourism and Women Development and Youth Affairs |
| Committee-14 | Education and Scientific and Technological Research |
| Committee-15 | Law, Justice and Parliamentary Affairs |
| Committee-16 | Religious Affairs and Minorities Affairs |
| Committee-17 | Labour, Manpower and Overseas Pakistanis |
| Committee-18 | Food, Agriculture and Livestock |

Committee-19 Local Government and Rural Development

Committee-20 Health and Social Welfare and Special Education

Committee-21 Works and Environment and Urban Affairs

Mr. Chairman: To save the time I will not read the entire amendment again, I will put it to the House. Does the House grant leave to the honourable Minister to move this amendment?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Leave granted. No objection.

سید اشتیاق اظہر - Privilege Committee کا بھی اعلان کر دیں۔

جناب چیئرمین - وہ ہے ہی علیحدہ - ایجا جی اب جناب move کریں

This should be taken in to consideration, that the proposed amendment be taken into consideration.

Syed Iqbal Haider: With your permission sir, I move that the proposed amendment may be taken in to consideration.

Mr. Chairman: it has been moved by the honourable Minister that the proposed amendment to rule 140, sub-rule (1) be taken into consideration.

(The motion was carried)

جناب چیئرمین : اب تیسرا motion move کر دیں جی۔ that the proposed amendment be passed.

Syed Iqbal Haider: Sir I move that the proposed amendment be passed.

Mr. Chairman: It has been moved by the honourable Minister for Law, Justice and Parliamentary Affairs that the amendment proposed to rule 140, that is the substitution of a new sub-rule (1), for the present rule be passed.

(The motion was carried)

Syed Iqbal Haider: Sir, I had discussed with the members of the opposition.

They were of the view that they have no objection on passage of a bill for Pakistan Council of Architect and Town Planners. It is at number 12, Sir. No. 16, is the Prohibition (Enforcement of Hadd), they have consensus about it. And No. 18, Sir, which is Anti Narcotics Task Force. These three bills....

راجہ محمد ظفر الحق- جناب چیئرمین! جو کارروائی پہلے جاری تھی اسی کو آپ جاری رکھیں۔ اس بحث میں یہ کارروائی ایسے نہیں چل سکتی۔

چوہدری شجاعت حسین- اس میں ہماری ترامیم ہیں۔ اور یہ ہاؤس میں غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔

سید اقبال حیدر- اب پھر one by one چلتے ہیں۔

راجہ محمد ظفر الحق- اس بحث میں یہ کارروائی ایسے نہیں ہو سکتی۔ نہیں جو کارروائی پہلے جاری تھی اسی کو آپ جاری رکھیں۔

Syed Iqbal Haider: Civil Law Reforms.

راجہ محمد ظفر الحق- نہیں جو کارروائی پہلے جاری تھی اسی کو آپ جاری رکھیں۔ اس بل پر پہلے بحث ہو رہی تھی اسی کو آپ جاری رکھیں۔

سید اقبال حیدر- ٹھیک ہے جناب۔

جناب چیئرمین- وہ کونسا ہے جناب؟

سید اقبال حیدر- وہ ہے the Bill Further to amend the Bank (Nationalisation)

Prohibition against the defaulters

جناب چیئرمین- اس کو make up کر لیتے ہیں۔ ابھی وقت ہے about 1:25. I think we

let us go on today بتاتا کر سکتے ہیں کام۔ اس پر کر لیتے ہیں اور اس کے بعد کیا کرنا ہے؟

راجہ محمد ظفر الحق- اس کے بعد کراچی سندھ صورتحال پر لاہور والا معاملہ ہے۔

جناب چیئرمین- لاہور والا آخر میں آنے گا۔

سید اقبال حیدر - اس کے بعد Civil Law Bill ہے - Sir, this is the suggestion of the

Law Commission. It is totally non-political. This Civil Law Bill had gone to the Standing Committee of the National Assembly.

جناب چیئرمین - اس طرح کرتے ہیں میں ایک تجویز آپ کو دیتا ہوں if you approve it کہ ابھی ڈیڑھ بج رہا ہے دو بجے تک legislation کر لیتے ہیں دو بجے سندھ صورتحال take up کر لیتے ہیں۔ اور آخر میں the motion about the incident in Lahore

سید اقبال حیدر - سر دو بل ہیں پاس کروادیں - پتہ نہیں کتنی دیر تک یہ تقریریں کریں۔

جناب چیئرمین - یہ تو آپ آہل میں کریں۔

سید اقبال حیدر - پتہ نہیں یہ تقریریں شروع کردیں تو دو بجے تک تقریریں ہی ختم نہ ہوں۔

جناب چیئرمین - نہیں آدھا گھنٹہ لیمٹیشن پہ لگا لیتے ہیں۔۔۔۔

سید اقبال حیدر - سر دو بل پاس کروادیں۔

(مداخلت)

حافظ حسین احمد - جناب چیئرمین - ابھی آپ ناز کا وقفہ کردیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین - راجہ صاحب کیا کریں؟

سید اقبال حیدر - سر دو Bill پاس کروادیں - بے شک شام تک اجلاس چلے میں بیٹھنے کے لئے

تیار ہوں۔ لیکن یہ بل پاس کروادیں۔

جناب چیئرمین - میری تجویز تو یہ ہے کہ آدھا گھنٹہ legislation کر لیں۔ دیکھ لیتے ہیں کہ کیا

رانے بنتی ہے۔ کیوں جی راجہ صاحب۔

حافظ حسین احمد - جناب چیئرمین - ابھی آپ ناز کا وقفہ کریں پھر آپ بے شک عصر تک

بیٹھ جائیں۔

(مداخلت)

سید اقبال حیدر - میری گزارش یہ ہے کہ دو بل پاس کروادیں۔ کیونکہ چودہ بل اتوار میں

Further discussion on the Bill to amend the Banks (Nationalisation)

Prohibition against the defaulter.

پروفیسر خورشید احمد - میں زیادہ وقت نہیں لوں گا جناب والا - لیکن مشکل یہ ہے کہ وزیر خزانہ اس وقت موجود نہیں ہیں - اور اس بل کا تعلق خزانے سے ہے - جناب محترم وزیر قانون نے ابھی کہا ہے کہ ان کی حکومت سرخرو ہونا چاہتی ہے - اور وہ قانون سازی کے کام کو اہمیت دیتے ہیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ بدقسمتی سے یہ سات مہینے میں میرے علم کے مطابق کوئی بل introduce نہیں ہوا - ساری قانون سازی Ordinance میں ہوتی ہے - اور اس کے بعد پھر آپ کو شش یہ کرتے ہیں کہ pressurize کریں کہ ان قوانین پر مناسب بحث اور غور و غوص کے بغیر پاس کر دیں - یہ Standing Committees اس لئے ہوتی ہیں کہ وہ examine کر کے نوک پلک درست کریں اور جہاں کہیں کوئی سقم رہ گیا ہو اس کی اصلاح کریں - ہمارا مقصد یہ تو نہیں ہے کہ آپ یہاں لائیں اور اس کے بعد آپ بدوز کریں کہ بس پاس کرو - پاس کرو - وزیر قانون صاحب سے میں اس بارے ایوان کے سیشن میں یہ بات سن رہا ہوں کہ بس کسی طرح آپ بل پاس کر دیں - میاں ہم پاس کرنے کے لئے بیٹھے ہیں examine کرنے کے لئے بیٹھے ہیں - تو جناب والا! میں بارے ادب سے عرض کروں گا کہ اس وقت وزیر خزانہ کا یہاں نہ ہونا ایک بہت ہی ناپسندیدہ بات ہے - اسلئے کہ یہ ایک بڑا اہم بل ہے - اور اس بل کے اصولوں پر میں اس وقت بات کر رہا ہوں - جناب والا! اصل مقصد اس ترمیم کا یہ ہے کہ بٹکوں میں جو Defaults ہیں یا سیاسی یا دوسری وجوہ سے غلط استعمال ہوا ہے - ایسے لوگوں کو دیا گیا ہے جو حقیقی party نہیں تھے - تو بجائے اس کے کہ یہ معاملہ بند رہے جس طرح کہ ماضی میں تھا - اس پر کھلا احتساب ہو سکے حقائق قوم کے سامنے آسکیں - یہ بڑا بنیادی مسئلہ ہے - جناب والا میں آپ کو یاد دلاؤں گا کہ جو فہرستیں نگران حکومت کے دور میں طالع ہوتی ہیں وہ مکمل نہیں ہیں - وہ صرف ان قرضوں سے deal کرتی ہیں جو دس ملین سے زیادہ تھے اور ایک خاص period کے بارے میں لیکن وہ رقم بھی ساٹھ ملین روپے بنتی ہے - اور اگر اسے آپ compare کریں ملک میں کل Banking Deposits سے اس لئے کہ ان کا کوئی تعلق فارن بینک سے نہیں ہے - یہ صرف پانچ چھ ادارے ہیں جن سے اس کا تعلق ہے - اس کے ساتھ compare کریں تو تقریباً ان کا 29 فیصد ہے - دنیا کی تاریخ میں جو میں نے مطالعہ کیا ہے کسی ملک میں Default, bad debt اسے کسی بھی نام سے آپ پکار لیں ایک تہائی total advances ہو ہیں اگر وہ آپ کے default میں جا رہے ہیں تو یہ دراصل ملک کے بٹنگ سسٹم کو تباہ کرنے کی ایک institution کو تباہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہو - اور اس کے ساتھ آپ بات کرتے ہیں سرمایہ کاری کی - آپ اس کے بعد بات کرتے ہیں foreign investment کی لیکن

اگر ملک کے بینکنگ کے نظام کو اس طرح تباہ کیا جا رہا ہو۔ تو پھر اس ملک میں نہ saving ہوگی۔ نہ
 بینک کے اوپر اعتماد ہوگا اور نہ investment ہو سکے گی۔ تو یہ ہے اہمیت اس مسئلے کی۔ اب جناب والا میں
 آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ حکومت جو ترامیم لانی ہے ان کی justifications بڑی دلچسپ
 ہیں اور وہ یہ ہیں کہ جب نگران حکومت نے ایک ordinance جاری کیا تھا۔ نادبندگان کے بارے میں ایک
 طریق اور اس سے اوپر کا تو ہم دراصل اب اس کی جگہ یہ لانا چاہ رہے ہیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ دونوں
 Ordinances یعنی وہ ordinance اور یہ ordinance ان کا موازنہ کرنے کی کسی نے زحمت گوارہ نہیں
 کی۔ میں چاہوں گا کہ آپ ذرا اس پر غور فرمائیں جو آرڈیننس نگران حکومت نے نافذ کیا تھا۔ اس کے
 اندر پہلی بنیادی بات یہ تھی کہ یہ بینکنگ کونسل کا اختیار تھا کہ وہ اس فہرست کو شائع کرے۔ اور موجودہ
 قانون میں یہ اختیار بینکنگ کونسل سے لے کر فیڈرل گورنمنٹ کو منتقل کر دیا گیا۔ جس کے صاف معنی یہ
 ہیں جناب والا کہ ایک سیاسی استعمال کا دروازہ کھولا جا رہا ہے۔ بینکنگ کونسل بھی مجھے پتہ ہے کہ۔
 حکومت کے تابع ہے۔ لیکن پھر بھی اس کو ایک pseudo autonomy حاصل ہے لیکن مرکزی حکومت تو
 بہر حال سیدھی سیدھی ایک پارٹی کی حکومت ہے۔ اور ہرگز اس سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ یہ کام
 صحیح کریں گے، دیانتداری سے کریں گے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اگر فی الحقیقت آپ transparency
 چاہتے ہیں۔ تو اس کے لئے تین چیزوں کی ضرورت ہے۔ میں اس حق کو چیلنج نہیں کرتا یہ اختیار مرکزی
 حکومت کو بھی رہنا چاہیے۔ (اس مرحلے پر اذان شروع ہو گئی۔)

Mr. Chairman: Now we adjourn for Zohar prayers. The House will meet again

at 2 p.m.

(The House adjourned for Zohar prayers)

(The House re-assembled after interval with Mr. Chairman (Mr. Wasim

Sajjad) in the Chair).

جناب چیئرمین۔ پروفیسر غورخید صاحب تو اس پر تقرر کر چکے ہیں۔ جی چوہدری شجاعت صاحب۔

چوہدری شجاعت حسین۔ جناب والا! میں اس سلسلے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اگر اس بل کو غور
 سے دیکھا جائے تو یہ بل اس آرڈیننس کو سامنے رکھ کر بنایا گیا تو کہ معین قریبی کی حکومت نے جاری
 کیا تھا اس میں defaulters کے بارے حوالہ بھی دیا جا چکا ہے۔ جناب والا! اس کا جو مفہوم ہے اس
 پر تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں کہ جو لوگ defaulters ہیں ان کو پیسے واپس دینے چاہیں لیکن اس بل
 میں وہ تمام اچھی چیزیں حذف کر دی گئی ہیں جو اس آرڈیننس میں تھیں۔ ایک خاص چیز جس کا ہم نے

اعتماد ہوگا اور نہ investment ہو سکے گی۔ تو یہ ہے اہمیت اس مسئلے کی۔ اب جناب والا! میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ حکومت جو ترمیم لانی ہے ان کی justifications بڑی دلچسپ ہیں اور وہ یہ ہے کہ جب نگران حکومت نے ایک ordinance جاری کیا تھا۔ نادہندگان کے بارے میں ایک طریق اور اس سے اوپر کا تو ہم دراصل اب اس کی جگہ یہ لانا چاہ رہے ہیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ دونوں Ordinances یعنی وہ ordinance اور یہ ordinance ان کا موازنہ کرنے کی کسی نے زمت گوارہ نہیں کی۔ میں چاہوں گا کہ آپ ذرا اس پر غور فرمائیں جو آرڈیننس نگران حکومت نے نافذ کیا تھا۔ اس کے اندر پہلی بنیادی بات یہ تھی کہ یہ بینک کونسل کا اختیار تھا کہ وہ اس فہرست کو خالص کرے۔ اور موجودہ قانون میں یہ اختیار بینک کونسل سے لے کر فیڈرل گورنمنٹ کو منتقل کر دیا گیا۔ جس کے صاف معنی یہ ہیں جناب والا! کہ ایک سیاسی استعمال کا دروازہ کھولا جا رہا ہے۔ بینک کونسل بھی مجھے پتہ ہے کہ۔ حکومت کے تابع ہے۔ لیکن پھر بھی اس کو ایک pseudo autonomy حاصل ہے لیکن مرکزی حکومت تو بہر حال سیدھی سیدھی ایک پارٹی کی حکومت ہے۔ اور ہرگز اس سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ یہ کام صحیح کریں گے، دیانتداری سے کریں گے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اگر فی الحقیقت آپ transparency چاہتے ہیں۔ تو اس کے لئے تین چیزوں کی ضرورت ہے۔ میں اس حق کو چیلنج نہیں کرتا یہ اختیار مرکزی حکومت کو بھی رہنا چاہیے۔ (اس مرحلے پر اذان شروع ہو گئی۔)

Mr. Chairman: Now we adjourn for Zohar prayers. The House will meet again at 2 p.m.

(The House adjourned for Zohar prayers)

(The House re-assembled after interval with Mr. Chairman (Mr. Wasim

Sajjad) in the Chair).

جناب چیئرمین۔ پروفیسر غورخید صاحب تو اس پر تحریر کر چکے ہیں۔ جی چوہدری شجاعت صاحب۔

چوہدری شجاعت حسین۔ جناب والا! میں اس سلسلے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اگر اس بل کو غور سے دیکھا جائے تو یہ بل اس آرڈیننس کو سامنے رکھ کر بنایا گیا تھا جو کہ معین قریشی کی حکومت نے جاری کیا تھا اس میں defaulters کے بارے حوالہ بھی دیا جا چکا ہے۔ جناب والا! اس کا جو مفہوم ہے اس پر تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں کہ جو لوگ defaulters ہیں ان کو پیسے واپس دینے چاہیں لیکن اس بل میں وہ تمام اہم چیزیں حذف کر دی گئی ہیں جو اس آرڈیننس میں تھیں۔ ایک خاص چیز جس کا ہم نے اپنی ترمیم میں ذکر کیا ہے وہ یہ تھی کہ اس کے ساتھ جن لوگوں نے قرضے معاف کروائے ہیں ان

کے نام بھی شامل کئے جائیں لیکن انہوں نے یہ کیا ہے کہ اس کو حذف کر دیا تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پہلے تو یہ بتایا جانے کہ آیا یہ وہی آرڈیننس ہے جو مسین قریبی کی حکومت نے جاری کیا تھا یا یہ اس سے کوئی مختلف چیز ہے کہ آ رہے ہیں اگر یہ وہی آرڈیننس ہے تو یہ clause اس میں شامل ہونی چاہیئے ورنہ اس کا یہ مطلب لیا جانے گا کہ وہ clause اس لئے نکالی گئی ہے کہ جن لوگوں نے قرضے معاف کروائے ہیں ان میں زیادہ تر تعداد ان کے اس وقت کے وزیروں کی ہے۔ اس میں وزیر اعظم کا نام آتا ہے۔ اس میں نصرت بھٹو کا نام آتا ہے اور اس میں ان کے وزراء کا نام آتا ہے جنہوں نے لاکھوں کیا بلکہ کروڑوں روپے معاف کروائے ہیں اس لئے انہوں نے وہ چیز اس میں سے حذف کر دی ہے۔ جناب والا میری گزارش ہوگی کہ پہلے اس چیز کی وضاحت کی جائے کہ اس آرڈیننس کے تحت ہی یہ بل لایا جا رہا ہے یا کوئی اور چیز لائی جا رہی ہے۔

جناب چیئرمین۔ کوئی اور صاحب۔ پروفیسر صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد۔ میں ابھی عرض کر رہا تھا میری تقریر ابھی ختم نہیں ہوئی۔

جناب چیئرمین۔ اچھا۔ آپ کی تقریر ابھی ختم نہیں ہوئی۔

پروفیسر خورشید احمد۔ جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ اگر آپ ان دونوں آرڈیننسوں کا موازنہ کریں جیسے کہ جہداری صاحب نے صحیح پوائنٹ raise کیا ہے تو اس میں آپ کو بڑا ہی اہم فرق یہ ملتا ہے کہ مسین قریبی والے آرڈیننس میں یہ اختیار بینکنگ کونسل کو دے دیا گیا تھا اور موجودہ ترمیم میں یہ اختیار فیڈرل گورنمنٹ کو حاصل ہے اور فیڈرل گورنمنٹ کو دو انداز میں یہ حاصل ہے یہ کہ لسٹ شائع کی جائے اور یہ بھی کہ کس وقت سے کی جائے۔ وہاں ہر ایک وقت طے تھا مارچ ۱۹۸۵ء ایک objective cut of point ٹھیک ہے اس کو آپ بڑھا بھی سکتے ہیں اسے آپ کم بھی کر سکتے ہیں لیکن یہاں ہر اس کو بدلنے کی بجائے Till the date as directed by the Federal Government تو اس طرح سے فیڈرل گورنمنٹ کو اختیار دے دیا گیا ہے جس سے اس کے سیاسی استعمال کے خطرات بڑھ جاتے ہیں۔ میری نگاہ میں اس بات کی ضرورت ہے کہ بلاشبہ فیڈرل گورنمنٹ کے پاس یہ اختیار رہے لیکن بینکنگ کونسل کو بھی suo-moto, on its own initiative یہ لسٹ شائع کرنے کا اختیار ہونا چاہیئے اور تیسری بات جو میری نگاہ میں بڑی اہم ہے وہ یہ ہے کہ سیکیورٹیشنل اسمبلی، چیئرمین سینٹ، یا دونوں ایوانوں کی جو relevant کمیشنیں ہیں ان کے چیئرمینوں کو بھی اختیار ہونا چاہیئے اس معلومات کو requisition کرنے کا۔ اسنے کہ دراصل اس طرح اس میں transparency آئے گی اور کسی ایک سیاسی گروپ کے دوسرے سیاسی گروپ کے خلاف استعمال کرنے کے خطرات minimise کئے جا سکیں گے۔ پارلیمنٹ کی پارٹیوں میں ہمیشہ دونوں کی

شراکت ہوتی ہے۔ اس میں گورنٹ کی پارٹی بھی ہوتی ہے اور اپوزیشن کی پارٹی بھی ہوتی ہے اس طریقہ سے وہ ایسی چیزوں کو examine کر سکتے ہیں، تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک تو یہ ایک بڑا ہی بنیادی فرق اس آرڈیننس میں یا ترمیم میں ہے۔ دوسرا بنیادی فرق یہ ہے جناب والا جو میری نگاہ میں اہم ہے اور یہ improvement ہے کہ وہاں یہ تھا کہ 51% or more shares ضروری تھا۔ یہاں اب یہ percentage نکال دی گئی ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ خواہ کتنا بھی share ہو اس کے بارے میں معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔ یہ میری نگاہ میں بہت سی improvement ہے لیکن جو دوسرا میری نگاہ میں negative change ہے وہ یہ ہے کہ پرانے آرڈیننس میں الفاظ یہ تھے

or such loans were written off as bad debts.

جناب چیئرمین۔ شروع میں تو یہ الفاظ تھے۔

پروفیسر خورشید احمد۔ اب نہیں ہیں میں آپ کو پڑھ سنا ہوں۔

when there was the Government that published a list of persons from whom any loans, advances or credits amounting to one million rupees or more obtained from a Bank, Financial Institutions, Cooperative Societies or Cooperative Bodies either in their own names or in the names of their spouses, dependents or business concerneds whether merely owned by them or have any share in such business concerns were due and have not been paid back for more than one year. So,

جو written off ہے وہ نکال دیا گیا ہے تو یہ ایک بڑی conspicuous deletion ہے میری نگاہ میں اسے اور strengthen کرنے کی ضرورت ہے۔ اس میں written off اور جس چیز کو بکنگ کی اصلاح میں restructuring کہتے ہیں اس لیے کہ بیچارہ کھیلے جو ہیں مسلسل restructuring کے نام پر ہوتے ہیں اور اس طریقے سے snow falling effect رونما ہوتا ہے کہ آپ نے ایک کروڑ کا قرضہ لیا اسے آپ نے بر وقت ادا نہیں کیا پھر آپ نے اسے restructuring کرا کے دو کروڑ کا کر لیا پھر تین کا کر لیا پھر پانچ کا کر لیا اور اس میں جو default ہے تو اس restructuring کی شکل میں بکنگ کے ادارے کو بڑا نقصان پہنچایا گیا ہے اور ملک کی معیشت کو نقصان پہنچایا گیا ہے۔ تو اس لیے میری نگاہ میں اس کو strengthen کرنے کی ضرورت ہے۔ اس میں default, written off, restructuring ان تینوں کو شامل ہونا چاہیے اور ایک objective criterion یہ ہونا چاہیے کہ جو due date ہے اس ڈیٹ سے ایک سال کے اندر اندر جہاں بھی یہ واقعات ہونے ہیں ان سب کی فہرست لائی جائے نہ date حکومت کو متعین کرنے کی

ضرورت ہے نہ کونسل کو اور نہ اسے political foot ball بنایا جائے بلکہ یہ ایک tradition develop ہو جائے کہ ایک سال سے زیادہ default جہاں بھی ہیں اور جتنا restruction ہوا ہے اور جتنا written off ہوا ہے اگر وہ ایک ملین یا اس سے زیادہ ہے تو اس کی فہرستیں آئیں بلاشبہ اس میں سیاستدان بھی ہوں گے لیکن میں کہتا ہوں سیاستدانوں سے زیادہ اس کے اندر بزنس میں ہیں۔ industrialists ہیں Agricultural land lords ہیں Feudal Lords ہیں دوسرے عناصر ہیں جنہوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ اسی لیے آپ دیکھیں کہ ان ۶۰ ملین کے قرضوں میں سے جن کی فہرست طالع ہوئی تھی۔ غالباً سیاستدانوں سے متعلق تو صرف ایک ڈیڑھ ملین کے قریب تھا۔ ہمیں تو دراصل اس ملک کی معیشت کو سنوارنا ہے۔ بنگلہ کو سنبھالنا ہے تو میں گورنمنٹ سے بھی اپیل کروں گا کہ محض اس کو اپوزیشن اور حکومت کا مسئلہ نہ بنائیں بلکہ یہ دیکھیں کہ ملک میں بنگلہ کے نظام کو کیونکر مستحکم کیا جا سکتا ہے اور ایسا قانون بنائیں جس قانون سے حقیقی transparency پیدا ہو سکے۔ اسی نے جناب والا جو میں نے ترمیم دی ہیں جب وقت آنے کا تو ان میں سے ہر ایک پر دلائل دوں گا۔ لیکن ان کا اصل message ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم اس بل کو welcome کرتے ہیں ہم اس بل کے مقاصد کو صحیح سمجھتے ہیں لیکن ہم اس بل کو ایسا مضبوط بنانا چاہتے ہیں جس کے نتیجے کے طور پر حقیقی transparency پیدا ہو سکے جس کی بنیاد پر بنگلہ کے نظام کو نقصان پہنچانے کے جو تین راستے ہیں default, written off, or arbitrary restruction ان تینوں کا examination ہو سکے۔ بینک سے قرضہ لینا کوئی کٹاہ نہیں ہے۔ آج کی دنیا میں نظام انہی چیزوں پر چلتا ہے لیکن جو بات غلط ہے وہ یہ ہے کہ آپ سیاسی اثر و رسوخ استعمال کر کے written off کروالیں۔ آپ default میں بنائیں یا یہ ہے کہ آپ اس کو اس طرح بار بار restructure کروائیں جس کے نتیجے کے طور پر آپ اپنی obligations ادا نہ کریں۔ یہ تینوں خرابیاں ہیں ان کی اصلاح ہوئی چاہیے ہم نے اپنی ترمیم اس جذبے سے دی ہیں اور مجھے توقع ہے وزیر خزانہ اور وزیر قانون اس معاملے کو ناک کا مسئلہ نہیں بنائیں گے بلکہ اس قانون کو بہتر بنائیں گے۔ تاکہ ملک میں ایک efficient, transparent economy قائم ہو سکے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ Any body else؟ جی ڈاکٹر منی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالکھٹی بلوچ۔ جناب چیئرمین! صاحب یہ نیشنل بنگلہ amendment بل ایک اچھا بل ہے اور اس معزز ایوان میں پیش کیا گیا ہے میں اس سلسلے میں اتنی گزارش کروں گا کہ بنگلہ کا یا Financial Institution کا ہمارے ملک کی معیشت میں بہت بڑا role ہے۔ بہت بڑا کردار ہے اور یہ اپنی جگہ حقیقت ہے کہ اس ملک میں بنگلہ کا نظام پورے کا پورا درست کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے بنگلہ کے نظام میں بے شمار نقائص ہیں۔ اور سب سے بڑا کہ یہ کہ ہماری Financial institutions

ہیں یا بنگلہ کا ہمارا نظام جو ہے وہ ہمارے عوام کے مجموعی مفادات کو مطابق نہیں ہیں۔ بلکہ اکثر و بیشتر یہی دیکھا گیا ہے کہ اس نظام سے محض مراعات یافتہ طبقے نے یا دوسرے طبقے نے جن میں مکران طبقہ بھی شامل ہے بنگلہ کے نظام کو اپنے تسلط میں رکھا۔ اور سرمایہ کاری کو بھی ہمیشہ اپنے استعمال میں لایا ہے۔ حالانکہ ملک کی معیشت میں بنگلہ کا نظام ریزہ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور اگر ماضی کی طرف جائیں تو ہمیشہ لوگوں نے اور صنعتکار طبقے نے بھی ریاستی اثر و رسوخ کے حوالے سے ملک سے کروڑوں روپے کے قرضے لئے۔ اور لینے کے ساتھ ساتھ اس کی واپسی کا آج تک نہیں سوچا ہے۔ کہ ہم جو قرضے لے کر انڈسٹری بناتے ہیں یا لگاتے ہیں تو اس کو واپس بھی کرنا ہے۔ پھر یہاں عجیب و غریب تماشہ رہا کہ انڈسٹری سے کما کر اور اپنا مال و دولت بنا کر اور تمام سرمائے کو بیرون ملک بھیج دیں۔ اور جب انڈسٹری کا ڈھانچہ خالی ہوئی رہ جائے۔ محض ڈھانچہ تو پھر کہتے ہیں کہ redown کریں۔ بنگ سے اس کا معاوضہ ملے۔ یا اس کی ادائیگی ہو۔ تو یہ جو صورتحال ہمارے ملک میں رہی ہے۔ اس سے یہ ہوا ہے کہ عوام کی دولت کے بل بوتے پر چند مراعات یافتہ لوگ یا پندرہ بیس فیصد میں کسوں کا وہ راتوں رات کروڑ پتی اور ارب پتی بن گئے اور جو اسی فیصد عوام ہیں انہیں بھی خوشحالی کی ضرورت ہے ذرائع معاش کی ضرورت ہے۔ جنہیں ہی بنگوں سے استفادہ حاصل کرنا پڑتا تھا یا ان کا حق بنتا تھا۔ اس ملک کے شہری کی حیثیت سے انہیں اس کا کوئی موقع نہیں ملا۔ اور دوسری اس میں سب سے بڑی مشکل یہ ہے۔ کہ ہمارے بنگوں کے نظام میں قرضہ حاصل کر کے جو جائز طریقے سے اپنا کاروبار کرنا چاہتے ہیں یا وہ رشوت اور بدعنوانیوں سے دور رہ کر عدل اور ایمانداری کی روزی کھاتے ہیں ان کے لئے ان بنگوں سے پیسہ لینا ہونے شیر لانے سے کم نہیں ہے۔ بہت مشکل کام ہے۔ اس لئے کہ عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ جب تک آپ کا بہت زیادہ اثر و رسوخ نہ ہو آپ کے پیچھے کوئی حکومتی طاقت نہ ہو۔ تو آپ کچھ نہیں کر سکتے۔ تو میں کہتا ہوں کہ کم از کم یہ جو ہم نے بنگوں میں غلط روایات قائم کر رکھی ہیں۔ اس کا مکمل طور پر خاتمہ کیا جائے۔ اور جن لوگوں کے قرضے صاف کئے گئے ہیں۔ ان کے نام بھی شائع کئے جائیں۔ اور جنہوں نے اپنے تسلط میں رکھے ہیں۔ اور بنگوں کو کچھ نہیں دے رہے۔ ان کے نام بھی شائع کئے جائیں۔ چاہے وہ صنعتکار ہوں یا بہت بڑے جاگیردار ہوں چاہے وہ بہت بڑے بیوروکریٹس ہوں۔ نوادہ وہ سیاستدان ہوں۔ آخر یہ عوام کی دولت ہے۔ اور عوام کی ہم حوصلہ افزائی کریں۔ تاکہ وہ اپنے پیسے کو بنگوں میں رکھیں۔ اور جمع کریں۔ اور بچت کا نظام ہو اور لوگ یہ محسوس کریں کہ ان کا پیسہ محفوظ ہے۔ اور وہ مہران بنگ سکینڈل اور کوآپریٹو بنگ سکینڈل یا دوسرے جو بڑے لوگ آکر راتوں رات بنگوں کو خالی

کردیتے ہیں۔ اور اپنے مفادات کو پورا کرتے ہیں ان سے بھٹکارہ ہو۔ اور تیسری بات آپ کے توسط سے اس ایوان میں یہ کہوں گا کہ بکنگ کے نظام میں جہاں سارے ملک کے عوام کو استفادہ حاصل کرنے کا حق مل جائے۔ حق ہونا چاہئے۔ جو اب تک نہیں ہے۔ اس کے ساتھ جو دفاق کی حدتیں ہیں ان کے عوام کو بھی بالخصوص وہ عوام، وہ علاقے، وہ صوبے، وہ قومی حدتیں جو معاشی لحاظ سے بہت پسماندہ ہیں اور ایک ملک میں رستے ہونے وہ کوئی دوسرے یا تیسرے درجے کے شہری نظر آتے ہیں۔ ان کا بھی کوئی ازالہ ہو اور اس نظام میں کوئی ایسی تبدیلی لائی جائے جہاں سندھ، بلوچستان، صوبہ سرحد، پنجاب کے عوام یعنی سارے لوگ اس سے استفادہ کر سکیں اور جو علاقے نگرانہ از ہونے ہیں ماضی میں ان کو بکنوں میں ملازمتیں دی جائیں۔ تاکہ وہ بھی اس ملک کے اہم معاشی نظام میں حصہ لے سکیں۔ سب کو صحیح معنوں میں مقرر کردہ کوٹے کے مطابق حصہ دیا جائے۔-----

جناب چیئرمین۔ دیکھیں ناں وہ کوٹے والی بات بھوڑی۔ اس وقت جو مسئلہ ہے اس پر بحث

کریں۔

جناب ڈاکٹر عبدالحق بلوچ۔ میں اس کو اس طرح سے عرض کروں گا کہ بکنگ کونسل کو یہ اختیار دیں کہ وہ نام طالع کرے ان کے جنہوں نے قرضے معاف کرانے ہیں وہ بھی اور بکنگ کے نظام کو آزاد بنائیں وہ حکومتی اثر و رسوخ سے پاک ہو۔ تاکہ یہ جو ادارے ہیں صحیح طور پر کام کر سکیں۔ ان کے اپنے قوانین ہیں۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی جناب سید قادر صاحب۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آپ نے اب تک جو دلائل سنے ہیں اس میں کسی کو اس بل سے کوئی مخالفت نہیں، کوئی غاس اعتراض نہیں ہے۔ سب یہ چاہتے ہیں کہ یہ بل improve کیا جائے اور اس بل کی improvement میں جو دلائل پروفیسر غورحید صاحب نے اور ڈاکٹر صاحب نے ابھی آپ کے سامنے پیش کئے ہیں۔ یہ بہت مثبت دلائل ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کو فوری طور پر سینڈنگ کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔ کیونکہ گورنمنٹ کی discretionary powers جو ہیں وہ بالکل نہیں ہونی چاہئیں۔ بکنگ کے سلسلے میں سٹیٹ بنگ کی autonomy ہو کہ پہلے تھی اور جس بل کو اس ایوان میں pass کیا تھا وہ جس سورت میں pass کیا تھا صحیح معنوں میں autonomy of the State Bank ہے۔ موجودہ گورنمنٹ نے جس دموکری بازی سے اس بل کو Money Bill declare کر کے اس ہاؤس کی جہاں سے یہ بل pass ہوا تھا بے حرمتی کی ہے اس کو تو ہم نے عدالت میں چیلنج کیا ہوا ہے۔

لیکن مسئلہ یہ ہے کہ autonomy of the State Bank بھری طرح ہو جانے کی تو گورنمنٹ کی discretionary powers ختم ہو جائیں گی۔ اور یہ سارے مسائل جو ہیں وہ سٹیٹ بینک دیکھے گا۔ بینکنگ کونسل کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔ دو تو بینک رہ گئے ہیں گورنمنٹ کے پاس ان کو بھی وہ privatise کر رہے ہیں۔ تو بینکنگ کونسل کی نوعیت کیا ہے وہ کس لئے موجود ہے تو یہ ساری چیزیں سینیڈنگ کمیشن کے سامنے لائی جائیں گی اور ہم ان کو وہاں مشورہ دیں گے اور پھر یہ ہاؤس کے سامنے پیش ہونی چاہئیں۔ ان دلائل کے ساتھ میں آپ سے عرض کروں گا کہ اس کو سینیڈنگ کمیشن کے حوالے کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین۔ تقریباً وقت تو ختم ہو چکا ہے۔ تو اس کو پھر کل کر لیں گے۔ آج فیصلہ ہوا تھا کہ آدھ گھنٹہ اس پر لیں گے

سید اقبال حیدر۔ جی فیصلہ نہیں رائے تھی۔ جس کے بارے میں میں نے یہ گزارش کی تھی کہ اگر یہ controversial Bill ہے کم از کم ایک دو بل تو ہوں کیونکہ سترہ ہیں۔ دیکھیں میں آپ کو بتاتا ہوں دو تین بل میں نے اسی لئے رکھے ہو غیر متنازعہ تھے۔ میں نے اس بل کا حوالہ ہی نہیں دیا تھا۔ کیونکہ اس میں ترامیم ہیں لیکن There are Bills in which there is not a single amendment proposed by any of the honourable members. Perhaps it will appear good to the public also. If we take up atleast two of those Bill in which there is no amendment جن میں ترامیم نہیں ہیں اس کو تو لیں۔

جناب چیئرمین۔ اگر آپ کا agreement ہے تو اس کو فائل کر لیں۔

سید اقبال حیدر۔ آپ میں agreement ہے جناب آپ ذرا فرمائیں تو اور زیادہ ہو جائیں گے۔ سر آدھا گھنٹہ قانون سازی

it is very unfair and it is my precise request that only that Bill may be taken. If the honourable member feels that this requires... this is a controversial Bill or any amendment is needed... There is no amendment in the Banking Council of Architect and Town Planners.

جناب چیئرمین۔ دیکھیں ناں اقبال حیدر صاحب۔ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ آپ کا اور میڈر آف دی ایوزیشن کا آپس میں interaction ہونا چاہیے۔ جی بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ عرض یہ ہے کہ ایک consideration چل رہی ہے ایک ریٹنگ

ہو رہی ہے اب اس کے درمیان میں ایک بل کو لا کر pass کروائیں گے تو یہ تو کوئی اچھا نہیں ہوگا۔ کل کے لئے آپ سینٹ کر لیں ان Bills کے نظام کار کو اس طرح رکھ لیں۔ جو non controversial ہیں ان کے متعلق پھر کل ہم بیٹھ کر بات کر لیں گے۔

جناب چیئرمین۔ آج ہی کر لیں۔ اجلاس کے بعد تاکہ کل کا business ہو ہے وہ ہو سکے۔

سید اقبال حیدر۔ جناب ایک ہی تو بل ہے چلیں دو نہیں ایک کر لیں آپ Pakistan Council of Architect and Town planners اس میں کوئی ترمیم نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ دیکھیں Any thing which comes by agreement تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن یہ ہے کہ obviously legislation کا process ایسا ہوتا ہے جس میں آپ کا interaction بہت ضروری ہے You know things can move تو یہ ہو گی کہ جو۔۔۔۔

سید اقبال حیدر۔ میں پھر لیڈر آف دی اپوزیشن سے درخواست کروں گا کہ بیسے میں پہلے بھی کہ چکا ہوں کہ ہم جب پورے طور سے اپوزیشن کی ہر بات کے اوپر مثبت رد عمل کا اظہار کر رہے ہیں ان کی جتنی تجاویز ہیں ان کو ہم تسلیم کرتے ہیں۔ جب انہوں نے کسی بھی issue پر بحث کرنے کو کہا، ہم نے کہا بحث کر لیں۔ صبح انہوں نے کہا کہ یہ issue out of turn لے لیا جائے۔ ہم نے اس کے اوپر بھی concede کر دیا۔ ایوان کا جو بنیادی فریضہ ہے اس کو اتنی اہمیت دیں جتنی کہ وہ چاہتا ہے۔ لہذا میں لیڈر آف اپوزیشن سے درخواست کروں گا کہ item No.12 کم از کم آج pass کر لی جائے تاکہ کچھ نہ کچھ تو کارکردگی ہو۔

چوہدری شجاعت حسین۔ جناب والا! میں وزیر قانون کو یہ یاد دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ یہ بل جس وقت قومی اسمبلی سے پاس ہونے میں اس وقت قومی اسمبلی میں اپوزیشن کا بائیکاٹ تھا۔ انہیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ہماری حکومت میں جب گوہر ایوب صاحب سیکرٹری ہوا کرتے تھے تو انہوں نے کوئی بھی legislative business نہیں ہونے دیا جب تک اس وقت کی اپوزیشن کا بائیکاٹ رہا۔ وہ ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ اس کام کے لئے تمام کو موقع ملنا چاہیے خواہ حکومت ہو یا اپوزیشن۔ اس لئے یہ خیراتیں مانگ مانگ کر یا بندوز کرنے کی وزیر صاحب کو شش کر رہے ہیں تو یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

سید اقبال حیدر۔ جناب والا! No.8 Bill وہ بل ہے جو کہ نہ صرف یہ کہ Standing Committee نے اسے approve کیا بلکہ اپوزیشن نے باقاعدہ بحث بھی کی اور اس میں ترمیم بھی کرائیں۔

جناب چیئرمین۔ اس طرح کر لیں کہ آج سیشن کے فوراً بعد اقبال حیدر صاحب بھی آجائیں ۔
 لیڈر آف دی اپوزیشن بھی آجائیں ، لیڈر آف دی ہاؤس بھی آجائیں اور ایک اور ممبر اس طرف سے آ
 جائیں تو بطور Business Advisory Committee, we shall settle the agenda for tomorrow.

سید اقبال حیدر۔ اتنا سبب ہے کہ آدھے بل تو میں لایا ہی نہیں ہوں۔

جناب چیئرمین ۔ وہ اس طرح ہی ہوگا۔ There is no other way I can think of.

سید اقبال حیدر۔ اگر ایک آدھ بل کے لئے بھی راجہ صاحب کا non-cooperation ہے -----

جناب چیئرمین۔ مجھے تو یہ لگ رہا ہے کہ unless there is some interaction کام نہیں چلے
 گا۔ اور آج میں خود آپ کی میٹنگ میں شامل ہو جاؤں گا تاکہ may be I get things moving.

سید اقبال حیدر۔ ایک بل تو کم از کم پاس کر دیا تاکہ ہم یہ کہنے کے قابل ہو سکیں کہ آج
 سینٹ میں ایک بل pass ہوا۔

جناب چیئرمین۔ pass تو آپ لوگوں نے کرنا ہے۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جناب والا Sindh situation پر debate تک مکمل نہیں ہوئی۔

جناب چیئرمین۔ آدھا کھنڈہ legislation کر کے اس کے بعد آپ کا یہ معاملہ take up کریں
 گے۔

سید اقبال حیدر۔ راجہ صاحب ۱۲ نمبر نکوا دیں ، اتنی بھی ضد نہ کریں ۔ میں آپ کے ساتھ
 بہت تعاون کر رہا ہوں۔

راجہ محمد ظفر الحق ۔ جناب چیئرمین ! یہ جو اس بل پر آج تیار ہوئی ہیں یہ بھی قانون سازی

میں ایک progress ہے اور یہ کہنا کہ serious business صرف legislation ہوتی ہے ایسا بھی نہیں
 ہے پالیسی کے یا لوگوں کی تکفیلوں کے معاملات پر یا کوئی ناخوگوار واقعہ قومی سطح پر حکومت کی طرف
 سے آجاتا ہے ان کے اوپر بھی بات کرنا یہ بھی بنیادی فرائض میں ہے ، روز کے مطابق ہے ، آئین
 کے مطابق ہے ۔ ہم نے جو Bill examine کیے تھے اس میں ہم نے ایک ایک بل کو in detail examine
 کیا ہے ۔ بعض کے اوپر بڑی serious reservations ہیں جیسا کہ پوہری شجاعت صاحب نے کہا کہ اس
 میں ہم نے ترامیم بھی دی ہیں اور جب ان کی باری آنے کی تو مزید ترامیم بھی دیں گے ۔ ایسے بل جن
 پر اتنے زیادہ اعتراضات نہیں ہیں ۔ صرف اس کے اوپر improvement کیئے ہے اور amendments

withdraw بھی ہو سکتی ہیں کوئی ایسی خاص بات نہیں ہے۔ کوئی substantial issue نہیں ہے۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں آج کے وقت کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک اجلاس یٹ بھی شروع ہوا۔ اب سارے لوگ جو یہاں ہیں وہ تو صبح سے یہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو اقبال حیدر کی بات ہے کل ہم اس کو منانے کی کوشش کریں گے اور جو آج کراچی اور لاہور کے معاملے کے اوپر بات ہونی ہے وہ آج ہو جانے باقی صبح کر لیں گے۔

جناب چیئرمین۔ تو صبح ۹ بجے meet کر لیتے ہیں۔ Now we go on to the Karachi situation اس پر کون بولے گا۔ اشتیاق اظہر صاحب۔

سید اشتیاق اظہر۔ جناب چیئرمین۔ بہت شکریہ۔ اصل میں میں اس مسئلہ پر پہلے بھی گفتگو کرنا چاہتا تھا مگر پورا دن مختلف لوگوں کی تقریروں کی وجہ سے رہ گیا۔ بات یہ ہے کہ اس حوالے سے جو تقریریں ہوئیں میں ان تمام لوگوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے ہمارے نکتہ نگاہ سے اتفاق کیا۔ خاص طور پر پروفیسر ساجد میر کی تقریر کا ضرور ذکر کروں گا کہ انہوں نے حق گوئی سے جو کام لیا واقعی قابل تعریف ہے۔ اسی طرح سے جو کچھ ڈاکٹر رحمان نے کہا وہ بھی قابل تعریف تھا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سندھ میں کم و بیش دو سال سے ایک آپریشن ہو رہا ہے اور جیسا کہ میرے بعض دوستوں نے کہا کہ اس میں خواہ مخواہ فوج کو اور ایم کیو ایم سے لڑانے کی کوشش کی جا رہی ہے یہ مناسب نہیں ہے۔ ہمارے قائد الطاف حسین نے تو ایک دفعہ ۹۰ ہر پاک افواج زندہ باد کے نعرے بھی لگوا دیئے تھے۔ لیکن یہ جو فوج کو استعمال کرنے کی کوشش کی جا رہی ہیں یہ اپنی نوعیت کی پہلی تحریک نہیں ہے اس سے پہلے بھی مشرقی پاکستان میں اور بلوچستان میں اس طرح کی کوشش کی گئی تھیں جن کے کوئی مثبت نتائج برآمد نہیں ہوئے بلکہ یہ ملک دو ٹکٹ ہو گیا اور مشرقی پاکستان میں محب وطن عوام ہیں کہ جنہوں نے قائد اعظم کے کہنے پر اپنے سیاسی مقاصد کو حل کرنے کیلئے وہ کام کیا جو کبھی بھی تاریخ میں فراوان نہیں ہو گا اور دو سال کے عرصے میں جو واقعات ہوئے اس میں سے میں رکتی کا ایک واقعہ ضرور بیان کرنا چاہوں گا جو مولانا جمال میاں فرنگی محل کے گھر پر جو اس آپریشن مکین اپ کے زمانے میں ہوا اور جو سینئر کمال اظفر کے حقیقی اقربا، میں سے ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ جب سے ان کی پارٹی برسرِ اقتدار آئی ہے اس سلسلے میں کوئی پیش رفت نہیں کی گئی۔ اسی طرح ارباب فرنگی محل کے مریدوں میں سے ہے۔ ایک اور شخصیت ہے جو پاکستان کی بانی جماعت آل انڈیا مسلم لیگ کے چودہویں صدر تھے۔ یہ حسرت موہانی تھے کہ جن کی تتالیسویں برسی کے موقع پر دفعہ ۱۳۴ کے نافذ ہونے کے بہانے سے اس یادگار دن کو منانے سے ہٹا کر دیا گیا۔ کتنی افسوس کی بات ہے کہ ایک معمولی سے issue کو کھڑا کر کے اور بہانہ بنا کر ایک

عظیم المرتبت شخصیت کو جو پاکستان کے بانیوں میں سے ہیں ان کا بھی یوم یادگار منانے کی اجازت نہیں دی گئی۔ ظاہر ہے کہ یہ صورتحال بھی قابل مذمت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سینئر کمال اعظم کو بھی اس بارے میں ہمارا ہم خیال ہونا چاہیے۔ اب رہا اس مسئلے کا تعلق۔ کہ اہلین کے حوالے سے گفتگو ہو رہی ہے۔ میں یہاں یہ کہنا چاہوں گا کہ سندھ میں جب گفتگو ہوتی تھی تو لیڈر آف دی ہاؤس نے کہا تھا کہ کمیشن بنائی جانے اور کمیشن وہاں جا کر سندھ کی حالت کا جائزہ لے۔ لیکن کل جو تین نکاتی پروگرام جاری کیا گیا۔ اس میں پہلا نکتہ یہ تھا کہ دہشت گردوں سے کوئی مذاکرات نہیں ہو سکتے۔ آپ کے علم میں ہے اور سینٹ کے ریکارڈز پر یہ چیز موجود ہے کہ ایم۔ کیو۔ ایم کی کمیشن کے Convenor پر 15 مہدات ہیں۔ میں کہتا ہوں جموں مہدات ہیں اور ان ہی یعنی میری ذات پر اقدام قتل جیسے مقدمے کو بھی مسلط کیا گیا ہے۔ اسی طرح سے ایم کیو ایم کے دوسرے ڈپٹی کنوینر سینئر آفب احمد شیخ پر 16 مہدے قائم کئے گئے ہیں اور ان پر تو سب سے بڑھ کر کے یہ ہوا ہے کہ اقدام قتل ہی نہیں قتل کا الزام بھی لگایا گیا ہے۔ اسی طرح ہماری دوسری سینئر نسرین جلیل صاحبہ پر آٹھ مقدمے بنائے گئے ہیں اور ان غاتوں پر بھی اقدام قتل کا الزام لگایا گیا ہے علاوہ اور دفعات کے۔ تو سوال یہ ہے کہ جب پوری کی پوری مہاجر قوم، مہاجر قوم کی پوری قیادت، پوری کی پوری leadership دہشت گرد ہے اور پھر یہ کہا جا رہا ہے کہ مذاکرات کریں گے۔ مذاکرات کیا در و دیوار سے کریں گے؟

جناب میں Leader of the House سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مذاکرات کے لئے کوئی پیمانہ ہونا چاہئے اور جیسا کہ میں نے پہلے کہا تھا کہ مذاکرات کرنے سے پہلے ماحول کو سازگار بنانا چاہئے۔ جب ماحول ہی سازگار نہیں ہو گا، بدوق کی نوک پر اپنی رائے مسلط کرنے کی کوشش کی جائے گی اور زبردستی اپنی رائے مسلط کرنے کی کوشش کی جائے گی تو اس کے کبھی مثبت نتائج برآمد نہیں ہو سکتے۔ آپ خیال فرمائیں جب پاکستان کی تحریک زوروں پر تھی اور میں بھی اس کا ایک رکن ہوں اور میرے پاس اس کا documentary evidence موجود ہے۔ اس وقت پھر Lord Mountbatten یہ کہتے تھے کہ کوئی قائد اعظم کے خلاف آ کر نمائندگی کرے اور کانگریسی لیڈروں نے مولانا آزاد کو مسلط کرنے کی کوشش کی تو پوری قوم نے پوری مسلمان قوم نے پھر قوم کا لفظ آنے کا جو شاید ہمارے ایک دوست کو پسند نہیں ہے، تو سب نے اس کو refute کیا اور قائد اعظم جن کی تصویر یہاں لگی ہوئی ہے، کی قیادت پر غیر متزلزل اعتماد کیا اس کے نتیجے کے طور پر یہ پاکستان وجود میں آیا تھا۔ آج جب مذاکرات کی بات ہوتی ہے اور پہلی شق یہ پیش کی جاتی ہے تو آپ خود غور فرمائیں کہ مذاکرات کس صورت سے ہو سکتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جیسے پرولیسور نورخید نے کہا تھا کہ جب تک کہ ایم کیو ایم کی قیادت کو باعزت طور پر رہا نہیں کیا جاتا مذاکرات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔ اور مذاکرات اگر در و دیوار سے کرنا ہیں تو اس کے لئے میں سمجھتا

ہوں کہ جس کو کوشش کرنا ہے وہ کر کے دیکھ لے۔ مذاکرات انسانوں کے درمیان ہوتے، سیاسی جماعتوں کے درمیان ہوتے ہیں اور سیاسی مسائل کو حل کرنے کے لئے سیاسی طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔ طاقت کے زور پر جو سیاسی مسائل حل کرنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے، مابنی میں بھی اور مالیہ دونوں میں جو کچھ دو سال سے سندھ میں ہو رہا ہے اس کا نتیجہ کبھی اچھا نہیں نکلے گا۔ اور جس طرح سے ادھر تم ادھر ہم کا نعرہ لگا کر مشرقی پاکستان کو الگ کیا گیا اور زبردستی بلوچستان میں فوج کشی کر کے لوگوں کو پہاڑوں پر بھجیا گیا اور ان پر بے اتہا مظالم ڈھانے لگے اس سے بھی قوم کو اور ملک کو کوئی سیاسی فائدہ نہیں پہنچا ہے۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر سندھ کی صورتحال کو بہتر بنانا ہے تو اس کے لئے مناسب ماحول پیدا کرنا پڑے گا۔ اور آج کی اس گفتگو میں جب مالاکنڈ پر باقاعدہ بحث ہو رہی تھی تو بعض لوگوں نے کہا کہ ہم کشمیر کی آزادی کی بات کرتے ہیں اور بلکہ کشمیر کے بارے میں ہمارا رویہ سب جماعتوں سے بہتر ہے کہ اب کشمیری عوام کی آزادی کے لئے آج سے نہیں اس وقت سے کہ جب یہ تحریک شروع ہوئی تھی اور اس وقت ایک قائد نے یہ کہا تھا کہ کشمیر کے مسئلے پر جہاد تو ہونا نہیں چاہئے تو یہ مولانا شبیر احمد عثمانی تھے جو دستوریہ کے رکن تھے اور جن کی وجہ سے قرار داد متعہ منظور ہوئی تھی جو آج ہمارے آئین کا ایک حصہ ہے، انہوں نے کہا تھا کہ کشمیر میں جو کچھ ہو رہا ہے جہاد ہو رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ جیسا کہ مالاکنڈ کے حوالے سے گفتگو ہوئی اس میں کہا گیا کہ اگر علم ہو رہا ہے کشمیر تو قابل مذمت ہے، علم اگر ہو رہا ہے مالاکنڈ میں، بونیر میں تو قابل مذمت ہے اور علم اگر کراچی میں ہو رہا ہے تو یہ بھی اس سے زیادہ قابل مذمت ہے جس طرح سے اور جگہ کے واقعات ہیں۔ ہم کو قومی سطح پر سوچنا پڑے گا، ہم کو ملک کے مجموعی مفاد کو پیش نظر رکھنا پڑے گا ہمیں مجموعی مفادات عوام کا خیال کرنا پڑے گا اور ایسی صورت حال پیدا کرنا پڑے گی۔ کہ سندھ کے مسائل کو سندھ میں ہونے والے علم و ستم کی مذمت کرتے ہوئے ہمیں ایسی صورتحال پیدا کرنا پڑے گی کہ جسکے نتیجے میں وہاں ماحول بہتر ہو۔ اور ماحول بہتر ہوگا تو پھر مذاکرات ہو سکیں گے اب اگر کوئی فیصلہ کرتا ہے کسی کینٹ مینجنگ میں کہ ایم کیو ایم کو ختم کر کے ایک نئی پارٹی وجود میں لائی جائے اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اس سے پہلے نیشنل ڈیفنس کالج کی تقریب میں بھی اسی قسم کی باتیں کہی گئیں۔ اگر سوچ یہ ہے کہ ایم کیو ایم کو ختم کر کے اور کوئی متبادل قیادت مہاجروں میں ابجاری جانے تو میں کہتا ہوں کہ یہ کوشش بھی کر کے دیکھ لیں۔ دو سال میں جو کچھ ہوا اس میں بھی ایم کیو ایم کی قوت کو ختم ہونے کی بجائے اس میں اضافہ ہوا اور ایم کیو ایم نے زیادہ قوت حاصل کی۔ اب آج کے موجودہ عمران اگر سمجھتے ہیں کہ وہ ایم کیو ایم کے ووٹ بنک کو ختم کر کے ایم کیو ایم کے عوام پر مہاجر عوام پر علم و ستم مسلط کر کے ایک نئی قیادت ابجاری جانے گی تو یہ بھی کر کے دیکھ لیں۔ ہم نے تو پہلے بھی کہا تھا ہم تینوں سینئروں نے خود اپنی گرفتاری پیش کی تھی اس لئے کہ ہم ٹرائل میں اپنے آپ

کو پیش کرنا چاہتے تھے۔ اب یہ جموں و مہاراجہ بنانے گئے ہیں ان کو بھی کر کے دیکھ لیں لیکن اس سے ہماری عوام کے جوش و جذبے میں کبھی کمی نہیں ہو سکتی۔ لگاتار جناب چیئرمین! بارہ تیرہ چودہ مرتبہ ۹۰ پر جو قائد تحریک الطاف حسین کی رہائش گاہ ہے، پچھلے مارے جا چکے ہیں ایک بزرگ کو جو اپنی بیٹی کو لے کر وہاں جموں و مہاراجہ بنانے گئے تھے ان کو پکڑ لیا گیا۔ لیاقت آباد کی سڑکوں پر بزرگوں کا خون بہایا گیا۔ تو یہ صورتحال ہے یہ بھی کر کے دیکھ لیں انشا اللہ تعالیٰ ہماری عوام کے جوش و جذبے کو کبھی ختم نہیں کیا جاسکے گا اور قائد تحریک الطاف حسین پر مہاجر عوام کا جو غیر متزلزل اعتماد ہے وہ کبھی ختم نہیں ہوگا۔

سندھ کے مسئلے کا حل جو ہے وہ سیاسی ہے اور یہ بات جنرل وحید نے بھی کسی تہی سندھ کے مسائل سیاسی ہیں ان کو سیاسی طور پر حل کرنا پڑے گا اور سیاسی مسائل کو سیاسی طور پر حل کر کے ہی صورتحال کو بہتر بنایا جاسکتا ہے اس کے علاوہ اگر کوئی اور صورت اختیار کی گئی اور وہ باتیں دھرائیں گئیں جو ماضی میں کی جاتی رہی ہیں اس سے نہ ملک کو کوئی فائدہ پہنچے گا نہ ملک کے استحکام کو کوئی فائدہ پہنچے گا نہ اس ملک میں ترقی ہو سکے گی اس لئے کہ کراچی گیٹ دس ہے۔ سینے پر و فیروز خوجہ نے کہا ۵۰ فیصد سے زیادہ ٹیکس کراچی دیتا ہے میں تو اس سے بھی آگے جانے کے لئے تیار ہوں۔ کراچی ۶۵ فیصد ٹیکس فراہم کرتا ہے اور کراچی پر کچھ خرچ نہیں ہوتا۔ کراچی کا سرمایہ پورے ملک میں صرف ہوتا ہے ہمیں اس پر بھی کوئی شکایات اور کھ نہیں لیکن سوال یہ ہے کہ کراچی خوشحال ہوگا۔ کراچی میں ترقی ہوگی تو پورے ملک میں ترقی ہوگی اور آپ یہ بتانے کہ جب کراچی ہمارا شہر ہے ہم سے زیادہ اور کون اس میں interested ہوگا کہ کراچی میں امن ہو ہم چاہتے ہیں کہ کراچی میں امن ہو۔ ہم چاہتے ہیں کہ کراچی میں صنعتی ترقی ہو۔ ہم چاہتے ہیں کہ کراچی میں خوشحالی کا دور دورہ ہو اور جب ہم حکومت میں شامل تھے ہماری ساری کوشش کارآمد اور بار آور ہو رہی تھیں۔ اب کراچی کو تباہ کر کے، کراچی میں بیرو قوت کا بول بالا کر کے کراچی کو تباہ کرنے کی جو کوشش کی جا رہی ہے جناب چیئرمین میں سمجھتا ہوں اس سے ملک و ملت کو بحیثیت مجموعی نقصان پہنچے گا اور میں آپ کی اور آپ کے توسط سے سارے ایوان سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ کراچی کے حالات کو خراب ہونے سے بچائیں کراچی میں جو آگ لگی ہوئی ہے اس کو بجھانے کی کوشش کی جائے۔ اس کے لئے مثبت اقدامات کئے جائیں۔ اور عوام کو اس مسئلے میں اعتماد میں لے کر ماحول کو سازگار کر کے ایسی صورتحال پیدا کی جائے کہ اس کا کوئی حل نکل سکے اور جب یہ صورتحال ہوگی اس کے بعد ہی ہمیں اپنے ملک کے مستقبل کے بارے میں یقین ہوگا ہمیں یقین ہوگا کہ یہ ملک ترقی کرے گا۔ باقی ماندہ پاکستان جو کچھ بچ گیا ہے مشرقی پاکستان کے نکلنے کے بعد وہاں بھی خوشحالی کا دور دورہ ہوگا اور میں ان الفاظ کے ساتھ ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ آپ نے مجھے گفتگو کرنے کا موقع دیا۔

جناب چیئرمین۔ مح رفیق صاحب۔

جناب ساجد میر۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین۔ جی ساجد میر صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ساجد میر۔ جناب چیئرمین! آج یہ ملک کا حساس ترین مسئلہ ہے لیکن اس میں government benches کی دلچسپی کا عالم ان کی حاضری سے معلوم ہوتا ہے۔ ہم نے سینٹ کو صرف high class debating society بنا دیا ہے اور اس کی کس بات پر گورنمنٹ توجہ دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اس لئے میرے درخواست ہے کہ آپ انہیں کہیں کہ وزراء کرام اور ممبرز کم از کم سنیں تو سہی۔ کہ دزد کیا ہے اور کس وجہ سے ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی شخصیں ہیں وزیر صاحب۔ دو وزیر بیٹھے ہیں۔ جی مح رفیق احمد۔

جناب رفیق احمد شیخ۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا بہت ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اپنی گزارشات کرنے کا موقع دیا۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی سیاست بڑی واضح ہے۔ ہم نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ سیاسی جماعتوں کے درمیان اگر مخالفت بھی ہو تو ایک working relation ہونا چاہیئے۔ جمہوریت کو آگے بڑھانے کے لئے جمہوریت کے استحکام کے لئے سیاسی عمل بہت ضروری ہے اور آج بھی جب کراچی کی فضا کے بارے میں جو بیان کیا گیا اس کے باوجود پاکستان پیپلز پارٹی dialogue پر یقین رکھتی ہے سیاسی جماعتوں کے درمیان خیر سگالی کے اصولوں پر یقین رکھتی ہے۔ اپنے ہوں مخالف ہوں ہم سمجھتے ہیں کہ وہ سب پاکستان کی جمہوریت کی گازی کے پھینے ہیں۔ اور اگر یہ جذبہ قائم رہتا ہے تو جمہوریت بڑے گی اسلام کی سربندی ہو گی اور پاکستان خوشحال ہو گا۔ آج واقعی یہ بڑے دکھ کی بات ہے جہاں میرے والدین دفن ہیں جہاں میرے بہن بھائی دفن ہیں جو کل تک روشنیوں کا شہر تھا تاریکی میں ڈوب گیا ہے۔ جو کل تک عروس الہاد تھا آج اس کا ساگ اجڑ گیا ہے۔ یہ ہر پاکستانی کے لئے ایک بڑے دکھ کی بات ہے۔ لیکن اس کا ذکر کرنے سے پہلے مجھے کچھ اور بھی گزارشات کرنی ہیں۔ سندھ اس جغیر کا وہ واحد صوبہ تھا اس جغیر کا جس کی اسمبلی نے پاکستان بنانے کی قرارداد منظور کی تھی اور جیسے کمال اظہر اور دوسرے دوستوں نے سہا کہ جب پاکستان کا قیام ہوا قائد اعظم مد علی جناب پاکستان تشریف لائے تو سندھ کے لوگوں نے اپنی آنکھیں بھنائیں ان کے استقبال کے لئے۔ تب کوئی مہاجر کراچی نہیں آیا ہوا تھا وہ بلوس دیکھنے اس کی شان دیکھنے وہ لوگوں کا والہانہ جذبہ دیکھنے اور اس کے بعد جب ہندوستان کے interior میں بھی کسی حد تک وہی حالت ہونے لگی جو مشرقی پنجاب میں ہونے لگی تھی یا دہلی کے گرد و نواح میں ہونے لگی تو دوسری

جگہ کے مہاجرین بھی بالعموم کراچی کے راستے پاکستان میں آئے۔ اور اس وقت بھی سندھی بھائیوں نے جس طرح ان کا استقبال کیا، جس طرح ان کو خوش آمدید کہا میں سمجھتا ہوں کہ یہ تاریخ کا ایک ایسا اہم لمحہ ہے جس کو ہم کبھی بھول نہیں سکتے۔ اور اس ایوان میں جب اس دکھ کی باتیں ہو رہی رہیں اس ایوان میں دو تین دن سے جو بحث ہو رہی ہے اس سے ایک اطمینان بھی ہوا ہے۔ کل تک جو سمجھتے تھے وہ آج ہم سے بھی آگے ہوں یا دوسری طرف بیٹھے ہوں، کہ اس ملک میں جمہوریت نہیں چلنی چاہیے اور نہیں چلنی چاہیے، جو آمریت کے نعرے لگاتے تھے، جو فوجی جرنیل جنرل ضیاء الحق کو اس ملک کا بچاؤ دہندہ سمجھتے تھے، اور جو ۱۹۸۹ء اور ۱۹۹۰ء میں بھی یہ چاہتے تھے کہ سندھ میں فوجی آپریشن کے لئے فوج کو مکمل اختیارات دے دیئے جائیں، آج وہ جب جمہوریت کی بات کرتے ہیں، آج جب وہ کراچی میں افواج پاکستان کو وہاں اس عمل سے نکلنے کی بات کرتے ہیں، جب وہ یہ کہتے ہیں کہ اتنا عرصہ کسی صوبے میں امن و امان کے برائے فوج کو نہیں رہنا چاہیے تو میری روح خوش ہوتی ہے۔ میں اپنے آپ کو دوبارہ زندہ سمجھتا ہوں کہ آج وہ بھی ہمارے ہمراہ ہیں، آج وہ بھی جمہوریت کی اس کشتی میں ہمارے ساتھ سوار ہیں۔ پھر ایک دور آیا تھا جب سندھ کے لوگ نہیں، پاکستان کے لوگ یہ کہا کرتے تھے کہ یہ کراچی میں کیا ہو گیا ہے، سارے ملک کی دولت لوٹ کر کراچی میں لے جانی گئی ہے۔ مجھے آج بھی وہ figures یاد ہیں اور میرے وہ دوست یہاں بیٹھے ہونے ہیں جو کہتے تھے کہ پاکستان کی 60 percent of the liquidated wealth کراچی پر لگ گئی ہے، اس کو روکو اور بڑے بڑے لوگ اس میں شامل تھے۔ وہ کہتے تھے کہ چند گھنٹوں میں industrialisation بہت سی problem پیدا کرے گی، اس کو گھنٹوں سے باہر لائیے۔ اس کو disburse کیجئے، اس کو دیہی علاقوں میں لے جائیے، اور پھر میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو کراچی کے میرے دوست اپنے مسائل بیان کرتے ہیں یہ لاہور کا بھی مسئلہ ہے، آج لاہور میں بھی بیروزگاری منہ بھارے کھڑا ہے، میری بیٹی جو پوسٹ گریجویٹ ہے میڈیکل میں۔ اس کو چار سال سے نوکری نہیں مل رہی ہے۔ یہ صرف میری بیٹی کی کیفیت نہیں ہے۔ میرے جیسے بااثر شخص کی بیٹی کی اگر یہ کیفیت ہے تو آپ اندازہ لگائیں کہ سارے ملک میں کیا حالت ہوگی۔ کراچی میں بھی یہی کیفیت ہے۔ حیدر آباد میں بھی یہی کیفیت ہے۔ مگر وہ دوست یہ بھول جاتے ہیں کہ اندرون سندھ کیا کیفیت ہے۔ کتنے لوگ بھوکے رستے ہیں۔ وہ جو ایک کل بھوتی ہے انسانیت کے زندہ رہنے کے لئے۔ سندھ میں کتنے لوگ اس سے بچے ہیں۔ کتنے لوگ بے گھر ہیں کتنے لوگ کھسی فضاوں میں سوتے ہیں۔ تو اس لئے کراچی کے دوست تو زیادہ بڑے لگے ہیں۔ وہاں زیادہ تعلیمی institutions ہیں۔ تو ہر شخص جیسے یہاں ذکر بھی ہوا، انہیں زیادہ متمدن اور زیادہ مذہب دوستوں میں اور گھریلوں میں شمار کرتا ہے۔ تو انہیں تو سارے پاکستان کا فکر ہونا چاہیے۔ انہیں تو پاکستان کے ہر شہری کا فکر ہونا چاہیے تھا۔ بات کیا ہے کہ چونکہ علم زیادہ ہے۔ تعلیم زیادہ ہے۔ بڑے

کے زیادہ ہیں۔ وہ اپنے آپ کے اندر اتنے subjective ہو گئے ہیں۔ اتنے سمٹ گئے ہیں کہ انہیں باقی پاکستان نظر نہیں آتا۔ تو جناب عالی میں اپنی گفتگو کو مختصر کرنا چاہتا ہوں۔ زیادہ اس کو نہیں بڑھانا چاہتا لیکن ایک بات عرض کر دینا چاہتا ہوں۔ اگر کراچی اور حیدر آباد کے hinterland خوشحال ہوگی تو کراچی خوشحال ہوگا۔ hinterland کے خوشحال ہونے بغیر نہ کراچی خوشحال ہو سکتا ہے نہ حیدر آباد۔ اس لئے جب وہ حیدر آباد کی خوشحالی کی بات کرتے ہیں تو انہیں hinterland اندرون سندھ کی خوشحالی کے لئے contribute کرنا چاہیئے۔ کوئی دنیا کا ملک ایسا نہیں ہے کہ اس کے شر خوشحال ہوں اور اس کی ضرورت کی خوشحالی کی ذمہ دار جو ہیں وہ hinterland نہ ہوں وہ دیسی آبادی نہ ہو۔ ساری دنیا کا یہ مسلمہ اصول ہے۔ اور پھر یہ بات کہ کراچی ایم کیو ایم کا شر ہے۔ مجھے بڑے دکھ سے یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ ۱۹۷۹ء میں وہاں پر Local Bodies کے الیکشن ہوئے اور پاکستان پیپلز پارٹی نے شہید بھٹو کو شہید کئے جانے کے باوجود 'پارٹی پر پابندی لگنے کے باوجود' کلیں باری نہ کر سکنے کے باوجود دھماکے سے وہاں کی Local Bodies کی الیکشن جیتا۔ پھر اس کے بعد جب اس آمر کا عمل چلا تو اس کے بعد یہ شر جماعت اسلامی کا شر تھا۔ جماعت اسلامی کا میٹر تھا۔ اور جب اس آمر نے یہ سوچا کہ کل تو یہ صلیف تھے شاید آج بھی صلیف ہیں مگر کیونکہ یہ political force ہے۔ political potential ہے اور یہ ہو سکتا ہے کسی وقت میرے ساتھ نہ چلیں۔ وہ اندر سے بھی کچھ باتیں ہوتی ہوگی۔ میرے جماعت اسلامی کے رہنماؤں نے ان کو کچھ ضرور کہا ہوگا۔ یہاں غلطی کر رہے ہو۔ یہ زیادتی کر رہے ہو۔ یہ مہموری راستے پر کیوں نہیں چلتے۔ تو پھر اس میٹر کو بھی dismiss کر دیا گیا اور اس سندھ کے وزیر اعلیٰ نے جس کو پاکستان مسلم لیگ کے صدر اور پاکستان کے وزیر اعظم نے اس لئے dismiss کیا تھا 'کیا یہ تاریخی واقعہ نہیں' کہ اس پر یہ الزام تھا کہ اس نے جنرل ضیاء کے اشارے پر کراچی اور حیدر آباد میں ایک تنظیم بنائی ہے۔ اس کو ہمیشہ دیا ہے اور اس کو ہتھیار دیا ہے اور اس کا ذکر خود حزب اختلاف کے بست سے دوستوں نے کیا۔ اس لئے یہ بات کہ آج کراچی ایم کیو ایم کا شر ہے۔ ایم کیو ایم کا ضرور کہنا چاہیئے مگر یہ کوئی شرط نہیں ہو سکتی۔ ۱۹۸۸ء کے الیکشن میں لاہور میں PPP بڑی واضح اکثریت سے جیتی تھی۔ فیصل آباد کے شر میں بڑی واضح اکثریت سے جیتی تھی۔ گوجرانوالہ میں بڑی واضح اکثریت سے جیتی تھی۔ کبھی PPP نے یہ دعویٰ نہیں کیا۔ ۸۰ فیصدی کے حساب سے elections جیتے ہیں اس لئے ہمارے پوچھے بغیر یہ نواز شریف کی حکومت کیوں چل رہی ہے یا لاہور میں ہمارے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ اس لئے یہ تقسیم کرنے کا جو عمل ہے۔ وہ recognize کرے۔ حکومت recognize کرتی ہے مگر یہ کوئی شرط نہیں بنائی جا سکتی۔ تو آخر میں اپنی بات ختم کرتے ہوئے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں کوئی para meters اختیار کرنے پڑیں گے۔ سیاست میں دہشت گردی کو کھلم کھلا repudiate کرنا پڑے گا اور یہ الزام میں تو نہیں لگتا۔

یہ محترم بے نظیر بھٹو کے دور میں تو نہیں گئے۔ جب آج سے دو اڑھائی سال پہلے یہ آرٹین شروع ہوا تھا تو انہی دوستوں کی حکومت تھی۔ کیا یہ حقیقت تھی، کس حد تک اس میں حقیقت ہے یہ میں نہیں جانتا کہ الزام گئے تھے کہ ایم کیو ایم نے اپنی عدالتیں بنائی ہوئی تھیں، ایم کیو ایم نے اپنی پولیس بنائی ہوئی تھی، ایم کیو ایم نے اپنے ٹیکس کا نظام بنایا ہوا تھا۔ یہ مسلم لیگ کے دور کی بات کر رہا ہوں۔ نواز شریف کی مسلم لیگ کے دور کی جب یہ سما گیا کہ وہ جگا ٹیکس لیتے ہیں، شہریوں کی زندگی ان کے اختیار پر ہے، وہ اغوا کرتے ہیں، سزائیں دیتے ہیں، جیلوں میں بیٹھاتے ہیں، معافیاں منگواتے ہیں۔ یہ سارا بھوٹ ہے، سچ ہے، میں نہیں کہہ سکتا مگر ایم کیو ایم کا ایک سیاسی فرض بنتا ہے کہ وہ repudiate کرے کہ ہم دہشت گرد نہیں ہیں، اگر ہم پہ کوئی الزام ہے تو ہم اس کی تردید کرتے ہیں، ہم دہشت گردی پر believe نہیں کرتے as a political principle، individual ہو سکتے ہیں۔ اور پھر کراچی میں یہ جو زیادہ لڑائی ہوتی ہے، زیادہ قتل و غارت ہوتا ہے اس پہ بے چارے باہر کے لوگ تو آتے ہی نہیں ہیں، یہ تو یا یہ ہیں یا ان کے پرانے دوست ہیں، ایک ہی جگہ سے آنے ہیں، ایک ہی جگہ سے ہجرت کر کے آئے ہیں، ایک ہی تنظیم کے ممبر رہے ہیں، ایک ہی زبان بولتے ہیں۔ تو اس میں بے چارے سندھیوں کا تو ہمیں کچھ حصہ نظر ہی نہیں آتا۔ تو میری عرض یہ ہے کہ یہ parameter مقرر کرنے پڑیں گے اور جس کے خلاف مقدمات ہیں خاص طور پر criminal مقدمات ہیں، دہشت گردی کے مقدمات ہیں ان کو تو volunteer کرنا چاہیے کہ ہم پہ مقدمات چلائیں۔ یہ کہ مقدمات پہلے واپس لیجئے پھر negotiation ہو گی، میں سمجھتا ہوں کہ ایک حد تک جو political movement ہے، جو civil disobedience ہے، جو ہڑتال ہے، جلد ہے، جلد ہے، جلد ہے یہ democratic institutions ہیں اس حد تک تو ہر Political Party بلکہ ہر فرد، ہر گروہ کا حق ہے کہ وہ اپنے اس جمہوری طریقہ کار سے رائے عامہ کو ہموار کرے، حکومت کو مجبور کرے، انتظامیہ کو مجبور کرے کہ وہ اس کے ہمنوا بنیں لیکن terrorism اس صدی کا سب سے بڑا revolutionary لینن جیسا فحش جو armed struggle پر تو believe کرتا تھا لیکن بجائی کی لاش پہ کھڑے ہو کے اس نے بھی terrorism کو condemn کیا تھا۔ اس لیے ہمیں parameters بنانے پڑیں گے اور جو پارٹی ان سیاسی parameters کے اندر رہ کے کام کرتی ہے ہم اس کو دل سے لگاتے ہیں، ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں، وہ اس طرف بیٹھے ہیں، وہ اس طرف بیٹھے ہیں، ایکشن میں مخالفت کریں، ایکشن میں حمایت کریں اس سے ہمیں کوئی غرض نہیں ہے۔ ہم گفتگو کرنے کے قائل ہیں۔ ہم dialogue کرنے کے قائل ہیں، dialogue کبھی چل جاتے ہیں، کبھی نہیں چلتے لیکن اس کے باوجود ہم اس بات پر بڑے واضح ہیں کہ terrorists سے اور terrorism کرنے والوں سے کوئی حکومت جو اپنے آپ کو حکومت کہلانے کی حق دار ہے۔ رعایت نہیں برت سکتی اور میں سمجھتا ہوں بلکہ کوئی سیاسی جماعت اس کی حمایت نہیں کر سکتی۔ میری ان

معروضات کے پیش نظر میں اپنے ان بھائیوں کو اس بات پر خوش آمدید کہوں گا کہ کلمہ terrorism کی مذمت کریں۔ ان کے جن ساتھیوں پر terrorism کے الزامات ہیں، ان کی مقدمات میں بیرونی کریں اور اگر سمجھتے ہیں کہ وہ ان کو اپنا ساتھی نہیں رہنے دینا چاہتا تو ان کو condemn کریں تو یہ بات واضح کرنی پڑے گی۔ یہ نہیں کہ بھئی جمہوریت سے جو بھل ملتا ہے وہ بھی لے لیں اور پھر terrorism کا راستہ بھی اختیار کئے رکھیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ۔ جی مولانا عبدالستار خان نیازی صاحب۔

مولانا عبدالستار خان نیازی۔ نحمدہ و نصلی و سلم علی رسولہ الکریم، اعوذ باللہ السميع العليم من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم۔ قوانفسکم واحدکم نارا و قودھا الناس والحجاره۔ صدق الله مولانا العظيم صدق رسولہ النبی الکریم نحن علی ذلک من الشاهدين والشاكرين۔ والحمدلله رب العالمين۔

ترجمہ۔ بھائیو! آپ کو اپنے متعلقین اور متوسلین کو آگ سے، جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔ جناب چیئرمین، جو کچھ اس موضوع پر آج آپ کے سامنے شیخ صاحب نے کہا ہے، بے شک یہ ایک واضح بات ہے کہ پاکستان کی قرارداد سب سے پہلے سندھ میں پیش ہوئی اور ہم نے تحریک پاکستان میں سندھ کے کارکنوں کے ساتھ مل کر جدوجہد کی۔ اس وقت اس قسم کا کوئی امتیاز نہیں تھا یہ سندھی ہے یا غیر سندھی ہے لیکن آج جو ملک میں کیفیت بن گئی ہے اس کے تحت میں سمجھتا ہوں کہ مذاکرات کی بات بعد میں ہو پہلے آپ کی اپنی جو قومی وحدت اور شخص ہے اس کا واضح اعلان کر دیا جائے

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر

فاس ایک ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

ان کی جمیعت کا ہے ملک و نسب پر انحصار

قوت مذہب سے مستحکم ہے جمیعت تیری

کیفیت یہ بن گئی ہے عروس البلاد کراچی جو غریب نواز شہر تھا جو غریب مسکین جاتا تھا اس کے لئے وہاں پرورش کا سامان ہوتا تھا۔ سندھی ہمارے بھائی یہاں جو محبت، مہمان نوازی اور اخلاص کے پیکر تھے حیدر آباد جسے جہاں پر سندھ کا حیدر کہا جاتا تھا سکھر حیدر آباد یہ تمام شہر امن اور سلامتی کے شہر تھے آج ان کی کیفیت جوش کے لحاظ میں یہ بن گئی ہے

بے محابا تیغ باطل ہے جہاں خنجر بخت دست

جس جگہ تعزیر کے قابل مرد حق پرست

رات بے خوابی سے کنتی ہے جہاں انسان کی

گل رہی ہیں ہڈیاں انصاف کی ایمان کی

ایسی زمین پر سانپ اور اژدر برسے پائینل۔ برف گرنی پائینے پتھر برسے پائینل۔

یہ صورتحال ہمیں مجبور کر رہی ہے کہ ہم پھر ملی وحدت اور اتحاد کیلئے آہیں میں اختلافات دور کریں

یہ سندھی اور غیر سندھی۔ پنجابی اور غیر پنجابی کے یہ ابوجملہ فتنے ختم کر کے اسلامی وحدت و استحکام کا سامان پیدا کریں۔

نہ افغانیم و نہ ترک و ستاریم، ہمیں زادیم و ازیک خاشاریم

تمیز رنگ و بو پر ماحرام است کہ ما پاورده یک نو بہاریم

میں اس وقت جناب پیڑمین آپ کے سامنے اس ضرورت کو اس حقیقت کو واضح کرنا چاہتا ہوں

کہ آج سندھ کے اندر، کراچی کے اندر، حیدر آباد کے اندر، وہ فتنے جن کا ہم نے تحریک پاکستان کے وقت

مقابلہ کیا تھا۔ نسل کا، وطن کا، قومیت کا، زبان کا۔ ان فتنوں کو دفن کر کے ہم نے ساری قوم کو

ایک پیٹ فارم پر جمع کیا تھا۔ آج قوم کے اندر انتشار کی وجہ سے وہی فتنے پھر سر اٹھا رہے ہیں

نسل قومیت بھیا سلطنت تہذیب رنگ

خوابی نے خوب جن جن کر بنائے مسکرات

کت مرا ملاں خیالی دیوتاوں کیلئے

سکر کی لذت تو لٹا گیا فہ میات

اس وقت قوم جن مسائل کے اندر گرفتار ہے کشمیر کا مسئلہ ہے نیوکلیر کا مسئلہ ہے اترجی کا

مسئلہ ہے امن و امان کا مسئلہ ہے۔ ان حالات میں ساری قوم کو ساری جماعتوں کو یہ سوچنا ہو گا ملک بارہا

ہے تباہی کے سامان پیدا ہو رہے ہیں اور جن تک میں لگا ہوا ہے کیا پتہ آپ پر ملے کر کے آپ کو

تباہ کر دے ان حالات میں ہمیں اپنے جذبہ نفرت کو دور کر کے اتحاد و اتفاق کی فضا پیدا کرنی ہو گی۔ ان

حالات میں میں سمجھتا ہوں کہ سندھ کے اندر، کراچی کے اندر، تمام پولیٹیکل جماعتوں کو سر جوڑ کر بیٹھنا ہو

گا یہاں پر سب مل کر اس فتنے کیلئے اندھا فتنہ ہے اندھے فتنے کا مقابلہ کرنے کے لئے جہاں بے گناہوں

کو تڑتڑ گولیاں چلا کر مار دینا لوگوں کی کاریں جلا دینا گھر جلا دینا یہ درندگی ہے۔

ابھی تک آدمی صید زبوں شہریاری ہے

قیامت ہے کہ انسان نوع انسان کا شکاری ہے۔

ان حالات میں مذاکرات کی بات ہو۔ جب فضا پیدا ہو گی جب سب جماعتیں اور وہاں کے رہنے

والے لوگ مل کر سندھ کو بچانے کے لئے پاکستان کی وحدت، استحکام اور اتحاد کیلئے جدو جہد کریں گے یہ

مذاکرات بھی ہوں گے لیکن سب سے پہلے ملک کو بچانا ہے سندھ کی کیا بات ہے لاہور کے اندر بھی پوری ڈاکے اور قتل و غارت کا دور دورہ ہے سارے ملک کے اندر مصیبت پیدا ہو گئی ہے اس مصیبت کے اندر میں سمجھتا ہوں میں قومی وحدت اور اتحاد کیلئے دعوت دوں گا برسر اقتدار جماعت کو بھی۔ جس انداز میں ذکر ہو اور مذاکرات کا ماحول مصالحانہ ہو اور نئے حوادث اور فتنے پیدا نہ کئے جائیں۔ مگر افسوس ہے کہ ماحول کو تلخ بنایا جا رہا ہے مالکنڈ فائرنگ نے فضا خراب کر دی ہے حیرت ہے کہ ان کے ہاں یہ نظام مدتوں سے پھٹا رہا 'جناب بینرین' مدت المر ان کا یہ شریعت کا نظام تھا نئی بات نہیں تھی۔ اس کو یہ سمجھتے ہیں کہ حکومت ایک مذاق ہے۔ یہ درد مندانہ احساس کی بات ہے۔

جہاں بائی سے ہے دشوار تر کار جہاں مین

جگر خون ہو تو چشم دل میں ہوتی ہے نظر پیدا

یہ نظر اس انداز میں ہے اسی درد مندانہ احساس کے پیش نظر سیدنا فاروق اعظم نے فرمایا کہ اگر دبد دریا کے کنارے کوئی کتا بھوکا رہ گیا خدا مجھ سے پوچھے گا کہ اے خطاب کے بیٹے تم نے اس کا انتظام کیوں نہیں کیا؟ ہم نے دیکھ لیا کہ اپنے بیٹے کو سزا دی۔ خود اپنے آپ کو انصاف کے سامنے رکھا۔ اس لیے ہمیں بجائے اس کے کہ وہ بچہ بمورا، بچہ بمورا فرس جمہوریت کا چرچا کرتے پھریں، حالانکہ ہماری جمہوریت اسلام کے اصولوں پر ہے۔ ہماری جمہوریت روحانی ہے۔ ہماری سیاسی جمہوری تاریخ جو ہے وہ باقاعدہ نبی پاک کی غلامی اور اتحاد پر ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے اس فتنے کا مقابلہ کرنے کے لیے تمام سیاسی جماعتوں کو متحد ہو کر کراچی کے اندر، سندھ کے اندر، اس و سلامتی کا نظام قائم کرنا ہوگا۔ بے شک ایک پارٹی کو اکثریت حاصل ہے لیکن اس پارٹی کو چاہیے کہ تمام پارٹیوں پر مشتمل نمائندہ حکومت قائم کی جائے اور اس کے ساتھ تمام جماعتوں کو ملا کر ایک ایسی کونسل بنائی جائے جو حکومت کی رہبری اور رہنمائی کرے۔ میں سمجھتا ہوں ان حالات میں اگر وہاں پر 'سندھ کے اندر' جو کہ مصیبت کا گھر بن گیا ہے۔ تباہی اور بربادی کی شکل پیدا ہو گئی ہے اس مسئلے کو طے کرنے کے لیے اگر برسر اقتدار پارٹی چاہے کہ تمام جماعتوں پر مشتمل وزارت ہو۔ اس ضرورت کے پیش نظر میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک مسئلہ کا حل ہو سکتا ہے پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس طریقے پر لوگ قتل کر کے بھاگ جاتے ہیں۔ ہمارا کوئی انتظام اور نظام نہیں ہے۔ ہر محلے کے اندر، ہر کئی اور کوسے کے اندر ہماری ایک فوجیوں کی تیار فورس ہونی چاہیے جس کے لیے قوم بھی ان کا سامان مہیا کرے، حکومت بھی کرے اور اس طریقے سے کوئی کسی کو مار کر بچ نہ سکے۔ کون ہو تم؟ باقاعدہ جواب ملے گا۔ کدھر جا رہے ہو؟ کسی کو کوئی لوٹ کر بھاگ نہ سکے۔ اس قسم کے محاذ کی سی شکل ہونی چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بہر حال موجودہ حالات میں آپ کو پھر اسی طرف لے جاؤں گا

- بیسا کہ ہم نے تحریک پاکستان کی جد و جہد میں صوبائیت کو ، علاقائیت کو ، شمولیت کو ، قبائلیت کو ، قومیت کو اور ان تمام باتوں کو پاش پاش کیا تھا ۔

جتان شوب وقبائل کو توڑ

رسوم کن کے سلاسل کو توڑ

یسی دین محکم یسی فتح باب

کہ دنیا میں توحید ہو بے حجاب

ہم پھر دوبارہ سندھ کو وہی سندھ بنائیں ہو ۱۹۴۶ء کا سندھ تھا ۔ یہاں کے لوگوں کے اندر وہ اخوت ، محبت اور اپنائیت پیدا کرے آپ شاہ لطیف بھٹائی کی بات کرتے ہو ۔ بزرگن دین کی بات کرتے ہو ، اولیائے کرام کی محبت کی بات کرتے ہو ۔ اس محبت اور اتحاد اور ایثار اور قربانی کا جذبہ ایک ایک فرد کے اندر پیدا ہونا چاہیئے ۔ ایم کیو ایم جماعت ہو یا کوئی اور سب سے پہلے ملک کو بچاؤ ۔ ملک کے بچانے کی تدبیر کرو ۔ اس کے بعد پھر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے اپنے چور اور مجرم ، مسلم لیگ کے ہیں یا ہمیت المسلما پاکستان کے ہیں یا کسی اور جماعت کے اندر ہیں ۔ قرآن شریف کے اندر ہے مجرموں اور چوروں کی امداد نہ کریں ۔ ان کو قانون کے حوالے کریں اور پھر سب مل کر ملک کو بچائیں ۔ ایم کیو ایم جماعت ہو یا کوئی اور جماعت ہو ان تمام جماعتوں کا فرض یہ ہے کہ آج سندھ کو بچائیں آج سندھ جل رہا ہے اور دشمن تاک میں بیٹھا ہوا ہے کہ ادھر آپ کے پیٹ پر ضرب لگانے اور ادھر وہاں پر کشمیر کے دونوں طرف پر تباہی کا سامان پیدا کر رہا ہے اور ہم آج ذرے ہونے ہیں ۔

گو نچے تھے جن کھادوں میں کبھی جنٹل کے شیر

گیزر دن میں مارتے ہیں آج کل ٹھکاریاں

دل پابتا ہے ۔ ہمیں اپنے ملک کو جہاد کے لیے تیار کرنا چاہیئے ۔ اتحاد اور وحدت کے لیے تیار کرنا چاہیئے ۔ ہمیں تعصبات کو ختم کر کے دین کی محبت اور باہمی اخوت پر پابند ہو کر ملک کو بچانے کی ضرورت ہے اور خاص طور پر ان حالات میں کشمیر کا مسئلہ ہے ، نیو کلئیر کا مسئلہ ہے ، امن و امان کا مسئلہ ہے ۔ جس میں ایثار اور قربانی کی بات کرنی چاہیئے ۔ ان حالات میں میں سمجھتا ہوں کہ کون سی شرافت ہے کہ آدمی رات کو نواز شریف کے گھر پر مدد کر دو اس کے بعد صبح کی بھی کوشش کرو ۔ کوئی ماحول پیدا کرو ۔ محبت کا ماحول ، اعتماد کا ماحول ، محبت اور اعتماد کا ماحول پیدا ہونا چاہیئے ۔ اس موقع پر ایک دوسرے کو تباہ کرنے کے لیے دشمن کے لیے آپ راستہ پیدا کر رہے ہو ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں ہمیں وہی جذبہ لے کر اٹھنا چاہیئے ۔ کہ جس طرح تحریک

to sit till 6'O'clock , let us sit till 7'O'clock .

Mr. Chairman: Tariq Sahib what do you propose ?

جناب محمد طارق چوہدری۔ یہ کل کریں آپ۔ یہ نہیں ہے کہ نو بجے سے continue کریں آپ پانچ بجے تک ۔ یہ تو تشریف رکھ سکتے ہیں لیکن سب لوگ نہیں اتنا بیٹھ سکتے۔ خام کو رکھ لیں ۔ پرہوں دو sitting رکھ لیں ۔ لیکن یہ نہیں ہے کہ صبح سے بیٹھیں اور خام تک ایک ہی وقت میں بیٹھیں رہیں۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ میری گزارش یہ ہے کہ کم از کم Sindh Situation پر چار بجے تک بحث ہونی چاہیے۔ اور اس کے بعد آپ دوسرا مسند بیٹک اٹھائیں۔
جناب چیئرمین۔ جی شہزاد گل صاحب کیا تجویز ہے آپ کی؟
(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ جی مندوخیل صاحب۔
جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ آج ہر حالت میں سب مسٹوں سے اہم ہیں اس میں ہنر یہی مسند ہو گا بہت دن گزر رہے ہیں۔ دو دن ہمارے پاس ہیں۔ تو ہماری تو تجویز یہ ہے کہ بالکل سندھ کے مسئلے پر بات ہو اور پوری مکمل طور پر۔
جناب چیئرمین۔ جی جناب بلور صاحب آپ کا کیا خیال ہے؟

جناب الیاس احمد بلور۔ میرا تو یہ خیال ہے جی کہ صبح آپ لوگ تو وہاں جنازے پر تشریف لے گئے تھے ہم لوگ یہاں دس بجے کے آنے ہوئے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر حکمران پارٹی اس کو discuss کرنا چاہتی ہے تو ہم بھی اس کو discuss کرنا چاہتے ہیں۔ یہ proposal ہم نے ہی پیش کیا adjournment motion سندھ کے مسئلے پر ہم اس سے بھاگنا نہیں چاہتے۔ ہم اس کو پیش کرنا چاہتے ہیں اور ہم اس پر بولنا بھی چاہتے ہیں لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک راستہ ہوتا ہے ہر چیز کا۔ آج اگر session دو کر دیتے تب بھی ٹھیک تھا۔ continuously right from the morning 10 ' clock we are۔ آپ break کر کے پانچ بجے سیشن شروع کر دیتے ہمیں کوئی اعتراض نہیں تھا۔ لیکن یہ لاہور کا incident ہوا ہے Ex-Prime that is of very big importance.

Minister of the country, Leader of the Opposition...

جناب چیئرمین۔ Call attention in any case take up ہو گا۔

جناب الیاس احمد بلور۔ جو سندھ کا مسند ہے وہ کل کر لیں اور یہ immediately کریں۔

جناب چیئرمین۔ ان کی بات سن لیں پھر آپ کی بات سنتے ہیں۔ جی۔

Mr. Hussain Shah Rashdi: Let us discuss Sindh situation and finish as many speeches as possible. Then we can take up this Call Attention Notice because that has to be taken up. So I think that it is better, I appreciate it that the honourable members have been sitting here since morning but we started very late.

Mr. Chairman: Tomorrow, I hope that when we start at 9.30 am

آپ لوگ حاضر ہو جائیں تاکہ immediately شروع کیا جاسکے۔

Mr. Hussain Shah Rashdi: Sir, most of us are here but we have to make up for the delay.

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا۔ مسود کوثر صاحب کا خیال ہے کہ آج چھ بجے تک اس کو چلائیں۔ اس کے بعد پھر دوسری آئٹم کو شروع کریں اور رات نو بجے تک یہ ہاؤس چلائیں۔ ہم صبح سے آنے ہوئے ہیں۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ آخری آئٹم کو لیا جائے۔ یہ بہت اہم آئٹم ہے۔
(مدافعت)

جناب چیئرمین۔ تشریف رکھیں۔ باری باری۔ مسود کوثر صاحب۔

Syed Masood Kausar: Mr Bhinder, misunderstood me. My submission was, we should continue till 6'0 clock.

جناب چیئرمین۔ ان کی تجویز یہ ہے اور میرا خیال ہے کہ اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہیئے کہ

We will have two sittings from tomorrow, a morning sitting and an afternoon sitting.

ان کا کام بھی نکلے۔ وہ اس کے بارے میں زیادہ worried ہیں۔ اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو کل سے ہم اجلاس سازے نو بجے سے شروع کرتے ہیں۔ اور اسے ایک بج کر تیس منٹ پر ختم کریں گے۔ دوسری sitting ہم شام کو رکھیں گے۔ آپ بتائیں کہ اس کا کیا time رکھیں۔

پروفیسر نور شید احمد۔ سو پانچ نماز ہوتی ہے اور ہم ساڑھے پانچ اجلاس رکھ لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے جی۔ اب ہم call attention notice لیتے ہیں۔ چوہدری شجاعت

حسین صاب -

(مداغلت)

جناب چیئر مین - آج جو کام نکلتا ہے اسے نکتے دیں -

پروفیسر خورشید احمد - جناب چیئر مین - میں عرض کر دوں کہ ماضی میں یہ روایت رہی ہے کہ اگر دس بارہ اراکین بھی موجود ہوں تو آپ شروع کر دیں -

جناب چیئر مین - میں شروع کر دوں گا - 12 اراکین بھی ہونے تو میں شروع کر دوں گا -

جناب آفتاب احمد شیخ - جناب والا - میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرا نام کب پکارا جائے

گا -

جناب چیئر مین - میرے پاس لسٹ نہیں ہے لیکن میں ایک سٹیکر ادھر سے لیتا ہوں اور ایک

دوسری طرف سے - I try to balance out the speeches - آج احتیاقی احمد صاب نے بول لیا ہے -

کل آپ کو موقع مل جائے گا - ادھر سے کل راشدی صاب بول لیں گے -

(مداغلت)

جناب چیئر مین - باری باری - آپ تشریف رکھیں - آپ باری باری بات کریں گے تو سمجھ بھی

آنے کی -

سید مسعود کوثر - جناب آپ کے پاس لسٹ ہے اور ہونی چاہیے -

جناب چیئر مین - سندھ situation پر بحث کے لئے میرے پاس لسٹ نہیں ہے -

سید مسعود کوثر - جناب - آپ کے پاس ہونی چاہیئے - ہم نے نام دینے ہونے ہیں - ہم تو

اس انتظار میں ہیں کہ ہمارا نام پکارا جائے گا -

جناب چیئر مین - یہ لسٹ مل گئی ہے -

سید مسعود کوثر - آپ یہ لسٹ رکھیں اور آپ اس حساب سے اراکین کو ادھر سے پکاریں گے

بٹنے اراکین کو ادھر سے تقریر کا موقع دیں گے -

جناب چیئر مین - کوشش میں تو یہی کرتا ہوں کہ ایک رکن ادھر سے تقریر کرے اور ایک ادھر

سے کرے -

سید مسعود کوثر - جناب - ابھی تک تو ایسا ہوا ہے کہ گیارہ اراکین نے ادھر سے تقریر کی

ہیں اور ایک نے ہماری طرف سے ۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جناب والا۔ مجھے بھی موقع دیا جائے۔

جناب چیئرمین۔ آپ کو تو ہم اس لئے preference دیتے ہیں کہ you are here on the

very special circumstances اس لئے آج اشتیاق اعمر صاحب کو موقع دیا ہے ۔ یہ لسٹ سندھ کی صورت

مال پر بحث کے متعلق ہے ۔ اس کے مطابق چوہدری شجاعت صاحب۔ جناب اہل خشک صاحب ۔ اشتیاق اعمر

صاحب ۔ انور بھنڈر صاحب ۔ ستار نیازی صاحب ۔ جاوید اقبال صاحب ۔ عبدالرحیم خان صاحب ۔ ایلیاس

بلور صاحب ۔ مسعود کوثر صاحب ۔ رفیق احمد شیخ صاحب ۔ آفتاب احمد قحج ۔ نسرین جلیل صاحبہ ۔ راجہ نظیر الحق

صاحب ۔ شفقت محمود صاحب ۔ ذلیل الرحمان صاحب ۔ سید محمد ہواد صاحب ۔ فدا حسین صاحب ۔ حسین شاہ راشدی

صاحب ۔ شہزاد گل صاحب ۔ بام کرار الدین صاحب ۔ ایم ظفر صاحب ۔ حافظ فضل محمد صاحب ۔ اکرم شاہ

صاحب اور طارق چوہدری صاحب۔ یہ لسٹ ہے۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ یہ لسٹ آپ کے پاس ہے لیکن اس کو balance آپ نے کرنا

ہے۔

Mr. Chairman: I think you should allow me to balance it up..

(مداخلت)

باری باری۔ آپ تعریف رکھیں۔ کمال اعظم صاحب کی بات سنتے ہیں۔

بیسرر کمال اعظم۔ کل اگر آپ کچھ legislative business لے لیں تو بہتر ہوگا کیونکہ آج

بھی ہم legislation نہیں کر سکے ہیں اس لئے بہتر ہوگا کہ صبح کے اجلاس میں legislation کر لیں۔

جناب چیئرمین۔ بہتر یہ ہوگا کہ سیشن کے بعد لیڈر آف دی اپوزیشن اور آپ میرے پاس آ

جائیں اور کل کے بارے میں کچھ understanding کر لیں تو یہ میرے لئے بھی آسان ہوگا۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب والا۔ پہلے دن ہم نے نام دیئے تھے۔ میں حیران

ہوں کہ اس وقت آپ کو لسٹ کا پتہ چلا ہے۔

جناب چیئرمین۔ جناب۔ میں تو لسٹ کے بغیر balance کر رہا تھا۔ دو سیٹیکر ہونے ہیں۔

اشتیاق اعمر صاحب تو مخصوص حالات میں آئے ہیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ اس بات پر ہم متفق ہیں کہ اشتیاق اعمر صاحب کو سب

سے پہلے موقع دیا جاتا۔

جناب چیئرمین۔ ان کو موقع دے دیا ہے۔ اس کے بعد فتح رفیق صاحب بولے۔ اس کے بعد مولانا یازی کو موقع دیا کیونکہ میں نے سوچا کہ ایک تو بزرگ ہیں اور دوسرا وقت بھی تمہارا لیتے ہیں۔ اس کے بعد میرا خیال تھا کہ راشدی صاحب کو موقع دیتے۔

(مداخلت)

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب والا۔۔

جناب چیئرمین۔ جو ممبر بول چکے ہیں ان کے نام میرے پاس ہیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب۔ کل تک سات اراکین بول چکے ہیں

جناب چیئرمین۔ مسود کوثر صاحب جو آپ نے پہلے بات کی تھی وہ مناسب تھی۔

سید مسعود کوثر۔ مجھے بات کرنے دیں۔ انہوں نے ایک document کو refer کیا ہے

House میں۔

(مداخلت)

سید مسعود کوثر۔ نہیں جی سنیں تو سہی۔ میں چیئرمین صاحب سے بات کر رہا ہوں۔ اب پاسیے

یہ کہ جس document کا انہوں نے reference دیا ہے اسے یہ پڑھ کر یہاں سنائیں تاکہ House کو یہاں پتہ چلے۔۔۔

جناب چیئرمین۔ مسود کوثر صاحب جو آپ نے پہلے بات کی ہے وہ مناسب ہے۔ اب

آپ یہ کہیں کہ لال پڑھ کر سنائیں تو ان کا وقت اسی میں خاتم ہو جائے گا۔ Let him choose his own

way to deal with the matter.

جناب چوہدری شجاعت حسین۔ دیکھیں یہ پوری correspondence ہے جو ہوتی ہے۔

Mr. Chairman: Quite right. Please let him speak in his own way

Call Attention Notice

جناب چوہدری شجاعت حسین۔ جناب اسکے بعد میں یہ کہوں گا کہ کیا اس سے پہلے یا

اس وقت بھی تمام جو وزراء اعلیٰ، محل کے طور پر آپ وزیر اعلیٰ پنجاب کو لے لیں، جناب والا اس وقت جہاں پر

انکا گھر ہے یہ اسکی تصویر ہے جو آج کے لاہور کے اخبار نوانے وقت میں بھیجی ہے۔ یہاں کے اخبارات

میں نہیں بھیجی۔ یہ جی میں آپ کو دینا چاہوں گا۔ ملاحظہ فرمائیں، یہاں ایک بارہ دری بنی ہوئی ہے جہاں شام

کے وقت وزیر اعلیٰ تشریف رکھتے ہیں اور عوام کے ساتھ ملاقاتیں کرتے ہیں اور اسی طرح کے ہنگامے وہاں گئے ہونے ہیں۔ میں نے باقی حضرات کو بھی دہنے ہیں، میں نے صبح جہل باہر صاحب کو بھی یہ تصویر دکھا دی تھی۔ مجھے افسوس ہے کہ اب آپ کو جواب دینا پڑ رہا ہے لیکن اگر اقبال حیدر صاحب جواب دیتے تو زیادہ مزا آتا۔ جناب والا! اس وقت بھی آپ ہمیں جائیں تو Sindh House کے باہر بھی اسی طرح کے Guard Rooms بنے ہونے ہیں۔ جناب والا! میں یہ بھی کہوں گا کہ جب آپ Acting President بنے تھے تو اس وقت وہاں بھی ایک Guard Room بنایا گیا تھا۔ یہ اسی طرح کے Guard Room تھے اور اسی طرح کے یہ کمرے تھے اور جہاں تک جنگوں کا تعلق ہے، آپ لاڑکانہ میں المرتضیٰ کو دیکھ لیں، اسکی بھی تصاویر House میں پیش کی جائیں گی، بلاول ہاؤس کی بھی تصاویر پیش کی جائیں گی، Clifton-70 کی بھی تصاویر پیش کی جائیں گی، جہاں پر یہ لکھا ہوگا اور آپ خود دیکھیں گے کہ کیسے وہاں پر یہ جس کو encroachment کہتے ہیں؟ کیا نواز شریف نے اس زمین پر اپنا Drawing Room بنایا تھا، اپنا گھر بنایا تھا، کسی جگہ پر آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس نے یہ ہنگامے کسی رکاوٹ کہنے بنائے تھے۔ لیکن محض انہوں نے توجہ ہٹانے اور اشتہار کارروائی اور اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے کیلئے یہ کام کیا۔ لیکن جناب اس وقت آپ دیکھیں کہ پاکستان میں اس عمل پر کتنی نفرت کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے۔ میں زیادہ وقت نہیں لوں گا اور یہ کہوں گا کہ ایک طرف یہ ہمیں کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ تعاون کا ہاتھ بڑھایا جائے۔ ابھی شیخ رفیق صاحب جو لاہور کے رہنے والے ہیں انہوں نے بھی کہا اور باقی دوستوں نے بھی کہا کہ تعاون کا ہاتھ بڑھایا جائے لیکن دوسری طرف پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے وفاقی حکومت کے کہنے پر ہمتی + (محکم پٹیرمین صاحب حذف کیا گیا) انہوں نے وہاں پر۔۔۔

جناب چیئرمین۔ یہ + کا لفظ expunge کیا جاتا ہے۔

چوہدری شجاعت حسین۔ اس پر آپ نے ruling دے دی ہے تو ٹھیک ہے۔

(مدافلت)

چوہدری شجاعت حسین۔ جناب والا! گھنیا آدمیوں کیلئے گھنیا پن کا لفظ ضرور استعمال ہونا چاہیے۔ کیونکہ لوگوں کے لئے گھنیا پن کا لفظ ضرور استعمال ہونا چاہیے۔ جناب والا! مجبوری ہے، مجھے یہ لفظ استعمال کرنا پڑا ہے۔

جناب چیئرمین۔ چوہدری صاحب یہ لفظ بھی ٹھیک نہیں ہے۔

چوہدری شجاعت حسین۔ ہموما پن، جناب والا! اسکے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ Please ذرا حوصلہ رکھیں آپ کو کیا ہو گیا ہے؟۔۔۔۔۔

(مداخلت)

چوہدری شجاعت حسین۔ جناب! یہ اسکی وزارت کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ وہ دو بلوں کے لئے خیرات مانگ رہے تھے۔ دراصل مسئلہ یہ ہے کہ یہ اسکی وزارت کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ تو ہم راجہ ظفرالحق صاحب سے بات کریں گے کہ وہ کسی طریقے سے اس کو خیرات دے دیں۔ اس میں زیادہ گری کھانے والی بات نہیں ہے۔ لیکن میں یہ کہوں گا کہ جو چیزیں میں نے اس میں اٹھائی ہیں اسکا وزیر صاحب جواب دیں کہ کیا یہ ہنگے پھانے سے ملک کے اندر ہنگائی دور ہو جائے گی، کیا law and order درست ہو جائے گا کہ انہوں نے نواز شریف کا ہی جو گھر ہے اسی کو ہی نفاذ بنانے کی کوشش کی۔ تو ان چیزوں کا اگر جواب دیں گے تو اس کے بعد بات آسے پڑے گی۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی جناب الیاس بلور صاحب۔

جناب الیاس احمد بلور۔ شکریہ جناب چیئرمین کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ اس اہم مسئلے پر میں کچھ عرض کروں۔ جناب چیئرمین صاحب basically جو کام کیا گیا ہے میں اصولاً اس کے بہت خلاف ہوں۔ کیونکہ ایک قائد عوام ایک شخص جو کہ حزب اختلاف کے قائد ہیں نیشنل اسمبلی میں اور سابقہ وزیر اعظم ہیں۔ ان کے ساتھ اس قسم کا رویہ صوبائی حکومت نے اختیار کیا اس رویے کے خلاف میں سختی سے احتجاج کرتا ہوں۔ اور میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہر چیز ہو سکتی ہے پشتو میں کہتے ہیں (پشتو) (پہاڑ پر بھی چڑھنے کا راستہ ہے) اگر آپ لوگوں نے کچھ کرنا تھا تو اس کو کسی طریقے سے کیا جاسکتا تھا۔ یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے کہ رات کو ایک بجے آپ گورنمنٹ کے جو گارڈز ہیں ان کو دور کر کے اور پھر صبح ایک چیز کو بلڈوز کر دیں۔ جیسے آپ نے سرحد اسمبلی کو بلڈوز کیا۔ یہ جناب ایسی بات نہیں ہے۔ اور اس کا انجام کیا ہوا۔ اس کے انجام میں ان کو کوہاٹ اور نوشہرہ میں ایسے بوتے پڑے کہ یہ ابھی تک تھما رہے ہیں۔ جناب عالی! میں اس ہاؤس کی وساطت سے آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو طریقہ کار ہے اس کی میں سخت مذمت کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ یہ ہاؤس باقی جو دوسری طرف کے ممبر ہیں وہ بھی اس کی مذمت کریں گے۔ کل وہ بھی اپوزیشن میں ہو سکتے ہیں۔ کل ان کی قائد پھر اپوزیشن لیڈر بن سکتی ہے۔ ہم تو جیلوں میں جاتے رہے ہیں اپوزیشن کی وجہ سے آپ بھی جیلوں میں گئے ہیں۔ کم از کم کچھ احساس کیجئے لیڈر آف دی اپوزیشن کا سابقہ وزیر اعظم کا ایک پرنوکول ہوتا ہے اس پرنوکول کے

تحت کچھ طریقے سے، جو بھی کریں کوئی طریقہ ہونا چاہیئے۔ یہ تو ناجائز طریقہ ہے کہ آدمی رات کو جب خون مار رہے ہیں۔ ہڈوز کر رہے ہیں کس کس چیز کو ہڈوز کریں گے اس پاکستان میں۔ کیا آپ ان چیزوں کو بھی ہڈوز کریں گے جناب والا! جو بغیر کسی وجہ کے، ملکیت کے، لوگوں نے قبضہ کر رکھی ہیں۔ ان کو تو پوچھتا بھی کوئی نہیں ہے۔ میں نام نہیں لینا پابنتا کیا آپ ان پلاٹوں کو بھی ہڈوز کریں گے جو لوگوں کے پلاٹ ہیں اور دوسروں نے قبضہ کر رکھے ہیں۔ کیا ان گھروں کو بھی ہڈوز کریں گے جو بغیر ملکیت کے قبضہ کر لئے گئے ہیں۔ جناب والا! میرا تو صرف کہنے کا یہ مقصد ہے کہ ایک طریقہ ہے ہر چیز کا آپ نے اگر کچھ کام کرنا ہے تو اسے اصول کے مطابق ایک طریقے کے مطابق کیجئے اور لیڈر آف دی ایوزیشن اور سابقہ وزیراعظم کا اپنا ایک پرنسپل ہوتا ہے۔ اس کا ایک اصول ہے۔ سب دنیا میں ہے صرف آپ کے ملک میں نہیں ہے۔ باقی ملکوں میں بھی لیڈر آف ایوزیشن ہوتے ہیں۔ ان کی ایک dignity ہوتی ہے۔ اس کی dignity کو maintain تو کیا جائے۔ میں اس ہاؤس میں کوئی غلط لحاظ نہیں استعمال کرتا لیکن میں اتنا تو ضرور کہنے کا حق رکھتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ یہ لوگ جو میرے ساتھی ہیں یہ بھی اس کو مانیں گے۔ کل بھی یہ ایوزیشن میں تھے اور کل پھر ایوزیشن میں آئیں گے۔ اور بہت جلدی انخائل آئیں گے تو یہ کم از کم یہ سوچیں کہ آج انہوں نے کیا توکل ان کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے لیکن ایک طریقے سے ہو، جو بھی ہو اس کا ایک دستور ہونا چاہیئے۔ اس کا principal ہونا چاہیئے۔ کم از کم ایک آدمی کی dignity کو اتنا تو برقرار رکھنا چاہیئے کہ اس کی عزت قسوی بحال رہے یہ کوئی طریقہ نہیں ہے جس طریقہ سے یہ ہڈوز کیا گیا۔ اور میں تو کہتا ہوں کہ میرے جو وزیر داخلہ صاحب ہیں ایک بزرگ شخص ہیں ان کو تو چاہیئے کہ اس چیز کا سختی سے نوٹس لیں۔ اور وہاں کے جو وزیر اعلیٰ صاحب نے جو کام کیا ہے اس کی وہ بھی مذمت کریں۔ کہ یہ طریقہ نہیں ہے کہ جس طریقے سے انہوں نے کام کیا ہے اور وہ ہماری پشتو کی جو ایک روایت ہے جیسا میں نے کہا (پشتو) ان کو چاہیئے کہ وہ ہیڈ منسٹر کو بتائیں کہ چیف منسٹر صاحب یہ طریقہ نہیں ہے کہ جس طریقہ سے آپ نے ہڈوز کیا ہے۔ اگر کرنا ہی تھا تو اس کا ایک legal way ہے۔ اس کو کوئی نوٹس دیں کچھ کریں یہ تو طریقہ نہیں ہے جو انہوں نے کیا ہے ٹکریہ جی۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب وزیر داخلہ صاحب۔ آپ جواب دیں گے، چلو آپ نے خواہش پوری کر دی ان کی۔

سید اقبال حیدر۔ جناب چیئرمین! حزب اختلاف کے محترم رہنما چوہدری شجاعت حسین صاحب کی خواہش کے احترام میں مجھے وزیر داخلہ نے یہ اجازت دی ہے کہ میں کچھ گزارشات پیش کروں۔ پہلی بات یہ ہے جناب چیئرمین! کہ قائد حزب اختلاف کے گھر پر کوئی بھی حملہ نہیں ہوا۔ یا کوئی بھی غیر قانونی یا

کسی قسم کی قانونی یا غیر قانونی کوئی کارروائی نہیں ہونی۔ پہلی بات۔ دوسری بات یہ ہے کہ حکومت پاکستان کے کہنے پر یا ہدایت پر کسی قسم کی کوئی کارروائی نہیں ہونی۔ یہ بھی بالکل واضح ہے۔ حکومت پنجاب جس کو آئین کے تحت یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ غیر قانونی تجاوزات اور squatters اور قبضہ گروپ کے خلاف کارروائی کرے۔ یہ حکومت پنجاب کی کارروائی قائد حزب اختلاف کے خلاف نہیں بلکہ قبضہ گروپ کے خلاف ہے۔ اور یہ کارروائی ہم پورے پنجاب میں کر رہے ہیں اور سندھ میں بھی کر رہے ہیں اور یہ صرف ماڈل ٹاؤن تک ہی محدود نہیں ہے، 'مکان میں بھی قبضہ گروپ کے خلاف'، 'ناباؤت تجاوزات کے خلاف'، 'کارروائی ہوتی ہے فیصل آباد میں بھی ہوتی ہے۔' لاہور کے دیگر علاقہ جات میں ہوتی ہے۔ 'رہتا'، 'ناباؤت قابضین' سے حکومت کی زمین حاصل کی جا رہی ہے۔ 'ناباؤت تجاوزات' بھائی جا چکی ہیں۔ ہزاروں عوام کی ناباؤت تجاوزات جب نہیں تو کسی نے کوئی آواز نہیں اٹھائی۔ عوام یہ پوچھ رہے تھے کہ امراء کے جو محل بنے ہوئے ہیں ۲۰ کنال پر جس نے قبضہ کیا ہے کیا اس قبضہ کو ختم کرانے کی ہمت حکومت میں نہیں ہے۔ یہ کہاں کا قانون ہے کہ ایک غریب جس نے دوسرے زمین پر قبضہ کیا ہے اسے تو حکومت پنجاب نے بھا دیا۔ بیس بیس گز کے ناباؤت تجاوزات کو تو بھا دیا لیکن ۲۰ کنال کا جو انہوں نے عالی شان بارگ بادشاہی بنایا ہے۔ مثل شمشاہوں کی انہیں ایک ہی عادت پسند تھی کہ باغیچہ بڑا لباؤ، اس باغیچے کو 'ناباؤت تجاوزات' کو بھایا گیا ہے۔ حکومت لیڈر آف دی اپوزیشن کا بھرپور احترام کرتی ہے۔ یہ کارروائی سرف اور صرف قانون کے مطابق کی گئی ہے اور یہ بڑی ناباؤت بات ہوگی کہ ایک غریب کھوکھا رکھنے والے کی دکان کو تو ناباؤت تجاوزات میں بھا دیا جانے جس نے دو گز کی زمین پر اپنا کھوکھا بنایا ہوا ہے وہ ناباؤت ہے وہ تو ہٹ جانے لیکن ایک شخص جس کے پاس اربوں، کھربوں روپے ہیں اسے ۲۰ کنال زمین ہضم کرنے کی اجازت دے دی جائے۔ یہ قانون اور انصاف کے قطعاً خلاف ہے۔ یہ ہمارے لئے بھی اور لیڈر آف دی اپوزیشن کے لئے بھی باعث شرمندگی ہوتا بلکہ ہم نے تو قانون کو evenly رکھتے ہوئے اور rule of law کو maintain کرتے ہوئے یہ کارروائی کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حزب اختلاف کے رہنا کو تو شکرگزار ہونا چاہیئے کہ ہم نے انہیں عوام کے برابر رکھا ہے اور وہ تو اپنے آپ کو عوام کا نمائندہ کہتے ہیں۔

جناب والا! دوسری گزارش یہ ہے کہ ماڈل ٹاؤن سوسائٹی نے مقدمہ دائر کیا تھا اور اس مقدمے کے بعد پنجاب کی حکومت نے واضح طور پر کورٹ میں یہ بیان دیا تھا کہ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اگر ماڈل ٹاؤن سوسائٹی اپنی زمین --- ۲۰ کنال زمین پر قبضہ، آپ تصور تو کریں، یہ ایک دو گز کی بات ہی نہیں ہے جناب ۲۰ کنال ہیں جس میں دو پارک ہیں اور اس میں پارک کے درمیان روڈ تھی بلکہ دو سڑکیں تھیں دونوں سڑکوں کے دونوں جانب انہوں نے لوہے کے آہنی دروازے، جس کے کہ وہ بہت بڑے producer ہیں، وہ لگانے اور عام آدمی کو اس پارک کے استعمال سے محروم کیا۔ انہوں نے عام آدمی

کو ان دو سڑکوں سے گزرنے سے منع کیا۔ ایک عام آدمی کو صاف فضا اور ہوا استعمال کرنے سے منع کیا۔ تو یہ بڑی ناجائز بات تھی۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا حکومت کو اپنے کسی بھی ذمہ دار عہدیدار سے rebut کرنے کا اس کا جواب دینے کا پورا اختیار حاصل ہے۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ جتنی غلط بیانی آج وزیر قانون نے کی ہے مجھے اس بات پر زیادہ دکھ ہوا ہے کل کے اس واقعہ کی بجائے مجھے اس بات پر بہت دکھ ہوا ہے کہ ایک آدمی ایوان میں کھڑے ہو کر اتنی غلط بیانیاں کرے جن سے خود ایوان کے اندر بیٹھے ہوئے ممبروں کو بھی شرم آنے۔ یہ بہت افسوسناک بات ہے۔

سید اقبال حیدر۔ جناب چئیرمین میں نے ایک ایک لفظ جو کہا ہے وہ مصدقہ ہے اور اس کے بارے میں آپ تحقیق کرا لیں کہ دو پارکوں پر چٹکے نہیں لگانے گئے تھے۔ میں تو ہمیشہ ادب و احترام سے نواز شریف صاحب کا نام لیتا ہوں کیونکہ ہمارا اخلاق ہمیں یہی سکھاتا ہے اور ہم کوڑا گندی زبان استعمال نہیں کرتے لیکن اس کھر کے ارد گرد ان کا ہو گھر کا رقبہ ۱۹۸۱ میں تھا وہ ناپ لیتے اور ۱۹۹۲ میں جو ان کے کھر کا رقبہ ہے وہ ناپ لیتے دودھ کا دودھ پانی کا پانی صاف ظاہر ہو جانے گا۔ ۷۷ کنال کی بات ہے جبکہ ایک ایک کنال ہو ہے وہ تیس تیس لاکھ کا ہے اور اس سے بڑھ کر سب سے اہم بات ہمارے بڑے شہروں میں کھلے علاقے اور پاتھ کی بہت کمی ہے۔ عوام صاف فضا اور باغات کیلئے جتنی شدت سے کمی محسوس کر رہے ہیں وہ ابھی جگہ ہے۔ ہم نے یہ دو پارک اور دو سڑکیں جو کہ ماڈل ٹاؤن سوسائٹی کی ملکیت تھی جس کا استعمال ایک عام آدمی اور چھری اور وہاں کے رہنے والوں کیلئے منسوب تھا ان چیزوں کو ناجائز قبضے سے آزاد کرا کر حکومت پنجاب نے ماڈل ٹاؤن سوسائٹی کی درخواست پر یہ قانونی قدم اٹھایا ہے اور یہ ناجائز تجاوزات کے خلاف مہم پورے پنجاب میں چل رہی ہے اور ہر جگہ چلنی چاہیے۔ یہ مجھے احساس ہے کہ اسلام آباد کے ارد گرد بھی بہت بڑے بڑے قبضہ گروپ ہیں ان کو بھی منہدم کرنا چاہیے اور میں اپنے Interior Minister سے درخواست کروں گا کہ ان کے ساتھ بھی کسی قسم کی رعایت نہ برتیں اور اس طرح کے تمام تر جو قبضہ گروپ ہیں اور ناجائز تجاوزات کئے ہوئے ہیں اس پر احتجاج کرنا مناسب نہیں ہے اور یہ حقیقت ہے اگر کسی کو بھی انکار ہے تو آئیے چل کر کمیشن بناتے ہیں اور معلوم کر لیتے ہیں کہ ۱۹۸۱ میں نواز شریف صاحب اور ان کے خاندان کے گھروں کے ارد گرد کتنی زمین تھی اور ۱۹۹۲ میں انہوں نے اپنے چٹکے لگا کر اور لوہے کے جال بنھا کر کتنی زمین پر قبضہ کیا اور جو additional زمین انہوں نے اپنے قبضہ میں لی تھی کیا اس کی کوئی قانونی دستاویز تھی کہ نہیں؟ کیا اس کی قیمت انہوں نے ادا کی تھی کہ نہیں اور انہیں کوئی قانونی اختیار تھا کہ نہیں؟ یہ تین چار حقائق ہیں اس کیلئے آپ چاہیں

Judicial Commission بنائیں یا پارلیمانی کمیشن بنائیں یا کوئی کمیٹی بنائیں۔ با کر ڈیکس تو دودھ کا دودھ پانی کا پانی نظر آنے کا اور آیا یہ انتہائی کارروائی کا حصہ ہے یا قانونی کارروائی کا حصہ ہے 'rule of law' کا حصہ ہے۔ یہ تو کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ میرے معزز ساتھیوں نے بلاول ہاؤس کے بارے میں نازیبا الزامات اور بے بنیاد الزامات لگائے ہیں اور ہمیں فخر ہے جناب بلاول ہاؤس میں ۱۹۹۰ء سے لے کر ۱۹۹۳ء تک رستے والوں کے اوپر جس طرح سے ارد گرد وہاں پر nuisance create کی گئی۔ قبضہ تو کجا۔ حتیٰ کہ وہ کھلی space ہو عوام کیلئے تھی جام صادق علی نے دانستہ طور پر ایک high rise multi-plaza یا multi-story shopping arcade and flats بنانے کا کہ ہماری وزیر اعظم محترمہ بینظیر بھٹو کو تکلیف ہو 'زعج ہو اور وہاں پر nuisance create ہو ان کی privacy مجروح ہو۔ ان کی تمام دن کا صبح اور رات کی نیند حرام ہو تو۔

We went in a court of law and we prevented that illegal construction next to Bilawal house and there was no illegal construction in Bilawal house and we are proud of it and to draw a parallel is a very unfortunate thing.

چوہدری محمد انور بھنڈر - جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا اور میں اس بات کی تردید کرنے کیلئے اٹھا تھا کہ یہ جو 72 کنال کے متعلق وزیر قانون نے فرمایا یہ بالکل غلط ہے ماڈل ہاؤس میں جو پارک بنائے گئے ہیں ان میں شاید ان کو جانے کا اتنا حق نہیں ہوا۔ ان کی indirect information ہوگی اور آپ کی information نہ صرف indirect ہے بلکہ غلط ہے۔ یہ پارک وہ پارک ہے جن میں آج بھی خام کو پھلیں جائیں تو ڈیکس سے کہ ہزاروں لوگ وہاں سیر کرتے ہیں۔ لوگوں کی تفریح گاہ ہے۔ ماڈل ہاؤس کا نقشہ منسلک دیکھیے۔ سارے ماڈل ہاؤس کا دیکھنے میں میاں نواز شریف کے گھر کی بات نہیں کرتا ہوں، میں میاں نواز شریف کے بچے کے بات نہیں کرتا ہوں میں اس آبادی کی بات کرتا ہوں جس آبادی کا نقشہ بدل گیا ہے، جس آبادی میں یہ پارک بنے ہیں۔ یہ پارک لوگوں کی تفریح کے لئے ہیں لوگوں کی سیر کے لئے ہیں میاں نواز شریف کے لئے نہیں۔ میاں نواز شریف وہاں پارک میں سیر نہیں کرتے ہیں لوگ سیر کرتے ہیں، لوگوں کی تفریح گاہ ہے، لوگوں کی آسائش کے لئے ہے، لوگوں کی سہولت کے لئے یہ بنائے گئے ہیں اور 72 کنال رقبہ یہ جناب والا! بالکل غلط بات ہے اور اتنی بات تھی تو ان کی یہ جرات نہ ہوئی کہ یہ دن کے وقت جاتے، یہ رات کو جنون مارتے ہیں۔ کوئی encroachment تھیں جو LDA نے یا جو دوسرے اداروں نے رات کے وقت جا کر، مگر کہ، وہاں دور کی ہیں ہم نے دیکھا ہے لاہور میں encroachments دور ہوئی ہیں، دوسرے کے وقت دور ہوئی ہیں وہ جناب! پار سب کے قریب ہوئی

ہیں صبح کے وقت ہوئی ہیں یہ تو جناب صریحاً ایک سازش کے تحت کیا گیا تھا اور وہاں جا کر یہ شب خون مارا گیا اور جناب والا یہ عزت اور یہ احترام ہے ایک سابق وزیر اعظم کا آپ نے بھی کل سابق بننا ہے آپ ہمیشہ وزیر اعظم نہیں رہیں گے آپ بھی سابق بنیں گے اور یہ حرکتیں جناب decorum کے خلاف ہیں یہ protocol کے خلاف ہیں اخلاق کے خلاف ہیں۔ یہ چیزیں نہیں ہونی چاہئیں۔ اور یہ ساری چیزیں غلط ہیں اور بالکل خلاف قانون خلاف قاعدہ ہیں۔

Mr. Rafique Ahmed Shaikh : Sir, my friend is actually confusing the China Basti with this encroachment of Nawaz Sharif. They are two different things. To increase the rate of his property, the value of his property, he demolished so many kanals of China Basti and settled them there far away so that his property becomes much more precious.

میں ماڈل ٹاؤن کی ہی بات کر رہا ہوں جی کہ وہی چنانا بستی جو اجاڑ کر یہ سامنے کا جو پارک اب بڈوز کیا گیا ہے بنایا گیا تھا۔ You don't know anything about Lahore. آپ نے کبھی سڑکوں سے گزرنے کی کوشش کی تو Two public roads have been encroached by him

Mr. Chairman: Now I think we come to the end of today's business. The House is adjourned to meet again tomorrow at 9.30 a.m.

(The House adjourned to meet again at thirty minutes after nine of the clock in the morning on Wednesday, the 18th of May, 1994).